SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, December, 30, 1993.

The Senate of Pakistan met in the old National Assembly Hall (State Bank Building) Islamabad, at forty minutes after ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا الله وقولو قولا سد یدا O یصلح لکم
اعمالکم و یغفر لکم ذنوبکم ومن یطع الله و رسوله فقد فاز
فوزا" عظیماO

ترجمہ ۔ مومنوں خدا سے ڈرا کرو اور بات سیدھی کہا کرو۔ وہ تمہارے سب اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو شخص خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک بڑی مراد پائے گا۔ سورۃ الاحزاب آیت ۷۰ تا ۷۱

QUESTIONS AND ANSWERS

جناب چیئرمین۔ question hour سوال نمبر ۸ جی جناب پوائنٹ آف آرڈر۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ جناب والا ! کل دن کے بارہ بجے میں نے ایک موشن دی

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, December, 30, 1993.

The Senate of Pakistan met in the old National Assembly Hall (State Bank Building) Islamabad, at forty minutes after ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله وقولو قولا سد یدا O یصلح لکم اعمالکم و یغفر لکم ذنوبکم ومن یطع الله و رسوله فقد فاز فوزا" عظیماO

ترجمہ ۔ مومنوں خدا سے ڈرا کرو اور بات سیدھی کہا کرو۔ وہ تمہارے سب اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو شخص خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک بڑی مراد پائے گا۔ سورۃ الاحزاب آیت ۷۰ تا ۷۱

QUESTIONS AND ANSWERS

جناب چیئرمین۔ question hour سوال نمبر ۸ جی جناب پوائنٹ آف آرڈر۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ جناب والا ! کل دن کے بارہ بجے میں نے ایک موشن دی

تھی۔ آج وہ ایجنڈے پہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ وہ دیکھیں گے۔ جب اس کا وقت آئے گا ۔ وہ تو آخر میں ٹیک اپ ہوتی ہے اور وہ ضروری ہوتی ہے کل دی ہے تو آج آ جائے گی ۔ اس کا ایک procedure ہے میں دیکھ لوں گا۔ جب اس کا وقت آئے گا۔ کل دی ہے آپ نے؟

اخونزادہ بہرہ ور سعید ۔ جی کل دی ہے میں نے۔

جناب چیئرمین۔ دیکھ لیتا ہوں اس کو۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ جناب ایک اور عرض ہے کہ یہاں پر لوڈ شیڈنگ بہت زیادہ ہو گئی ہے ۔ اب تو کام نہیں ہو سکتا یہاں چار پانچ گھنٹے اسلام آباد میں ہوتی ہے تو پھر گاؤں کی حالت کیا ہو گی ۔ اس طرف بھی گورنمنٹ کی توجہ دلائی جائے۔

جناب چیئرمین۔ میں اسے دیکھ لوں گا۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ ذرا مہربانی کریں۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب سوال نمبر ۸ چوہدری شجاعت حسین صاحب'

@8 . *Chaudhry Shujat Hussain: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the Government has withdrawn tax holiday from some industrial estates, if so, the names or such industrial estates; and

(b) the reasons for withdrawal of tax holiday?

Syed Iqbal Haider: The Government has not withdrawan any tax holiday from any industrial estate.

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب والا! یہ بہت اہم مسئلہ ہے کیونکہ روزانہ اخبارات میں اس کی خبریں آ رہی ہیں اور اس کی آج تک تردید نہیں کی گئی ۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ حکومت کا کوئی ارادہ ہے ٹیکس ہالیڈے ختم کرنے کا؟

جناب چیئرمین! جی جناب اقبال حیدر صاحب ۔

سید اقبال حیدر ۔ حکومت کا کوئی ارادہ نہیں ہے ٹیکس ہالیڈے کو withdraw کرنے کا، اور پہلے بھی جو سوال تھا اس کا بھی جواب یہی ہے کہ ہم نے withdraw نہیں کیا۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب کوئی ارادہ نہیں ہے۔ جی جناب ڈاکٹر ریحان صاحب۔

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ جناب والا! کیا محترم وزیر صاحب یہ کر لیں گے کہ میڈیا پر ایک بیان حکومت کی جانب سے جاری کریں کہ حکومت کا کوئی اس قسم کا ارادہ نہیں ہے تاکہ عوام کو بھی اطمینان ہو جائے۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب وزیر قانون صاحب۔

سید اقبال حیدر ۔ جناب چیئرمین اس میں قطعاً کوئی حرج نہیں بلکہ میں floor of the House پر بھی یہ بیان دیتا ہوں کہ حکومت کا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے کہ پرانی exemption یا concessions جو ملے ہوئے تھے انڈسٹریل ایریاز کے اس وقت کوئی ایسی تجویز نہیں ہے کہ اس کو withdraw کیا جائے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ، اگلا سوال ، جی سوال نمبر۹۔

9. *Chaudhry Shujat Hussain: Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to withdraw the concessions allowed the industries by the former Nawaz Sharif Government, if so, the reasons thereof and the details of the industries likely to be affected by the Government decision?

Syed Iqbal Haider: Central Board of Revenue is not aware of any such proposal.

چوہدری شجاعت حسین ۔ جناب والا! اس سوال میں کوئی ابہام سا ہے۔ کیونکہ میں نے سوال جو ہے وہ حکومت سے پوچھا تھااور جواب میں انہوں نے صرف سنٹرل بورڈ آف ریونیو کا ذکر کیا ہے ۔ یہ ایک ایسا ادارہ ہے کہ گورنمنٹ جب کوئی پالیسی بناتی ہے تو اس کے بعد اس کو

نوٹیفیکیشن کے لئے بھیج دیا جاتا ہے۔ تو میں منسٹر آف فنانس سے پوچھوں گا کہ کیا ان کا بھی کوئی ایسا ارادہ ہے یا نہیں؟

جناب چیئرمین۔ جی جناب سید اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر۔ جناب چیئرمین! اس میں حکومت کی کوئی ایسی پالیسی نہیں۔ اسے دراصل سنٹرل بورڈ آف ریونیو deal کرتا ہے۔ تمام نوٹیفکیشن جو حکومت کی ایسی کوئی پالیسی یا proposal زیر غور ہیں جس میں انڈسٹریل ایریاز کو جو مراعات دی گئی تھیں ۔concession دیئے گئے تھے ۔ ماضی کی حکومتوں کے دور میں دیئے گئے تھے ان کو واپس لینے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں۔

جناب چیئرمین۔ کوئی اور سوال ۔ کوئی اور ضمنی سوال نہیں ۔ اگلا سوال نمبر ۱۱ چوہدری شجاعت حسین صاحب ۔ اس کا تو جواب تو ابھی نہیں آیا۔

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب والا! یہ میں سپلمنٹری پوچھنا چاہوں گا۔ جناب والا! جواب نہ دینے کی مجھے کوئی وجہ نظر نہیں آ رہی۔ کیونکہ یہ مسئلہ آج سے پانچ سال پہلے پیدا ہوا تھا۔جب پیپلز پارٹی کی حکومت تھی۔ اس وقت سے لے کر آج تک انہیں یہی نہیں پتہ چلا کہ انہوں نے defaulter کے خلاف کیا اقدامات اٹھائے ہیں اور ابھی تک اگر ان کو لسٹ ہی نہیں ملی۔ تو میرا خیال ہے کہ یہ بہت بڑا جھوٹ ہوگا ۔ غلطی ہوگی اور میں یہ بھی کہوں گا وزیر صاحب سے کہ اگر وہ مناسب سمجھیں۔ پہلے بھی انہوں نے منگل والا دن رکھا ہوا ہے کوآپریٹو کے سلسلے میں۔ اورمنگل کو ہی یہ جواب ہاؤس کے اندر لے آئیں تو یہ زیادہ مناسب رہے گا۔ تب ہم اس کے اوپر سپلیمنٹری کر سکیں گے ورنہ یہ ٹیبل کر دیا جائے گا پھر اس کے اوپر سپلیمنٹری سوال نہیں ہوسکے گا۔

جناب چیئرمین۔ سید اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر۔ جناب چیئرمین ! صورت حال یہ ہے کہ تاج کمپنی جو ہے وہ under liquidation ہے اور اس کے تمام تر creditors کی لسٹ جو ہے وہ ہائی کورٹ میں ہے ۔ہائی کورٹ میں ہم apply کر رہے ہیں کہ وہ ہمیں یہ لسٹ دے دے۔

جناب چیئرمین۔ وہ creditors کی لسٹ نہیں مانگ رہے ؟

سید اقبال حیدر۔ نہیں جناب defaulters کی۔

جناب چیئرمین۔ وہ تو تاج کمپنی کا بورڈ ہی ہو گا ناں۔

سید اقبال حیدر۔ جن لوگوں میں debtors اور creditors بھی ہیں۔ دونوں under liquidation ہیں ہائی کورٹ لاہور میں ہیں۔

جناب چیئرمین۔ جو defaulters ہیں، وہ تو بورڈ ہوگا ناں تاج کمپنی کا۔ اور کون ہوں گے۔

سید اقبال حیدر۔ نہیں جناب! defaulters وہ بھی ہیں تاج کمپنی سے جنہوں نے borrow کیا جو تاج کمپنی کے debtor ہوئے۔ ایک تو تاج کمپنی کے depositors ہوئے۔ ایک وہ ہیں debtors۔ ان تمام کا معاملہ ہائی کورٹ میں چل رہا ہے اس میں لاہور ہائی کورٹ۔ ہم نے اس کی کارروائی شروع کر دی ہے اس کی پوری لسٹ ہائی کورٹ سے۔ ان کی permission سے حاصل کرکے اس ایوان میں پیش کر دیں گے۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب فضل آغا صاحب۔ ایک منٹ فضل آغا صاحب کچھ پوچھنا چاہ رہے ہیں۔

سیدمحمد فضل آغا۔ گزارش یہ ہے سر کہ ہائیکورٹ کو یا کسی بھی اتھارٹی کو تمام لسٹ اور فائلیں گورنمنٹ کی کسی آرگنائزیشن نے provide کی ہوں گی۔ میرے خیال میں گورنمنٹ یا تاج کمپنی کے کسی بھی متوازی department کے پاس اس کا ریکارڈ موجود ہوگا۔ آفس کاپیاں موجود ہوں گی۔ یہ بات تو سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ سارے کا سارا ریکارڈ ہائیکورٹ میں ہے۔ گورنمنٹ کی کسی آرگنائزیشن کے پاس کوئی کاپی نہیں ہے تو اقبال حیدر صاحب اس پوزیشن کو واضح کر دیں کہ کیسے ممکن ہے کہ سب کچھ وہیں چلا گیا اور باقی کسی بھی ڈیپارٹمنٹ، آرگنائزیشن میں کچھ نہیں ہے۔

سید اقبال حیدر۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انتہائی سنگین معاملہ ہے اور بہت بڑی نوعیت کے اس میں فراڈ کئے گئے ہیں لیکن جیسا کہ معزز رکن کو علم ہوگا کہ یہ پرائیویٹ کمپنی تھی اور liquidation proceedings میں انہوں نے انہوں نے انٹرم لیکویڈیٹر مقرر کئے ہیں وہ تمام

ریکارڈ جو ہے وہ لیکوڈیٹر اپنے قبضے میں لے لیتا ہے اور وہ کورٹ کی پراپرٹی بن جاتی ہے - یہ گورنمنٹ کی کمپنی نہیں تھی کہ جس کا ریکارڈ ہمارے پاس ہوتا۔ لیکن ہم اسے حاصل کرکے دیں گے۔ اس میں کوئی دو آراءنہیں ہیں۔ یہ لسٹ جو چوہدری صاحب نے مانگی ہے میری کوشش ہوگی کہ اس سیشن کے دوران اگر ہائی کورٹ سے مل گئی، تو جس دن مجھے مل گئی میں ہاؤس میں رضاکارانہ طور پر پیش کر دوں گا۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ، چوہدری شجاعت حسین صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب والا ! میں اس سلسلے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے - یہ پچھلے کئی مہینوں سے ، کئی سالوں سے اس طریقے سے ہو رہا ہے اور اس میں میں یہ کہوں گا کہ پہلے تو یہ بتا دیں کہ ان کی obligation ہے بھی یا نہیں - کیونکہ میرا ایک سوال ہے - اس پر فوری طور پر جواب دیں لیکن اگر یہ کل دیں تو اس سے ساری چیز واضح ہو جائے گی کہ موجودہ حکومت کا کیا ارادہ ہے۔ جناب والا! ۱۲ دسمبر کو ایک میٹنگ ہوئی تھی۔ منسٹری آف انٹرئیر میں ہوئی تھی - جہاں پر یہ مسئلہ پیدا ہوا تھا کہ ۸۹ء میں تو اس وقت کی حکومت اور اب بھی وہی حکومت ہے اس کے وزیر داخلہ نے اپنے ہاتھ سے یہ نوٹ لکھا ہوا ہے جس کی طرف آپ کی وساطت سے میں ممبران کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ اس سے ساری چیز واضح ہو جاتی ہے کہ ان کے ارادے اس وقت بھی کیا تھے اور آج بھی ان کے ارادے کیا ہیں۔ اس میں وہ لکھتے ہیں۔

that the Government was, under no legal obligation to help those who entered into that business deal and suffered losses.

انہوں نے اس کو اس وقت بالکل ہی ختم کر دیا تھا - میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس چیز کی وضاحت کر دیں کہ آیا یہ نوٹ انہوں نے لکھا تھا - اگر یہ لکھا تھا تو پھر یہ وضاحت ہو گئی - یہ قطعاً ان بیچارے لوگوں کو یعنی تاج کمپنی کے لوگوں کو پیسے دینے میں مخلص نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین - جب تفصیل آ جائے گی تب یہ سوال آپ پوچھیں - جناب ذکی الدین پال صاحب۔

جناب ذکی الدین پال۔یہ نوٹ مسٹر اعتزاز احسن صاحب نے لکھا تھا بطور وزیرقانون،

اس وقت وہ وزیر قانون تھے۔

جناب چیئرمین۔ وزیر خزانہ نے بطور وزیر قانون؟ کیا مطلب ؟

جناب ذکی الدین پال۔ اعتزاز احسن صاحب کا نوٹ ہے جب وہ وزیر داخلہ تھے یا جو بھی تھے۔ بہرحال یہ ان کا نوٹ تھا۔ انہوں نے یہ ہاؤس میں بھی جواب دیا تھا کہ۔

the Government was under no obligation to pay any of the amounts to the defaulters of the Taj Co.

وہ یہ کہتے تھے کہ یہ پرائیویٹ افیئر تھا یہ گورنمنٹ کا کوئی ادارہ نہیں تھا اس لئے ہم under obligation نہیں ہیں ۔ دوسری بات جو ابھی انہوں نے کہی ہے تاج کمپنی کے حصص کے متعلق یا files کے متعلق ، جناب چیئرمین صاحب ! آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں کیونکہ آپ قانون دان ہیں کہ جب کوئی ادارہ یا شخص اپنا ریکارڈ ہائیکورٹ کو بھیجتا ہے تو اس کی نقول لازمی طور پر اپنے پاس رکھی جاتی ہیں ۔ یہ نہیں ہوتا کہ وہ سارا کچھ ہی بھیج دیں اور اپنے پاس کچھ بھی نہ ہو ۔ ان کے پاس ان documents کی copies ہیں جو انہوں نے ہائیکورٹ میں ارسال کی ہوئی ہیں ۔ یہ کہنا کہ ہم ہائیکورٹ سے اجازت لیکر پھر آپ کو بتائیں گے ۔ یہ بات غلط ہے اور یہ کوئی ماننے والی بات نہیں ۔ اس لئے مہربانی کرکے ان تمام لوگوں کے نام ہاؤس کے سامنے پیش کریں اور یہی کیفیت کوآپریٹو سوسائٹیز کی بھی ہے ۔ اس کے جو defaulters ہیں ان کی بھی مکمل لسٹ ابھی تک پیش نہیں کی گئی ۔

سید اقبال حیدر۔ یہ تاثر بالکل غلط ہے کہ ہم کسی صورت میں کچھ defaulters کے ناموں کو چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ بالکل مطمئن رہیں ۔ ہمیں تو خوشی ہوگی کہ جتنے بھی defaulters اور لٹیروں کی publicity ہو ، اتنا ہی اچھا ہے تاکہ لوگوں کے سامنے ان کے گندے اور گھناؤنے چہرے بے نقاب ہو سکیں۔ جو کچھ میں نے کہا ہے وہ صرف اور صرف قانونی پیچیدگیوں کی بنا پر کہا ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ اگلے ہفتہ تک یہ لسٹ میرے پاس آ جائے تو میں اسے اگلے منگل، بدھ تک--- جتنی جلدی ہو سکا ، میں یہ پیش کروں گا ۔ میں نے کل ہی ہدایات جاری کی ہیں کہ اس کو تیزی سے حاصل کیا جائے اور جلد از جلد عوام کے سامنے پیش کیا جائے ۔ It is the public service, Sir. It is their right.

جناب چیئرمین۔ کوشش کریں کہ specifically اسی سیشن کے دوران یہ لسٹ آ جائے۔

سید اقبال حیدر۔ جی، میں کوشش کروں گا۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے ۔جی، جناب سعید قادر صاحب پوائنٹ آف آرڈر،

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر۔ جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ یہ فہرستیں گورنمنٹ کے پاس موجود ہیں۔ یہ کون کہتا ہے کہ گورنمنٹ کے پاس موجود نہیں ہیں - یہ فائلیں ہمیں دیں ہم یہ فہرستیں نکال کر دیتے ہیں۔ یہ کہاں سے فہرستیں لائیں گے؛ کون سی کورٹ کی اس سلسلے میں اجازت چاہیے ۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ اگر ہمیں یہ فائلیں دیں تو ہم یہ لسٹیں نکال کر دیتے ہیں ۔ جناب چیئرمین، یہ غلط بیانی ہے۔

Mr. Chairman: *Prima facie*, you will have to accept the statement of the Minister, who says

کہ نہیں ہیں۔

LT. Gen. (Retd.)Saeed Qadir: No. How can you (Mr. Chairman) accept when the files are there, the lists are there? The Finance Minister and Interior Minister are there. They will confirm that these lists are there.

سید اقبال حیدر۔ جناب والا! معزز رکن، ذرا کمپنی ایکٹ کے تحت تمام provisions پڑھ لیں اور پھر آپ کو پتہ چلے گا کہ کیا پوزیشن ہے۔ یہ کوئی گورنمنٹ لمیٹڈ یا ہماری گورنمنٹ owned کمپنی نہیں ہے۔ یہ پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنی ہے اور winding up procedings اس کی جاری ہو چکی ہے ، اس کا سارا ریکارڈ وہاں پرموجود ہے او جو کچھ میں نے کہا ہے وہ درست ہے ۔ اگر آپ کو اس میں کوئی غلطی نظر آئے ، تو آپ میری ضرور راہنمائی کریں ، انشاء اللہ ، اس غلطی کا تدارک ہو جائے گا۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر۔ لسٹیں ان کے پاس موجود ہیں۔

جناب چیئرمین۔ جی، بہرحال اب وہ کہہ رہے ہیں کہ نہیں ہیں-----

(مداخلت)

Mr. Chairman: No, no. He is not saying that the law is preventing its disclosure. What he is saying is that the record was not present and he is also undertaking that he will disclose the details before this session concludes.

(interruption)

Mr. Chairman: No. Certainly, I don't think there are any difficulties in providing to you the details about the liquidated ones.

مجھے کوئی ایسی دقت نظر نہیں آتی ہے ۔ جی جناب صوبیدار خان مندوخیل صاحب۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ جناب والا! اس دور میں ہمیں زیادہ مشکوک حالات نظر آتے ہیں، کیونکہ الیکشن سے پہلے ہمارے لوگوں کے خلاف جو پراپیگنڈہ کیا گیا ہے۔ اب یا تو وزیر صاحب کہیں کہ جو کچھ کہا گیا تھا وہ سب غلط ہے یا لسٹیں شائع کی جائیں ۔ اب ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ لسٹ شائع کی جائے جو تاج کمپنی کے متعلق ہے یا کوآپریو سیکنڈل کے بارے میں ہے ۔ یہ ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ ہم اس کو چھوڑ دیں یا ان کی باتوں میں آ جائیں۔ ان کا دور تو ابھی شروع ہوا ہے۔ ابھی آگے آگے دیکھیئے کیا ہوتا ہے۔ ہم پر زور مطالبہ کرتے ہیں کہ دونوں، تاج کمپنی اورر کوآپریو لسٹیں شائع کی جائیں یا یہ اعلان کریں، بیان دیں کہ انہوں نے جو کچھ کہا ہے وہ غلط کہا ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب، اعجاز علی جتوئی صاحب۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا اہم ایشو ہے ہم اتنا تو کہہ سکتے ہیں کہ الیکشن سے پہلے جو لسٹیں شائع کی گئیں تھیں ان میں کچھ پیپلز پارٹی کے لوگوں کے loans تھے۔ وہ لسٹیں چھپاتے ہیں ۔ یہ معاملہ بڑا سنگین ہے اور یہ کہنا کہ ہائیکورٹ میں لسٹیں پڑی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ان کے پاس کاپی ہے اور یہ چھپا رہے ہیں ۔ ان کو وہ ریکارڈ بھی سامنے لانا چاہیے جن کے اوپر قرضے written off ہوئے ہیں یہ ساری چیزیں سامنے لانی چاہییں ۔ ہمارے پاس تو ثبوت موجود ہے ۔ میں حکومت کو اس فلور پر چیلنج کرتا ہوں کہ ہم یہ لائیں گے ان کے لوگ جو return ہو کر آئے ہیں ان کے خلاف loans تھے۔50/50، 60/60 ہزار روپے کے loans چھپائے گئے ہیں یہ سارا حکومت کی مہربانی سے ہوا ہے ۔ ہم اس کے اوپر موشن

لائیں گے۔ ہم اس کو ڈسکس کرنا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ یہ مناسب تجویز ہے۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: No point of order, please. Next question No. 19, Fazal Agha Sahib.

جی، جناب محمد علی خان ہوتی صاحب۔

جناب محمد علی خان۔ جناب چیئرمین اس سوال کے پارٹ (b) کا جواب نہیں آیا۔

جناب چیئرمین۔ کس کا جی۔

جناب محمد علی خان۔ ۱۸ کا۔

جناب چیئرمین۔ جی فرمائیے ۔

جناب محمد علی خان۔ پارٹ (اے) یہ ہے کہ

(a) the names of the defaulters of the Taj Company alongwith the amounts due from them.

To that he says the requisite information has been called from the Board of Administration and shall be placed in the Senate on receipt. As far as part (b) is concerned, the steps taken by the Government to recover dues from defaulters.

اس کا کوئی جواب نہیں آیا ہے۔

جناب چیئرمین ۔ میرا خیال ہے کہ وہ بھی جواب دیں گے before this session concludes مہربانی کرکے یہ ساری چیزیں ہاؤس کے سامنے لائیں۔ جی ' اگلا سوال ۱۹۔ فضل آغا صاحب'

19. *Syed Muhammad Fazal Agha: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state the province-wise break up of loans sanctioned by the House Building Finance Corporation since 1987.

Syed Iqbal Haider: HBFC has sanctioned investment (Loan) of Rs. 9891.179 million for 1987-88 to November, 1993. Year-wise and province-wise break-up is as under:

1987-88	Balochistan	25.150
1988-89	—do—	25.985
1989-90	—do—	23.876
1990-91	—do—	10.853
1991-92	—do—	11.979
1992-93	—do—	8.894
July to Nov. 1993		5.179
	Total:	111.916
1987-88	Punjab	1051.899
1988-89	—do—	570.212
1989-90	—do—	583.823
1990-91	—do—	569.025
1991-92	—do—	621.762
1992-93	—do—	438.459
July to Nov. 1993		116.754
	Total:	3951.934
1987-88	A.K. & N/Areas	—
1988-89	—do—	86.691
1989-90	—do—	16.142
1990-91	—do—	14.569
1991-92	—do—	16.734
1992-93	—do—	29.761
July to Nov. 1993		86.828
	Total:	250.725

(Rs. in million)

Year	Province	Amount of Investment
1987-88	Sindh	987.560
1988-89	—do—	668.339
1989-90	—do—	657.984
1990-91	—do—	530.916
1991-92	—do—	622.746
1992-93	—do—	769.132
July to Nov. 1993		339.336
	Total:	4576.013
1987-88	N.W.F.P.	308.610
1988-89	—do—	260.061
1998-90	—do—	198.598
1990-91	—do—	54.865
1991-92	—do—	70.829
1992-93	—do—	81.711
July to Nov. 1993		25.917
	Total:	1000.591
	Grand Total:	9891.179

جناب چیئرمین۔ ضمنی سوال۔

سید محمد فضل آغا۔ گزارش یہ ہے کہ اس سوال میں ، میں نے ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کے جو loans sanctioned ہیں ان کی لسٹ مانگی تھی۔ تو بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس میں بھی آپ دیکھ لیں کہ مختلف ادوار میں انہوں نے کوئی ۱۸۷۸۰ ملین کے loans دیئے ہیں اور بلوچستان کو صرف 111 ملین کے loans ملے ہیں۔ آپ کو تو پتہ ہے کہ بلوچستان ایک پسماندہ اور غریب صوبہ ہے اور یہاں پر اتنا کم loans sanction کرنے کا ہر فیلڈ میں یہی حال ہے ۔ اب انہوں نے بھی اتنے کم loans وہاں کے لوگوں کو allow کئے ہیں۔ یہ اس کوٹہ اور percentage پر پورے نہیں اترتے ہیں جو کہ ان کا اپنا طے کیا ہوا ہے ' اس حساب سے بھی' یہ حساب مکمل نہیں بیٹھتا ہے تو وزیر صاحب یہ بتائیں گے کہ ایسا کیوں ہوا ہے ۔ ہر فیلڈ میں جب بھی یہ آتے ہیں یہی وعدہ ہوتا ہے کہ آپ کو compensate کیا جائے گا ' آپ کی پسماندگی اور غربت کا خیال رکھا جائے گا۔ future میں آنے والے پروگراموں میں آپ کو صحیح طور پر deal کیا جائے گا ۔ تو اب یہ ہاؤس بلڈنگ فنانس کے لئے لوگ apply کرتے ہیں تو ان کے کیس وہاں reject ہو جاتے ہیں لیکن جب آپ سٹیٹ منٹ دیتے ہیں تو پورے پاکستان میں ۱۹ ہزار ملین کے loans دیئے گئے ہیں اس میں صرف 111 ملین کے کوئٹہ یا پورے بلوچستان کے لوگوں کو loans دیئے گئے ہیں تو اس طرح سے اگر ہم لوگوں کو treat کریں گے تو naturally جو political repercussions ہیں وہ exist کریں گے تو ان کو ہم eliminate نہیں کر سکیں گے۔ ایک sound اور مضبوط فیڈریشن کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ نقصان دہ بات ہے' بالکل یہاں اس فورم پر گورنمنٹ کو چاہیئے کہ جو under- developed areas ہیں ' جو پسماندہ علاقے ہیں --- اب وقت ہے ' اگرچہ اس وقت بھی ہم بہت زیادہ لیٹ ہو گئے ہیں ۔but still they exist کہ ان کا خیال رکھا جائے' ان لوگوں میں جو احساس محرومی ہے اس کو دور کیا جائے ۔ تو وزیر صاحب فرمائیں کہ ایسا کیوں ہے اور آئندہ کے لئے کیا کریں گے۔؟

جناب چیئرمین۔ جی' وزیر قانون صاحب۔

سید اقبال حیدر۔ جناب چیئرمین ! پہلی---

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ پہلے آپ جواب تو سنیں ناں۔ دو پرسنٹ کی بات ہی نہیں ہو رہی ہے۔

سید محمد فضل آغا۔ انہوں نے دو پرسنٹ کہا ہے۔

جناب چیئرمین۔ آپ وزیر صاحب کا جواب تو سنیں ' کس نے جواب دیا ہے دو پرسنٹ کا۔

(مداخلت)

سید محمد فضل آغا۔ ملک صاحب نے جواب دیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ جواب تو وزیر قانون دیں گے۔

سید محمد فضل آغا۔ میں ملک صاحب کو جواب دے رہا ہوں---

جناب چیئرمین۔ آپ ملک صاحب کو جواب نہ دیں۔ فضل آغا صاحب ' مہربانی کرکے آپ تشریف رکھیں۔ شکریہ' جی وزیر قانون صاحب۔ آغا صاحب ' یہ تو ٹھیک نہیں ہے کہ کسی نے کوئی بات کر دی تو آپ اس کا جواب دینا شروع کر دیں۔

سید اقبال حیدر۔ پہلی بات جو میں ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ معزز رکن نے break up of loans sanctioned by the House Building Finance Corporation مانگا ہے۔ list of the loans نہیں ایک بات' دوسری بات جو sanctioned loans ہیں بلوچستان میں' وہ ۹۱۶ ۱۱۱، ملین ہیں یہ جناب جتنی درخواستیں آتی ہیں ان کی مطابقت سے ہوتا ہے اگر loans کے لئے کوئی apply کرے ہی نہیں تو پھر اس loan کی جو amount ہے اس کو اس طرح سے compare یا determine کرنا نامناسب بات ہوگی کہ آپ کہیں جی کہ پنجاب کے اندر چونکہ loan ۲۹۵۱ ملین ہے۔ اگر وہاں زیادہ درخواستیں ہیں تو وہاں زیادہ loans ہوں گے ' ممکن ہے۔ ایک اور اہم پہلو جس کا کہ میں سمجھتا ہوں کہ معزز رکن کی تشویش کا کافی حد تک مداوا ہو جائے گا وہ یہ ہے --- میں نے پھر ان سے پوچھا کہ بھائی یہ آپ نے کہا کہ loans تو دیا جاتا ہے درخواستیں کی بنیاد پر ہو سکتا ہے۔ آپ نے بلوچستان کی ساری درخواستیں مسترد کر دی ہوں ۔ تو میرے پاس یہ data بھی ہے ۔ پانچ سال میں سب سے lowest rate of rejection of application is in Balochistan. تو یہ نہیں کہا جا سکتا۔

جناب چیئرمین۔ کتنا ہے وہ بتا دیں۔

سید اقبال حیدر۔ وہ بلوچستان میں

During the last five years applications rejected are as under:

In 1987-88 from Balochistan applications for loans received were 357. Applications rejected were 21 only. In 1988-89 applications were 369. Applications rejected were 17. In 1989-90 appplications received were 362 and the applications rejected were only 18. In 1990-91 applications received were 113 and applications rejected were , this time is higher , 44. In 1991 from July to December applications received were 42 and the applications rejected were 11. In 1992, 88 applications were received and only 10 were rejected. And in 1993 upto September, 42 applications were received from Balochistan and 13 were rejected. So, in total in last 5 years 1363 applications were received in Balochistan for grant of House Building Finance loans and only 144 applications were rejected, which is a fairly low ratio.

سید محمد فضل آغا۔ شکریہ، جناب چیئرمین! میں ایک گزارش تو یہ کروں گا ہمیں آپ کا حکم ماننا پڑتا ہے ملک صاحب چونکہ لیڈر آف دی ہاؤس ہیں اور انہوں نے اقبال حیدر صاحب کی مدد کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ بلوچستان کی آبادی دو فیصد ہے۔

جناب چیئرمین۔ انہوں نے ایسے ہی وہ بات کر دی جو جواب ہے آفیشل، وہ وہی جو لاءمنسٹر صاحب نے دیا ہے۔ ملک صاحب کو نہ میں نے اجازت دی ہے اور نہ ملک صاحب اس قسم کی whispering جو ہے۔

You are being taken on record. Please you confine yourself to the reply given by the Law Minister. I will only take what Malik Sahib say then I ask him to speak in on record.

یہ کانوں میں جو ہوتا ہے۔ I will not take on record.

Syed Muhammad Fazal Agha: We have taken note of their

sentiments regarding Balochistan.

باقی گزارش یہ ہے---

جناب چیئرمین۔ وہ سپلیمنٹری پوچھ رہے ہیں۔

سید محمد فضل آغا۔ پچھلے چھ سات سال کا جو انہوں نے بتایا ہے آپ نے دیکھا اگر بہت تھوڑی بھی درخواستیں آئی ہیں تو کتنے فیصد کے لگ بھگ انہوں نے مسترد کی ہیں۔

جناب چیئرمین۔ آغا صاحب جب درخواست فوری آتی ہے تو rejection کا عمل بھی شروع ہو جاتا ہے۔

سید محمد فضل آغا۔ اس کی وجہ بھی ہے کہ آپ کو پتہ ہے کہ far flung area ہے۔ سارے ملک کا ۴۵ فیصد رقبہ ہے۔ انہوں نے proper advertisement نہیں دی اور نہ غریب لوگوں کو کوئی facility دی ہے ۔ چھوٹے شہروں میں ان کے دفاتر نہیں ہیں، لوگوں کی رسائی نہیں ہے ۔ اس لئے وہ apply نہیں کر سکتے ہیں۔ کیا وزیر صاحب یہ فرمائیں گے کہ بلوچستان میں ان کو یہ facility provide کرکے ان درخواستوں کو entertain کریں گے۔

سید اقبال حیدر۔ جناب بالکل، جہاں تک تمام درخواستیں رولز اینڈ ریگولیشن اور terms & conditions سے مطابقت رکھیں گی۔ بلوچستان کی درخواستیں ہمیشہ entertain کی جائیں گی۔ کچھ تفریق یا امتیاز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور پسماندہ علاقوں کے بارے میں تو ہماری پالیسی اور لبرل ہے وہاں پر ان کو زیادہ-----

جناب چیئرمین۔ یہ کیا بات ہے کہ جب ۲۲ درخواستیں آتی ہیں تو ۱۳ reject ہوتی ہیں اور جب ۲،۴ آتی ہیں تو ۱۷ ہوتی ہیں۔

سید اقبال حیدر۔ جناب وہ rejection اس بنیاد پر نہیں ہوتی کہ کم درخواستیں آئی ہیں تو زیادہ مسترد ہوں، ہو سکتا ہے کہ وہ رولز اینڈ ریگولیشن کے مطابق نہ ہوں انہوں نے شرائط کو مکمل طور پر پورا نہ کیا ہو۔

جناب چیئرمین۔ جناب جتوئی صاحب۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ جناب چیئرمین! محترم وزیر قانون نے بڑا تفصیل سے

year-wise break-up ذکر کیا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ بلوچستان میں ان کے کتنے آفس ہیں یا برانچیں ہیں۔ دوسری چیز کہاں کہاں ہیں اور تیسری چیز یہ ہے کہ کیا ان کو پتہ نہیں ہے کہ loan کے اوپر باقاعدہ درخواست attend کرنے سے پہلے ایک recognized کمیشن لیا جاتا ہے۔ لوگ discouraged ہیں ۔ میں سندھ کا بھی پوچھنا چاہوں کیونکہ انہوں نے سندھ کا بھی break-up دیا ہے کہ سندھ کی کتنی درخواستیں مسترد ہوئی ہیں اور وہاں کی کیا صورت حال ہے۔

جناب چیئرمین۔ آپ نے ایک ہی دفعہ تین چار سوال پوچھ لئے ہیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ وزیر صاحب all-rounder ہیں۔

سید اقبال حیدر ۔ اتنا بھی all-rounder نہ بنائیں۔ فنانس کا معاملہ ہے۔ میں آپ کی نوازش کا مشکور ہوں۔ ہاؤس بلڈنگ کے پاس کوئی ۱۱ زون ہیں اور ۶۴ ڈسٹرکٹ میں ان کی برانچیں ہیں---

جناب چیئرمین۔ یہ بلوچستان کی بات کر رہے ہیں۔

سید اقبال حیدر ۔ نہیں، اس میں بلوچستان بھی شامل ہے۔

Network of 11 zonal and 64 district offices cover the entire country.

Mr. Chairman: 11 zones in the whole country and 64 districts in the whole country. Law Minister Sahib, do you have this information?

کہ بلوچستان میں کتنی برانچیں ہیں۔

سید اقبال حیدر ۔ جناب چیئرمین! میں یہاں پر یہ بھی واضح کرتا ہوں جاؤں کہ major تمام کے بلوچستان کہ مجھے loans of the H.B.F.C are related to the urban areas urban centres میں ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کے دفاتر موجود ہیں۔

جناب چیئرمین۔ پتہ کر لیں ناں۔

سید اقبال حیدر۔ اس وقت میرے پاس نہیں ہے۔ میں معزز ممبر کو اطلاع دے دوں گا۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ محترم وزیر صاحب سے میرا سوال یہ ہے اگر ان معلومات کو analyse کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس میں loans کی جو amounts دی جا رہی ہیں ۔ وہ گر رہی ہیں ۔ Peak-year 87-88 ہے اور اس کے بعد سے برابر کم ہو رہے ہیں تو یہ سوال

قابل غور ہے کہ آیا سب لوگوں کو مکان مل گئے ہیں یا ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن اپنے مقاصد کو ٹھیک طرح ادا نہیں کر پا رہی ہے ۔ اپنے پیغام کو نہیں پہنچا پا رہی ہے یا کوئی کرپشن ہے۔ جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے تو یہ جو facts ہیں ۔ یہ بھی بتلا رہے ہیں کہ برابر decline ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ کیا کوئی آپ نے guidelines ایسی دی ہوئی ہیں کہ ملک میں loans کی تقسیم منصفانہ ہو اور تمام علاقوں کے درمیان کوئی توازن قائم کیا جائے یا یہ arbitrary ہے۔ اس لئے کہ محض درخواستیں آنا کافی نہیں ہے بلکہ کوئی guidelines آپ کی ہیں۔ صوبوں میں علاقوں میں under-developed areas میں اگر کوئی ایسی چیز ہو تو بتائی جائے۔

Syed Iqbal Haider: Sir, this is a correct observation that the lending of loan is decreasing. The basic cause for the lower rate of decreasing . The basic cause for the lower rate of decreasing gradually is the decline in the recovery of the loans and House Building Finance Corporation does not have enough funds because of the defaulters and because of the impediments that they are suffering on account of recoveries of the previous loans that the lending rate of the credits and loans amount has decreased. And for that effective policies are being made and it is being examined how to increase the rate of recovery to be able to disburse more loans in a higher amount.

جناب چیئرمین۔ اور کون کون پوچھنا چاہ رہا ہے ۔ ابراہیم صاحب۔

جناب محمد ابراہیم خان۔ منسٹر صاحب اس بات کی وضاحت کریں---

جناب شہزادگل۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین ایک ایک سوال پر بارہ بارہ چودہ ' چودہ ضمنی سوال ہوں گے تو باقی سوالات کا کیا بنے گا۔

جناب چیئرمین۔ آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔ بس اب ختم کرتے ہیں۔

جناب محمد 'ابراہیم خان۔ میں کہہ رہا تھا کہ منسٹر صاحب اس بات کی وضاحت کریں۔ صوبہ وار جو break-up ہوئی ہے اس میں سندھ بھی ہے ' بلوچستان بھی ہے ' پنجاب بھی ہے '

آزاد کشمیر اور نادرن ایریاز بھی ہے ۔ N.W.F.P بھی ہے مگر اس میں فاٹا کا ذکر نہیں ہے۔ ایک پائی بھی فاٹا کو نہیں دی گئی ہے اس کی کیا وجہ ہے۔ نادرن ایریاز کو دیا جا سکتا ہے ۔ آزاد کشمیر کو دیا جا سکتا ہے تو فاٹا کیوں محروم ہے؟

جناب چیئرمین۔ فاٹا کو کیوں نہیں دیا جا رہا ہے۔

Syed Iqbal Haider: Laws are not yet extended to the FATA and most of the schemes are for the provinces sir.

جناب چیئرمین۔ اگلا سوال، شہزاد گل صاحب، بہت ہو گئے ہیں ۔ اچھا کر لیں۔

جناب شہزاد گل۔ آج میں یہاں اپنے محترم وزراء صاحبان سے جاننے کی کوشش کروں گا کہ یہ آزاد کشمیر اور نادرن ایریاز کے اوپر صوبہ لکھا ہے اگر پراونسز ہیں تو نادرن ایریاز اور آزاد کشمیر بھی ایک صوبے کی شکل میں آ گیا ہے ۔ کیا آزاد کشمیر پاکستان کا کوئی صوبہ ہے اور اگر ہے تو کیا ہم نے پھر لائن آف کنٹرول کو بین الاقوامی سرحد تسلیم کر لیا ہے ۔ اگر نہیں کیا تو یہ ہمارا جتنا جھگڑا جو ہے ۔ بین الاقوامی سطح پر اور یونائیٹڈ نیشنز میں ہے۔۔۔ یعنی اس آزاد کشمیر کو ملازمتوں میں کوٹہ دیا جا رہا ہے اور پھر اس کو province کی حیثیت سے درج بھی کیا جا رہا ہے۔ تو اس طرح ہماری بین الاقوامی سطح پر کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔؟

جناب چیئرمین۔ جی جناب وزیر داخلہ صاحب۔

Lt. Gen. (Retd.)Naseerullah Khan Babar: This is because there are stipulated quotas like services. There FATA, AK and NA's population is grouped together and taken as one unit. So, Sir, for HBFC they have grouped AK and NAs to work out proportion. Since HBFC/Banking laws are not presently extended to FATA, it has been ommitted from the group. Only now what we have done in our manifesto, we have included this that Banking Laws will be extended to FATA. It is purely to get the population basis right to give them correct quota as Punjab has a certain quota, NWFP, and then these three areas

have been baracted..... bracketted . (in this case only two).

Mr. Chairman: It has been shown because of quota provision.

Lt. Gen. (Retd.)Naseerullah Khan Babar: Yes, that is why FATA is not included in this. Otherwise the heading would have been FATA, Northern Areas and Azad Kashmir.

جناب چیئرمین۔ اگلا سوال فضل آغا صاحب--- جی جناب ملک قاسم صاحب'

Malik Muhammad Qasim: Mr. Chairman, I am just referring to what Agha Sahib said. He is mistaken in undestanding me. He has leveled a very big allegation that I don't have any love or sanctity for Balochistan.I have as much love and sympathy for Balochistan as I have for Punjab or any other province and I am correct when I said. he did it fairly, he thought I was talking of population or something else, actually, I was feeling for Balochistan and I said that it is less than 21 % of the total amount that is given.

جناب چیئرمین۔ جی آپ یہ کہہ رہے تھے کہ ۲ فیصد کم ہے اسے زیادہ ہونا چاہیئے۔

ملک محمد قاسم۔ جی ہاں جناب'

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے جی۔ اگلا سوال نمبر ۲۰ فضل آغا صاحب۔

Syed Muhammad Fazal Agha: I challenge the first statement made by Malik Qasim Sahib. He did say that 2% population, he did not say 2% quota.

جناب چیئرمین۔ بہرحال انہوں نے وضاحت کر دی ہے۔ ایسے ہی جھگڑنے سے فائدہ نہیں ہو گا۔

سید محمد فضل آغا۔ بہرحال جی یہ ہے کہ ملک صاحب کا کہنا درست نہیں ہے میں اس کو چیلنج کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ اگلا سوال جناب فضل آغا صاحب۔

20 . *Syed Muhammad Fazal Agha: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state:

(a) When the Social Action Plan was under taken in the country:

(b) Total funds allocated under the said programme till date: and

(c) The province-wise break up of the funds allocated and the nature and name of the projects initiated in each province?

Syed Iqbal Haider: (a) Social Action Programme was launched in the country w.e.f. the financial year 1992-93.

(b) The total amound of funds allocated for the programme is as follows:-

(Rs. in million)

1992-93	1993-94
1600.000	8800.000

Province-wise and year-wise allocations are annexed.

(c) Federal Government releases funds in lum-sum to provinces who draw detailed schemes for implementation. The utilization of funds scheme-wise is at the discretion of provinces.

Annex

Province	1992-93		1993-94	
	Government of Pakistan	Foreign Aid	Government of Pakistan	Foreign Aid
Punjab	833.440	---	3437.940	330.000
Sindh	335.200	---	1282.700	975.000
N.W.F.P.	275.040	---	1134.540	35.000
Balochistan	156.320	---	644.820	860.000
Total:	1600.000	---	6600.000	2200.000

جناب چیئرمین ۔ ضمنی سوال۔

سید محمد فضل آغا۔ جناب چیئرمین! اس میں میں نے سوشل ایکشن پروگرام کے متعلق پوچھا تھا تو انہوں نے بتایا کہ ۹۳-۱۹۹۲ء میں یہ شروع ہوا تھا ۔ یہ منسلکہ جات میں دیکھیں تو یہ ایک لسٹ انہوں نے دی ہے اور ۹۳-۱۹۹۲ء میں حکومت پاکستان نے 1600 ملین روپے دیئے تھے۔ اس میں بلوچستان کے لئے انہوں نے صرف ۱۵۶ ملین رکھے ہیں۔ ۵.۱ فیصد کو چھوڑ کر ۳.۵ فیصد کے حساب سے ہمارا حصہ ساڑھے پانچ سو ملین بنتے تھے یعنی ۵۴۵ بنتے تھےاور پھر ۹۴-۱۹۹۳ء میں اگر آپ دیکھیں تو ۶۶۰۰ ملین کی رقم حکومت پاکستان نے دی ہے جس میں بلوچستان کو صرف ۶۴۴ ملین ملا جبکہ ہمیں ۲۶۰۰ ملنے چاہیئے تھے اور ایریاز کی پسماندگی کو مد نظر رکھنا چاہیئے تھا اور ٹوٹل اس کا ایریا ۴۵ یا ۴۶ فیصد develope کرنا ہے اور جب بھی آپ کوئی کریش پروگرام لیتے ہیں اس میں کبھی بھی بلوچستان کے لئے اتنی نہیں کیونکہ یہ ایک پسماندہ صوبہ ہے تاکہ اس کو ٹھیک ٹھاک کیا جا سکے۔ یہ ہمارے ساتھ پچھلے کئی سالوں سے ہوتا آ رہا ہے اور اب تیسری گزارش یہ ہے کہ اقبال حیدر صاحب بتائیں کہ وہ اس disparity کو remove کر سکیں گے۔ یا نہیں یا ایسے آئندہ بھی رہے گا؟

سید اقبال حیدر ۔ جناب چیئرمین! اس میں تو کوئی شک نہیں کہ واقعی بلوچستان ایک بہت ہی پسماندہ صوبہ ہے اور ماضی میں ۱۹۹۲ء کی حکومت نے تو واقعی بلوچستان کی طرف کوئی توجہ دی ہی نہیں۔ لیکن جو وہاں پر فنڈز allocate کئے گئے ہیں وہ اس وقت بلوچستان میں ۹.۷۷ فیصد

کا allocation ہوا ہے 'بنتا ہے ۔ Out of Social Action Programme 'جبکہ دیگر صوبوں میں پنجاب میں صرف ۵۲.۰۹ فیصد بنتا ہے ۔ سندھ میں ۲۰.۲۵ فیصد allocations ہوئی تھیں اور N.W.F.P میں ۱۷.۱۹ فیصد allocate ہوئی ہے ۔ بلوچستان میں پسماندگی کو دور کرنے کے لئے مختلف تجاویز بھی زیر غور ہیں اور آپ کے پاس یا کسی معزز رکن کے پاس کوئی منصوبہ ہو تو ہم اس پر ہمدردی سے غور کریں گے اور بلوچستان کی پسماندگی کو دور کرنا ہم سب کا اسلامی فریضہ ہے صرف بلوچستان ہی نہیں تمام پسماندہ علاقوں کی پسماندگی کو ختم کرنا ہمارا مشن ہے۔

جناب چیئرمین۔ جناب گچکی صاحب۔

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو criterian ہے funds allocation کا' وہ population کی بنیاد پر ہے یا ایریا کی بنیاد پر ہوتی ہے یہ گزشتہ حکومتوں کا ہے۔ نمبر(۲) میرا سوال یہ ہے کہ آپ کی حکومت کی کیا پالیسی رہے گی کہ کیا وہ اس پروگرام کو آبادی کی بنیاد پر یا ایریا کی بنیاد پر کرے گی۔

سید اقبال حیدر۔ جناب چیئرمین! پسماندگی کو دور کرنے کا ایک پروگرام جو ہے وہ ہے' سوشل ایکشن پروگرام' اور وہ ایک واحد پروگرام نہیں اس کےعلاوہ بھی پروگرام موجود ہیں ہمارے پیپلز ورکس پروگرام کے تحت بھی بہت سی سکیمیں ہمارے ایم۔ این۔اے صاحبان لا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی بڑا پروگرام ہوتا ہے جو کہ پورے بلوچستان پر محیط ہوتا ہے جو کہ پانی اور سڑکوں کا مسئلہ آتا ہے اس کے اوپر ہم غور کر سکتے ہیں اور اس کی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے تمام تجاویز کے اوپر ہمدردی سے غور ہوگا اور ہمارا یہ مشن ہے کہ نہ صرف بلوچستان بلکہ تمام پسماندہ علاقوں میں ترجیحی بنیادوں پر ان کے حالات کو بہتر بنایا جائے گا۔

جناب منظور احمد گچکی۔جناب ایریا اور population کے بارے میں جواب نہیں آیا؟

جناب چیئرمین۔ جی صحیح ہے یہ بتائیں جی لاہنسٹر صاحب۔

سید اقبال حیدر۔ جناب جہاں تک سوشل ایکشن پروگرام کا تعلق ہے بنیادی طور پر آبادی کی بنیاد پر ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی جام کرار صاحب۔

Jam Kararuddin: Sir, I want to have clear cut clarification from the honourable Law Minister that Social Action Programme and Tameer-i-Watan Programme are two different programmes or these are one and the same programmes?

Syed Iqbal Haider: Two separate programmes, sir.

جناب چیئرمین۔ جی حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد۔ جناب چیئرمین! فاضل وزیر موصوف نے فضل آغا صاحب کو پیش کش کی ہے کہ آپ منصوبے دے دیں اور ہم اس پر عمل درآمد کریں گے۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو سوشل ایکشن پروگرام ہے اس پر اراکین سینٹ کی سفارش پر بھی عمل درآمد کیا جائے گا یا صوبائی حکومت کے ذریعے؟

سید اقبال حیدر۔ جناب چیئرمین! سوشل ایکشن پروگرام کے تحت فنڈز جو sanction کرتی ہے وہ فیڈرل گورنمنٹ کرتی ہے لیکن اس کا استعمال جو ہے مکمل طور پر اس کا utilization صوبائی حکومت کے ماتحت ہے اور وہ جس مقصد پر چاہے وہ خرچ کر سکتی ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی فصیح اقبال صاحب۔۔ آپ تقریر نہ کریں، سوال کریں۔

سید فصیح اقبال۔ جناب وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ اگر اور کوئی منصوبے ہیں وہ ترقیاتی فنڈ کے لئے دے دیں لیکن بلوچستان کا بڑا سینڈک منصوبہ میں ایک ارب روپے کی کمی ہو گئی ہے۔ میرانی ڈیم کا پروجیکٹ ۲۰ سال سے اب تک آ ہی نہیں سکا۔ تو اس لئے یہ کہنا کہ بہت کچھ کر رہی ہے۔ آپ کہیئے کہ آپ کے وسائل نہیں ہیں۔ آپ لوگ کٹوتی ضرور کر رہے ہیں فیصلہ کچھ نہیں کر رہے؟

جناب چیئرمین۔ جی آخری سوال فضل آغا صاحب۔

سید محمد فضل آغا۔ اس کا جواب نہیں آیا۔

جناب چیئرمین۔ انہوں نے بڑی مناسب تجویز دی ہے اس پر غور کریں گے۔ جی سید محمد فضل آغا صاحب۔

سید محمد فضل آغا۔ جناب میں بڑا مشکور ہوں ، اقبال حیدر صاحب نے جس طرح فرمایا اور جس طرح کسی گورنمنٹ کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے لیکن گزارش بھی کرنا ہے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کی دو دفعہ حکومت رہ چکی ہے اور اس طرح انہوں نے بلوچستان کو بربادی سے دو چار کیا ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے اس وقت بھی یہ کہہ رہے ہیں مجھے اور پروگرام دیں میں گنواتا ہوں انہوں نے ہمارے گوادر deep sea port کا drop کر دیا ہے ۔ شہداد کوٹ، خضدار گوادر بائی وے کو drop کر دیا ہے بولان میڈیکل کالج کے دس کروڑ روپے کے انہوں نے ڈھائی کروڑ کے بعد سارے فنڈز cease کر دیئے ہیں خضدار انجینئرنگ کالج کو up grade کر کے انہوں نے اس کو بھی drop کر دیا ہے تو یہ بتائیں ۔ بلوچستان میں یہ تین مہینے ہیں ہمارے major پراجیکٹس سے 28/30 بلین کے پراجیکٹ تھے وہ سارے انہوں نے drop کر دیئے ہیں یہ ہاؤس کو اس قسم کے ذمہ دارانہ سٹیٹ منٹ دیتے ہیں۔

سید اقبال حیدر۔ جناب چیئرمین ! میں حیران ہوں کہ ایک جانب معزز رکن جو ہیں وہ ہم سے ذمہ داری کا تقاضا کر رہے ہیں ۔ دوسری جانب خود انتہائی جذباتی اور غیر ذمہ دارانہ بے بنیاد الزام لگا رہے ہیں کسی بھی معزز رکن کو اتنا زیادہ جذباتی ہونا۔۔۔ جب میں انتہائی احترام سے بات کرتا ہوں تو میں یہ توقع کرتا ہوں کہ میرے معزز رکن بھی احترام کے ساتھ بات کریں گے ۔ میری گزارش یہ ہے کہ جس طرح کے یہ الزامات ہیں کہ ہماری حکومت نے ، وفاقی حکومت نے کوئی اس قسم کے تفصیلی بیان دیئے ہیں۔

خضدار کے کالج کے لئے کچھ میں نے سنا ہے لیکن میں اس کے بارے میں حتمی طور پر بیان دوں گا لیکن یہ الزام غلط ہے کہ تمام پراجیکٹس جو ہیں وہ وفاقی حکومت نے ختم کر دیئے ہیں ایسا نہیں ہے کچھ پراجیکٹس میں کچھ تبدیلیاں ہو سکتی ہیں کچھ میرے دوست شیر افگن صاحب سے معلوم کی جا سکتی ہیں۔

جناب چیئرمین۔ تو دیکھیں آپ اسی پہ آدھا گھنٹہ انہی سوالوں پر لگا رہے ہیں ۔ جی ڈاکٹر شیر افگن صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جہاں تک خضدار کالج کا تعلق ہے تو معزز رکن کو پتہ ہے کہ بھٹو صاحب نے دورہ کیا تھا انہوں نے منظور کیا ،چلوایا اور آج تک اس کو فنڈز بھی

فیڈرل گورنمنٹ سے جاتے ہیں جہاں تک ان کا یہ کہنا ہے کہ وہ یونیورسٹی بنانے کے لئے منظوری ہو چکی تھی تو یہ حقائق پر مبنی نہیں ہے ۔ تجویز ہے processing میں ہے کوائف اکھٹے کئے جا رہے ہیں supportive arguments جو دیئے گئے ہیں They are insufficient اور وہ اسے بنانے کے لئے کافی نہیں ہے اتنا میرے علم میں ہے ۔ جہاں تک یہ کہنا کہ وہاں پر کچھ نہیں کیا تو وہ کالج بھٹو صاحب نے خود بنوایا تھا۔

جناب چیئرمین۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کیا اقبال حیدر صاحب کی تصحیح شیر افگن صاحب کر سکتے ہیں ؛ دوسری بات یہ ہے کہ ان کو اطلاع دی جاتی ہے کہ یہ کالج بن چکا ہے جو کہہ رہے ہیں کہ ابھی بنایا نہیں ہے۔ انجینئرنگ کالج ہے وہاں پر خضدار میں۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ' اگلا سوال نمبر ۲۱ فضل آغا صاحب۔

21. *Syed Muhammad Fazal Agha: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state the funds allocated for development of livestock in the country out of the foreign loans and credits during the last three years, with province-wise breakup?

Syed Iqbal Haider: No amount has been allocated/committed for the development of livestock in the country out of the foreign loans and credits during the last three years i.e. from 1990-91 to 1992-93. However, grant assistance amounting to $ 5.850 million was received from Netherlands and UNDP.

Mr. Yahya Bakhtiar: Sir, I would only request that they have used the word "backward" for Balochistan. They can use the word "underdeveloped" for Balochistan.

Mr. Chairman: Yes, that is right "under developed". Yes Fazal Agha

Sahib supplementary on question No.21.

سید محمد فضل آغا۔ جی ہاں ضمنی سوال ۔ میں نے پوچھا تھا کہ live stock کے سیکٹر میں foreign loans وغیرہ جو بھی آئے ہیں ان کے province wise break-up دے دیں تو انہوں نے کہا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن ۵.۸۵ ملین کی رقم جو ہے وہ نیدر لینڈ سے وصول ہوئی ہے لیکن ان کا break up نہیں دیا ۔ یہ جو پیسے آئے ہیں (باقی تو receive نہیں ہوئے ہیں) یہ جو پیسے receive ہوئے ہیں یہ کہاں خرچ ہو گئے؟ میرے سوال کا جواب نامکمل ہے جی۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب لاہنسٹر صاحب۔

سید اقبال حیدر۔ جناب چیئرمین! جو سوال پوچھا گیا تھا وہ foreign loans کے بارے میں تھا جس کا بالکل واضح جواب دیا گیا ہے کہ live stock کے لئے کوئی loan نہیں آیا ہے۔ ایک grant آئی ہے ۔ نیدر لینڈ سے اور UNDP سے اور وہ بھی ۵.۸۵ ملین کا ہے اور وہ گرانٹ جو ہے وہ specifically live stock پراجیکٹ کے لئے ہے جو پراجیکٹ دیئے گئے تھے special projects ان کے لئے ہے یہ loans میں ہوتا ہے bifurcation ان کی provinces کرتا ہے ۔ یہ جو گرانٹ ہوتی ہے وہ province-wise deal ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں تو اس کا کیا استعمال کیا ہے ۔ یہی پوچھ رہے ہیں۔ اس کا کیا کیا ہے آپ نے۔

سید اقبال حیدر۔ یہ specifically live -stock project کے لئے ہے۔

جناب چیئرمین۔ یہ کہاں پر استعمال کیا ہے وہ یہ پوچھ رہے ہیں۔

سید اقبال حیدر۔ اس loan grant کی میرے پاس فوری طور پر اطلاع نہیں ہے کہ یہ specifically کس پراجیکٹ کے لئے ہے یہ گرانٹ ہے live stock کے لئے اور جو صحیح اطلاع ہو گی وہ میں دوں گا میں کسی غلط بیانی سے کام نہیں لوں گا۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے جی۔ جناب علی حیدر صاحب ' اگلا سوال نمبر ۲۲

22. *Syed Ali Haider: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state the time by which construction of 500

houses, sanctioned out of the Zakat Fund in 1988, in Sarjani Town, Karachi, will be completed?

Syed Iqbal Haider: M/s Shaheen Building Associates were awarded the work, as per contract, for the construction of 509 low-cost Surjani Township, Karachi under the programme of shelter for the shelterless through Zakat funds. The cost per unit, as provided in the contract awarded by the KDA was Rs. 24, 998.00. The contractor started work on 25.2.1988. It was to be completed by 24.11. 1988. The contractor soon after starting the work, began putting forward claims for extra payment on account of increase in the cost of construction /in- puts. The contractor suspended construction work due to non- payment of construction cost at the enhanced rate. The unit cost was later increased from Rs. 24,998.00 to Rs. 26,250.00. Despite the increase, the contractor did not resume work. The Central Zakat Council turned down the contractor's claim for enhanced payment and directed that the houses should be completed within the cost already settled and stipulated in the contract agreement.

The Zakat Administration had no housing scheme of its own. It had only participated in the overall scheme of the National Housing Authority and its commitment was limited to payment of an agreed and a fixed amount only.

On the advice of the Central Zakat Council, National Housing Authority has since been requested to initiate action against the contractor if he does not resume construction work.

جناب چیئرمین۔ ضمنی سوال، علی حیدر صاحب۔

سید علی حیدر۔ چیئرمین صاحب سوال میں نے کیا تھا کہ یہ کب مکمل ہوگا تو اس کا جواب اس میں نہیں ہے یہ جواب نامکمل ہے۔

سید اقبال حیدر ۔ جناب چیئرمین ! یہ فنڈز جو allocate کئے گئے تھے ۔ وہ فیڈرل گورنمنٹ نے گئے تھے implimentation of the scheme by the KDA تھا۔ یہ سوال بنیادی طور پر تو صوبائی حکومت سے متعلق ہے لیکن پھر بھی میں نے یہ جواب دیا ہے اس کے بارے میں میری تحقیقات یہ بتاتی ہیں کہ اس low cast Housing project میں ٹھیکیدار نے total default کئے ہیں under the contract اور یہ پراجیکٹ بند پڑا ہوا ہے اور اس کام پر کوتاہی مجھے نظر آئی ہے لیکن چونکہ اس کا implementation مکمل طور پرصوبائی حکومت کے ہاتھ میں ہے اس لئے ہم اس کے بارے میں زیادہ تر احکامات نہیں کر سکتے ۔ جہاں تک فنڈز کی allocation ہے وہ فنڈز ہم بھیج چکے ہیں اور مزید ہم KDA سے ضرور یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ بھئی آپ نے اب اس ہاؤسنگ پراجیکٹ کو مکمل کرنے کا کیا پروگرام بنایا ہے ۔ کیونکہ وہ تو بند پڑا ہے ۔ اس میں کوئی پیش رفت ہے ہی نہیں ۔ جس contrator کو appoint کیا تھا اس نے تو کھلم کھلا دھاندلیاں کرکے وہ تو عیش کر رہا ہے ۔ وہ غریب عوام واقعی shelter سے محروم ہیں اور اس سلسلے میں KDA نے کوئی پالیسی نہیں بنائی ہے ۔ ہم نے KDA کو خط بھی لکھا ہے کہ وہ ہمیں پوری اس کے اوپر briefing دے کہ انہوں نے اس بدمعاش ٹھیکیدار کے خلاف کیا ایکشن لیا ہے اور اس پراجیکٹ کے بارے میں ان کا آئندہ کیا پلان ہیں۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب بوستان علی ہوتی صاحب۔

جناب بوستان علی ہوتی۔ معزز وزیر نے جواب بڑی تفصیل سے دیا ہے اور یہ کہنا میں سمجھتا ہوں غلط ہے کہ ہم ایکشن نہیں لے سکتے کیونکہ فیڈرل گورنمنٹ نے پیسہ دیا ہے اور فیڈرل گورنمنٹ look after کرتی ہے اس میں ہمارے تعمیر وطن پروگرام کے پراجیکٹ تھے تو ہم سب لوگوں کو فیڈرل گورنمنٹ پیسہ دیتی تھی اور صوبائی گورنمنٹ انہیں مکمل کرواتی تھی۔ جہاں تک اس میں ٹھیکیدار کا تعلق ہے۔ تو جواب میں لکھا ہے کہ شاہین بلڈنگ ایسوسی ایٹس کو ۲۴ ہزار فی یونٹ بنانے کے لئے دیا تھا اور ۸۸۔ میں اس کو مکمل کرنا تھا اس کے بعد ۲۴ کی بجائے ۲۶ ہزار کیا گیا بڑھایا گیا سب manipulation کرکے مل ملا کر کیونکہ ہم کراچی میں ہیں ہمیں پتہ ہے اس چیز کا۔ اس کے باوجود بھی اس نے نہیں کیا ۔ میں معزز وزیر سے یہ پوچھتا ہوں کہ اس کے اوپر ایکشن کیوں نہیں لیا گیا آج تک ۔ آج ۹۴۔ شروع ہونے والا ہے ایک دو دن ہیں ۔ چھ

سات سال ہو گئے اس بات کو۔ اتنا فنڈ وہاں misuse ہو رہا ہے اور وہ ٹھیکیدار claim پر claim کر رہا ہے ۔ تو وزیر صاحب بتائیں کہ اس پر ایکشن لیا جائے گا یا نہیں۔

سید اقبال حیدر۔ جناب چیئرمین ! جب سے یہ پراجیکٹ منظور ہوا تھا اس کے بعد سے ہماری تھی نہیں۔ اس کی implementation کے ڈی اے کے under تھی جام صادق صاحب کی حکومت کے دوران میں، تبھی وہ کھلی چھٹی تھی ہم نے ابھی خط لکھا ہے اور اس خط کے کچھ نکات میں آپ کے سامنے پڑھ دیتا ہوں۔

It is shocking that no action has been taken by the KDA or any other authority against the contractor Messers Shaheen Building Associates. KDA is called upon to state whether performance bond submitted by the contractor was invoked or a bid Bond furnished by the contractor was invoked, blacklisting of the contractor was carried on, any civil or criminal proceedings against the contractor were instituted on account of the collossal loss caused by him by non-performance of his obligation. Consequently, the contractor is obliged under the law to pay damages to the contract giving agency. Why was the contract of M/s Shaheen Building Associates not terminated? Why was the contract of M/s Shaheen not terminated and fresh contract for construction of the houses not given to other contractor at the risk and cost of the defaulting contractor M/s Shaheen ? What proposal or suggestion, if any, KDA has for the completion of this project ?

تو ہماری حکومت نے تو فوری طور پر کے ڈی اے سے یہ جواب طلبی کی ہے اور

we hope that they give us some satisfactory reply. We are equally concerned that these low cost housing projects will not be abondoned and we will make our best efforts to ensure its implementation.

جناب چیئرمین۔ وزیر قانون صاحب، اس قسم کے مسئلے کئی دفعہ ایوان میں آتے

ہیں you will note it کہ ایک ٹھیکیدار صاحب نے پہلے وہ ٹھیکہ لیا پھر اس کے بعد غیر قانونی طور پر اس نے جھگڑا شروع کر دیا ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کام بھی رک گیا ہے اور اب اس کی کاسٹ غالباً دس گنا ہوگی اور ابھی تک کوئی کارروائی نہیں کی گئی ۔ اب آیا غلطی اس کی ہے یا ان کی ہے I think we need to examine it from the law point of view also, whether کیا ٹھیکیدار کا انتخاب صحیح ہوا تھا؛ there is need for strengthening the legal structure Why did you pick a man like that? I am nöt saying you. I am sayoing whoever there was.

اس میں یہ جو آپ کہہ رہے ہیں کہ صرف صوبائی حکومت کا معاملہ ہے اسمیں وفاقی حکومت بھی ذمہ دار ہے آپ دیکھیں ۔ یہ لکھا ہوا ہے کہ

the Central Zakat Council turned down the contractor's claim for enhanced paym.nt and directed that the houses should be completed within the cost already settled and stipulated in the contract agreement. So the Central Zakat Council is also in someway involved in this and then at the end it is written that on the advice of the Central Zakat Council , National Housing Authority has since been requested to initiate action against the contractor, if he does not resume construction work. So, the National Housing Authority is also in someway involved. So, I think , we should examine the legal structure that where are they going wrong.

لاکھوں، کروڑوں کے ایسے کام ہوتے ہیں، یہ جو بلوچستان میں میڈیکل کالج کی بات کر رہے ہیں وہ پتہ نہیں دس سال سے پڑا ہوا ہے ، بیس سال سے پڑا ہوا ہے یہ خان پور ڈیم کا مسئلہ کئی دفعہ ایوان میں آیا ہے ۔ پتہ نہیں اس کا کیا ہوا وہ آج تک حل نہیں ہوا۔

So, there is something wrong somewhere. We should look into all this.

سید اقبال حیدر۔ ہم نے خط لکھا ہے----

جناب چیئرمین۔ خطوط تو جاتے رہتے ہیں آپ کی فائلیں خطوط سے بھری ہوں گی

The fact of the matter is that this project which should have been completed by

November 1988, has not been completed so far.

یعنی سرکار کا کام ہی یہ ہے کہ چٹھیاں لکھتی رہے ۔ یعنی ہر فائل جو آپ دیکھیں گے وہ اتنی موٹیھو جاتی ہے کہ لوگ اس کو پڑھتے ہوئے ڈرتے ہیں کہ جی اس میں پتہ نہیں کیا ہے ۔ علی حیدر صاحب۔

سید علی حیدر ۔ جناب والا! ہم اطلاع کے مطابق ٹھیکیدار نے حکومت کے اوپر ہائیکورٹ میں مقدمہ کیا ہوا ہے تو کیا وزیر صاحب بتائیں گے کہ یہ بات صحیح ہے یا غلط ہے اور جب تک اس کا کوئی فیصلہ ہو گا اس وقت تک کیا یہ معاملہ یونہی پڑا رہے گا۔

Mr.Chairman: It is a common method of avoiding work.

سید اقبال حیدر ۔ آپ نے جن خرابیوں کی نشاندہی کی ہے اس میں کوئی دو رائے نہیں ہو سکتیں ۔

Mr.Chairman: I think in pre-qualification we are not very careful.

This must be just one of those terms. کہ کس کو کام دینا ہے ۔ اس میں اس کے متعلق کچھ ہے ہی نہیں۔

سید اقبال حیدر ۔جناب والا! بہت ہی گھمبیر معاملہ ہے۔

Mr. Chairman: One of our committees should take up this matter and try to find out where are we going wrong.

Syed Iqbal Haider: Committee on Works should take it up.

حافظ حسین احمد ۔ جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کہا کہ ہمارے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وزیر قانون صاحب بیان فرمائیں گے کہ کیا زکوٰۃ فنڈ سے مکانات یا کسی قسم کی تعمیر کی جا سکتی ہے اور اگر نہیں کی جا سکتی یا ان کو علم نہیں ہے تو کیا اس مسئلے کو نظریاتی کونسل کے سپرد کریں گے ۔؟

سید اقبال حیدر ۔ جناب والا ! یہ زکوٰۃ فنڈ جو ہے کم قیمت کے مکانات کے لئے ، مدرسوں کے لئے سب کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ یعنی غریبوں اور مستحقین کے لئے بن رہے ہوں گے۔

سید اقبال حیدر۔ یہ کم قیمت کے مکانات ان کے لئے ہیں جو مستحقین ہیں اور بے گھر ہیں۔

حافظ حسین احمد۔ جناب والا! مستحقین چھوڑیں ۔ میں کہہ رہا ہوں کہ زکوٰۃ فنڈ سے تعمیر نہیں ہوسکتی ۔ وزیر قانون صاحب ذرا اس مسئلے کو نظریاتی کونسل کو بھیجیں۔

جناب چیئرمین۔ چلیں اس مسئلے کے اوپر کسی وقت علیحدہ بحث کر لیں گے اس وقت اس پر بحث کرنا مناسب نہیں ہو گا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب والا! یہاں پر علمائے کرام ہیں اور حافظ حسین احمد صاحب ہیں ۔ سارے ہیں پروفیسر خورشید احمد ہیں تو جناب یہ جو زکوٰۃ کاٹی جا رہی ہے کیا یہ عین اسلام کے مطابق کاٹی جا رہی ہے یہ جو سود سے کاٹی جا رہی ہے۔

حافظ حسین احمد۔ جناب والا! وزیر موصوف ڈاکٹر شیر افگن صاحب نے کہا کہ یہ زکوٰۃ نہیں ہے اگر حکومت کا یہ موقف ہے جس طرح کہ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ کیا اسلام کے مطابق کاٹی جا رہی ہے۔ ہمارا موقف تو شروع سے یہ ہے کہ یہ ٹیکس ہے ۔ زکوٰۃ نہیں ہے اچھا ہوا کہ سینٹ کے فلور پر حکومت نے یہ اعتراف کر لیا کہ جو رقم کاٹی جا رہی ہے وہ زکوٰۃ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ ویسے مستحقین کے لئے مکان بن سکتے ہیں کہ نہیں۔

حافظ حسین احمد۔ جناب والا! پہلے اس بات کو طے کریں کہ وزیر صاحب نے جو کہا کہ جو حکومت زکوٰۃ کاٹ رہی ہے وہ زکوٰۃ نہیں ہے اور اسلامی طریقے سے نہیں ہے یہ ریکارڈ پر آ چکا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ بہرحال اس مسئلے پر بعد میں بحث کر لیں گے اس وقت یہ مناسب وقت نہیں ہے ۔

میر عبدالجبار۔ یہ جو کچھ حافظ حسین احمد صاحب نے کہا ہے یہ مسئلہ اہم ہے اس کے لئے اگر تازہ نوٹس ہو تو اس پر بحث ہونی چاہیئے۔

جناب چیئرمین۔ یہ تو ایک علیحدہ مسئلہ ہے۔

میر عبدالجبار۔ یہ دین کا مسئلہ ہے اس کو صحیح طریقے سے حل کرنا چاہیئے اور اس کو

اس سوال کے ساتھ منسلک نہیں کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ جی اگلا سوال نمبر ۲۳ علی حیدر صاحب،

23. *Syed Ali Haider: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state:

(a) the total amount of Zakat and Usher collected during the last five years, with year-wise and province-wise break-up; and

(b) the year-wise break-up of the amount disbursed among the Provinces during the said period?

(In Million Rupees)

Zakat Year	Amount collected
(i) 1408-09 AH. (18-4-1988 to 07-4-1989.	Rs. 2190.01
(ii) 1409-10 AH. (8-4-1989 to 27-03-1990).	Rs. 2444.03
(iii) 1410-11 AH. (28-03-1990 to 19-03-1991).	Rs. 2705.53
(iv) 1411-12 AH. (17-03-1991 to 05-03-1992).	Rs. 2612.06
(v) 1412-13 AH. (06-03-1992 to 23-02-1993).	Rs. 2558.15

Zakat accounts are being maintained on all Pakistan basis and not Province-wise.

Note.— Zakat year commences on the first day of Ramazanul Mubarak and ends on the last of Shaban-ul-Muazzam of the following year.

USHR FROM 1987 TO 1993

(In Million Rupees)

	Assessment	Collection
1987-88	273.64	241.77
1988-89	245.79	184.74
1989-90	247.56	143.39
1990-91	210.24	119.70
1991-92	122.95	40.81

(b) The year-wise amount of Zakat disbursed (released) to Provinces is as follows:

(In Million Rupees)

	Zakat Year 1408-09 AH	Zakat Year 1409-10 AH	Zakat Year 1410-11 AH	Zakat Year 1411-12 AH	Zakat Year 1412-13 AH
Punjab:	726.94	583.00	484.98	1396.36	1653.28
Sindh:	224.51	100.00	309.67	344.07	903.00
NWFP:	106.79	98.00	330.99	250.05	541.64
Baluchistan:	91.99	105.90	147.48	172.99	102.63

سید علی حیدر۔ وزیر صاحب سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر عشر کی فگر دیکھیں تو یہ سال بہ سال گھٹتی جا رہی ہے یہ ۸۸-۱۹۸۷ء میں ۲۴۱ ملین تھی اور ۹۲-۱۹۹۱ میں ۴۰ ملین رہ گئی ۔ کیا وزیر صاحب یہ بتائیں گے کہ جب زرعی پیداوار سال بہ سال مقدار میں اور قیمت میں بڑھ رہی ہے تو عشر کس وجہ سے کم جمع ہو رہا ہے کیا عشر جمع یا اکٹھا کرنے کے نظام میں کوئی خرابی ہے یا اس کے اوپر پورا زور نہیں دیا جا رہا ہے اس کی وزیر صاحب وجہ بتائیں۔

سید اقبال حیدر۔ جناب چیئرمین! عشر کی رقم میں کوئی بڑی کمی نہیں آئی ہے معمولی کمی ضرور آئی ہے لیکن اس سلسلے میں جو وجوہات بتائی گئی ہیں یعنی ہمیں جو اطلاع ملی ہے وہ عشر اکٹھا کرنے کے نظام میں کمزوری ہے ۔ In the collection of Usher there is a major set back and secondly my report is unofficial. ہو سکتا ہے کہیں شیعہ آبادی میں اضافہ نہ ہو رہا ہو۔ ہو سکتا ہے لوگ زیادہ عشر کی وجہ سے شیعہ بن رہے ہوں۔

جناب شہزادگل۔ یہ عشر کی collection on all Pakistan basis ہوتی ہے لیکن تقسیم جو ہے وہ صوبوں کو ہوتی ہے اس وقت پاکستان میں جو سب سے پسماندہ اور غریب لوگ اور زیادہ مستحقین صوبہ سرحد اور بلوچستان میں ہیں وہاں یہ تقسیم کس طرح کرتے ہیں یعنی سب سے کم پیسے سرحد اور بلوچستان کو دیئے گئے ہیں سارے پیسے پنجاب میں تقسیم ہو رہے ہیں۔

سید اقبال حیدر۔ یہ کہنا غلط ہے کہ سارے پیسے پنجاب میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ تقسیم کی فگرز آپ کو دی گئی ہیں ۔ The yearwise break up of the amount disbursed among the provinces during the said period. تو اس میں پوری رقم جو ہے پرنٹ کر دی گئی ہے او اس کی تقسیم بنیادی طور پر آبادی کی بنیاد پر ہوتی ہے زکوٰۃ کی تقسیم میں جتنے درخواست دہندگان زیادہ ہیں۔ مستحقین زیادہ ہیں۔

جناب چیئرمین ۔ پنجاب کو ۱۴۱۰ ھ میں ۴۸۴ اور فرنٹیئرکو ۳۲۰ So, this is a

۱۴۰۸۔۰۹ reasonable proportion ھ کے عرصے میں ۲۲۶ اور ۱۰۶ میں اور یہ تو بہت فرق ہے

اب اس کا آبادی سے کوئی تعلق نہیں obviousley it is not possible to set up a criterian

ہے یہ کچھ اور ہی ہے۔

سید اقبال حیدر ۔ لیکن یہ disbursement سے ہے مستحقین سے جو تعلق ہے اور

کچھ wrong disbursement سے بھی تعلق ہے۔

جناب چیئرمین۔ اس میں کیا کوئی فارمولا ہے، کوئی سسٹم ہے، کیا طریقہ کلر ہے؟

سید اقبال حیدر۔ جناب اس میں بنیادی طور پر تو

assistance is provided to *Mustahaqeen* during emergency, earthquake , cal amity, flood, during the recent foods Provincial Zakat Council allocated an amount of Rs. 3,200/- millions for the relief and rehabilitation of the flood affectees who became Mustahaqeen on account of that disaster. Of this, more than Rs. 2000/- million has actualy been released to the Provinces. So, basically, the criterian is Mustahaqeen.

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے۔ جناب ڈاکٹر ریحان صاحب۔

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ اگر آپ جواب ملاحظہ فرمائیں تو اس میں فاٹا کا بالکل ذکر نہیں ہے۔ کیا حکومت کو فاٹا میں کوئی مستحق نظر نہیں آتا؟

جناب چیئرمین۔ جی جناب وزیر داخلہ صاحب۔

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Mr. Chairman, the only problem is that a lot of laws do not stand extended to FATA. Zakat is not recovered from them; there are rich people also, there is Ayub Zaka Khail, who can be subjected to a lot of Zakat but it is not recovered from him because laws do not stand extended there.

جناب چیئرمین۔ رضا ربانی صاحب۔

Mian Raza Rabbani: Sir, would the honourable Minister kindly state whether it is a fact that in the past Zakat Fund was used for furthering political ends.

جناب چیئرمین۔ جی ' لاءمنسٹر صاحب was it ever used for that purpose?

سید اقبال حیدر ۔ جناب چیئرمین! یہ ایک افسوس ناک حقیقت ہے ۔ زکوٰۃ فنڈ تک کو بھی غیر ضروری سیاسی اور غلط مقاصد میں استعمال کیا گیا ۔

جناب چیئرمین۔ کچھ تفصیل بتا سکیں گے۔ تفصیل بتائیں۔

سید اقبال حیدر ۔ اس کا break up میں آپ کو بالکل دوں گا۔ یہ زکوٰۃ فنڈ اور بیت المال کے فنڈ کو جس طریقے سے سیاسی مقاصد اور انتہائی گندے مقاصد کے لئے استعمال کیا گیا ۔ سب اس کی تفصیل بالکل ہاؤس میں پیش کروں گا۔

جناب چیئرمین۔ باری باری جناب۔ جی جناب چوہدری شجاعت صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین ۔ جناب والا! جیسا کہ انہوں نے بڑی اچھی بات کی ہے کہ ہاؤس میں بیت المال اور دوسرے کوائف بیان کریں گے کہ پچھلی حکومت میں کون سے غلط استعمالات کئے ہیں تو میری یہ گزارش ہوگی کہ بیت المال کا خاص طور پر جس وقت لانگ مارچ ہو رہی تھی تو اس وقت ایک الزام لگایا گیا تھا منظور احمد وٹو کے اوپر کہ انہوں نے بیت المال سے پیسے نکلوائے ہیں پنجاب بینک سے ۔ کیا اس کی تفصیل ہاؤس میں پیش کر دیں گے ۔ بڑی نوازش ہوگی۔

سید اقبال حیدر ۔ مسئلہ یہ نہیں ہے کہ دھاندلی یا بدعنوانی کا ارتکاب کس نے کیا ۔ مسئلہ یہ ہے کہ بدعنوانی یا اور کوئی۔۔۔ اس میں کوئی تفریق نہیں برتی جائے گی ساری تفصیل پیش جائے گی۔

جناب چیئرمین۔ جناب اعجاز جتوئی صاحب۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ جناب چیئرمین! میں یہ جاننا چاہوں گا کہ اس میں زکوٰۃ اور یہ بیت المال کے فنڈ کے پیسے گورنمنٹ نے یا وزرائے اعظم نے اپنی صوابدید پر خرچ کئے ہیں۔ چیف منسٹر کو نکال کر ۱۹۸۸ء سے تفصیل دے دیں۔

جناب چیئرمین۔لاءمنسٹر صاحب وہ کہہ رہے ہیں کہ ۱۹۸۸ء سے تفصیل دے دیں۔

سید اقبال حیدر۔ جی بالکل' ۱۹۸۸ء سے دیں گے۔

جناب چیئرمین۔ راجہ محمد ظفر الحق صاحب۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ جناب چیئرمین! زکوٰۃ اور بیت المال دو الگ فنڈز ہیں اور لاءمنسٹر صاحب نے جو بیان دیا ہے وہ بیت المال کے بارے میں جو سوال پوچھا تھا اس کا جواب تھا۔ زکوٰۃ اور عشر کے بارے میں یہ دونوں الگ الگ نظام ہیں اور ان کے الگ الگ فنڈز ہیں اس لئے ان دونوں کو mix-up نہیں کرنا چاہیئے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ دو سوالوں کے جواب میں وزیر داخلہ صاحب نے کہا کہ فاٹا کو اس لئے نہیں دی جا رہی کوئی امداد کہ اس میں laws extend نہیں ہوتے collections کے لئے laws ہیں۔ ditribution کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے نہ مسلمان اور غیرمسلم کے لئے رکاروٹ ہے نہ جس صوبے سے زکوۃ اکٹھی ہو یا بیت المال کا سلسلہ ہو وہ یہ نہیں ہے رکاوٹ قانون اور شریعت میں بھی کہ کسی دوسرے کو دیا نہیں جا سکتا تو باقی تو سارے پاکستان کو دیا جائے اور فاٹا کو نہ دیا جائے۔ دونوں بار یہ جواب غلط ہے۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین۔جناب ڈاکٹر شیر افگن صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب چیئرمین! بیت المال Ministery of Social welfare & Special Education کا حصہ ہے۔ میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کی کچھ تفصیلات عرض کر دوں۔ بقیہ میں تفصلات اس ایوان کے سامنے رکھوں گا کیونکہ وہ بہت اہم ہیں۔ اس لئے کہ یہ ایک علیحدہ بات ہے اس میں تقریباً ایک ارب روپے سے یہ شروع ہوا تھا اور پھر دو سال میں دو ارب ہوا اور اب اس August House کی اطلاع کے لئے جب پہلا ایک ارب روپیہ دیا گیا تو اس میں سے ساٹھ ہزار کے چیکس شاید پانچ سو کچھ کی میں تفصیلات آپ کو دوں گا وہ میاں نوازشریف صاحب کی حکومت نے اپنے پسندیدہ افراد کو دیئے۔ چار ہزار چیکس تیار ہو چکے تھے for payment کوئی genuine آدمی ہوں گے اگر ہوں گے تو ان کوملیں گے۔ ورنہ نہیں۔ یہ ایک

بڑی دکھ والی بات ہے کہ اس فنڈ میں سے سات کروڑ تیس لاکھ روپیہ میاں صاحب نے نکلوایا اور yellow cab Taxies بانٹیں ' تحفہ کے طور پر دیں جو غیر قانونی تھیں۔ میں نے اپنی منسٹری سے کہہ دیا ہے وہ case تیار ہو رہا ہے اور میں یہاں پیش کروں گا ۔ اس کے علاوہ فنانس منسٹری کے پاس سے ۲۰ کروڑ روپے انہوں نے نکلواء تھے ۔ جس میں سے ۱۲ کروڑ ۷۰ لاکھ وہ فنانس منسٹری کے پاس اب بھی ہیں وہ واپس نہیں کیا ۔۸۰ کروڑ روپے جو ہے وہ ہماری منسٹری کے پاس اب بھی موجود ہے اور یہ کہنے میں کوئی قباحت نہیں ہے ۔ ۷ کروڑ ۳۰ لاکھ روپے کی خطیر رقم غیر قانونی طور پر بیت المال ایکٹ کے خلاف میاں صاحب نے نکلوا کر لوگوں کو yellow cab Taxis کے طور پر تحفہ کے طور پر دیئے۔

جناب چیئرمین۔ محمد علی ہوتی صاحب ۔

جناب محمد علی خان۔ موصوف کا بیان بالکل غلط ہے ۔ جتنی بھی ٹیکسیاں تقسیم ہوئی ہیں پچھلے دور میں غربا اور مستحقین میں تقسیم ہوئی ہیں اور اگر yellow cab Taxis لوگوں کو دی ہیں تو میں یہ وثوق کے ساتھ کہتا ہوں یہ بالکل تحفتاً نہیں دی ہیں بلکہ یہ غریبوں اور مستحقین کی امداد کی ہے۔ اس کو اب یہاں twist کرکے بیانات دے رہے ہیں۔ جس میں کوئی صداقت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ جناب سرتاج عزیز صاحب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ comments لے کر آخر میں کریں۔ سرتاج عزیز صاحب۔

جناب سرتاج عزیز۔ جناب چیئرمین! منسٹر صاحب نے جو بیان دیا ہے اس میں بہت زیادہ غلط بیانی ہوئی ہے اور میں مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ ایشو سینٹ کی Standing Committee for Finance کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ تمام حقائق سامنے آئیں اور اس سلسلے میں ایک دو وضاحتیں میں فوراً کر دوں کہ Head of the State اور Head of the Government کو عام طور پر مستحقین جب وہ لوگ امداد کے لئے درخواست کرتے ہیں ۔ دینے کا اختیار ہے ۔ اس مقصد کے لئے ضیاء الحق کے زمانے میں اور بعد میں بے نظیر بھٹو صاحبہ کے دور حکومت میں پانچ کروڑ discretionary grant کے طور پر دیئے گئے تھے جو لوگ درخواست دیتے تھے ۔ ان کی امداد کے لئے اس میں سے سلائی کی مشینیں اور دیگر امدادی اشیاء بھی تقسیم ہوتی ہیں ۔۱۹۹۱ء میں ہماری حکومت نے بیت المال کا نظام شروع کیا اور اس کے لئے وسائل امیروں سے لئے گئے ۔ ان کے

assests پر اور bank loans پر ٹیکس لگا کر چونکہ پہلی دفعہ بجٹ میں ایک ایسا Head of Account بن چکا تھا جو مستحقین کو دینے کے لئے تھا تو بجائے بجٹ کے اس مقصد کے لئے پیسے لینے کے اس Head سے ۲۰ کروڑ منتقل کئے گئے ۔ اس میں کوئی بے قاعدگی نہیں ہوئی کیونکہ جب تک یہ پیسہ بیت المال فنڈ میں credit نہیں ہوتا یہ بیت المال کا حصہ نہیں بنتا ۔ اس لئے کوئی رولز کی خلاف ورزی نہیں ہوئی ۔اس ایڈجسٹ منٹ کی منظوری پارلیمنٹ نے بھی دی ۔ سپلیمنٹری گرانٹ کے ذریعے جو ۲۰ کروڑ روپیہ اس مقصد کے لئے allocate کیا گیا تھا اس میں سے ساڑھے سات کروڑ خرچ ہوا' بقیہ ساڑھے بارہ کروڑ surrender ہوا ' اس سلسلے میں یہ وضاحت بھی ضروری ہے ۔پہلی دفعہ criterian بنا کہ جو لوگ وزیر اعظم کو ڈائریکٹ اپیل کرتے ہیں اس کی ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن سے verification ہوتی تھی کہ وہ واقعی مستحق ہیں کہ نہیں ' چیک مزاری صاحب نے اپنے وقت میں ایسے درخواست کنندگان کو دیئے ' معین قریشی صاحب نے بھی دیئے ' پورا ریکارڈ پرائم منسٹر سیکرٹیریٹ میں موجود ہے کہ وہ پیسہ کس کس کو دیا گیا ' آپ ایک ایک کیس verify کر سکتے ہیں کہ وہ مستحق ہے کہ نہیں ' یہاں پر یہ بھی کہا گیا کہ لوگوں کو ٹیکسیاں دی گئیں ۔ اگر آپ ریکارڈ دیکھیں تو چند ٹیکسیاں ان خاندانوں کو دی گئیں ۔ جن کے ساتھ شدید زیادتیاں ہوئی ہیں ' جن خاندانوں کے ساتھ وہ بھی ان کو صرف down payment کی رقم دی گئی ہے ۔ انشورنس کی رقم کے اور صرف چند کیسز میں۔غالباً ۷ یا ۸ ایسے کیس تھے ۔ جن کو وہ گرانٹ اتنی دی گئی جو ٹیکسی کی پوری amount کو cover کرے۔ یہ بہت مستحق لوگ تھے ۔ اس کو favourite کہنا یا یہ کہنا کہ سیاسی مقاصد کے لئے امداد دی گئی ' صحیح نہیں ' اس سے زیادہ غلط بیانی نہیں ہو سکتی ' وزیر صاحب کو اس قسم کے غیر ذمہ دارانہ بیان نہیں دینے چاہییں اور اسی لئے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ فنانس کی جو سٹینڈنگ کمیٹی ہے اس میں یہ سارا مسئلہ پیش کیا جائے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔

جناب چیئرمین۔ کیوں جی آپ agree کرتے ہیں ؟--- ایک منٹ جی ایک بات کو ختم ہونے دیں ' پھر میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر دیتا ہوں۔جی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ سابق وزیر خزانہ جو فرما رہے ہیں اس میں دو تین وضاحتیں یہاں ضروری ہیں ' میں تیار ہوں جس مقام سے جہاں اس سینٹ کمیٹی میں ' سٹینڈنگ کمیٹی میں مجس میں لے جانا چاہیں۔ دو تین چیزوں کو وضاحت بہت ضروری ہے۔ بیت المال ان کے دور میں قائم ہوا' اس کے لئے انہوں نے خود ایکٹ بنایا' اس ایکٹ میں اس طرح سے ایک ہیڈ

سے دوسرے ہیڈ میں لے جانے کے لئے کی کوئی گنجائش نہیں ' ایک بات ' دوسری بات میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ یہ سمجھتے ہیں Prime Minister's discretionary fund is a quite different thing ایک ہیڈ سے دوسرے ہیڈ کی بات علیحدہ اور discretionary fund کی صورت علیحدہ ہے ۔ وہ پرائم منسٹر کے پاس ہوتا ہے اس کا بیت المال سے کوئی تعلق نہیں۔ پھر یہ بھی انہوں نے تسلیم کیا کہ ۲۰ کروڑ وہاں سے نکلوایا ' اس کا اس discretionary fund سے کوئی رابطہ' رشتہ نہیں ہے۔ پھر باقی جو پیسے تھے یہ خود وزیر خزانہ تھے وہ پھر وزیر خزانہ نے اپنے پاس کیوں رکھے؟ جبکہ بیت المال کی وزارت علیحدہ ہے' تو وہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ it is breach of law اور اب میں سمجھتا ہوں کہ اس کی پوری انکوائری ہو' اور تیسری بات یہ ہے کہ ایکٹ میں کہیں بھی اس قسم کی provision نہیں ہے کہ ٹیکسیاں دیتے پھرو۔

Mr. Chairman: So, this matter will be taken up by the Senate Standing Committee on Finance. You can discuss it in detail and then report should come to the House.

جی جناب سرتاج عزیز صاحب۔

جناب سرتاج عزیز۔ میرے خیال میں وزیر صاحب کو مالی امور میں lesson دینا پڑے گا کیونکہ حکومت کو اختیار ہے ۔ ایک ہیڈ سے دوسرے ہیڈ میں reappropriation کرے۔ بجٹ میں بیت المال کا جو ہیڈ ہے اس میں سے جب تک بیت المال فنڈ میں رقم ٹرانسفر نہ ہو ۔ وہ پاکستان بیت المال کا حصہ نہیں بنتا۔ جو رقم بیت المال فنڈ میں ٹرانسفر ہو۔ صرف ان پر بیت المال کے رولز لاگو ہوتے ہیں۔ باقی رقم جو بجٹ میں اس ہیڈ میں موجود ہو۔ اس کو reappropriate کیا جا سکتا ہے ۔ اسی طرح۔ جو رقم مالی سال کے اندر خرچ نہ ہو ۔ اس کو وزارت خزانہ ہی کو واپس کرنا پڑتا ہے ۔ متعلق وزارت اس رقم کو نہیں رکھ سکتی۔اس لئے یہ بلا وجہ یا بغیر حقائق معلوم کئے بیان دیتے ہیں اور confusion پیدا کرتے ہیں 'اس لئے ان کو تھوڑا سا financial rules کا مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب رضا ربانی صاحب۔

Mian Raza Rabbani: On a point of order, Mr. Chairman. When you were pleased to ask me to resume my seat and an honourable colleague was

speaking, sir, I wanted to draw your attention to rule 216, my lord. Rule 216 reads (i) " a point of order shall relate to the interpretation or enforcement of these rules or such articles as regulate the business of the Senate and shall raise the question which is within the cognizance of the Chairman. This is No.1, my lord; point No.2, a point of order may be raised in relation to the business before the Senate at the moment. Now, my submission here is.......

Mr. Chairman: Simply not to interrupt a speaker.......

Mian Raza Rabbani: I am coming to that point, sir. I will not mislead or misguide this August House.......

Mr. Chairman: Let me read the rule, " a point of order shall not be raised simply to interrupt a speaker at a place before the House when another member is holding the floor". And I do not want to create a precedence in this House where members are interrupted. Let us first dispose of this matter and then you have a point of view to ....

Mian Raza Rabbani: Sir, my humble , I am fully aware of 216, sir, but my only humble submission at this stage is that at a certain moment, if a point of order is not taken at that moment that is specified in 216 (2), then subsequently that point of order becomes redundant.....

(interruption)

Mian Raza Rabbani: For the simple reason when the honourable member was on his feet and was making a statement on the Bait-ul-Mall issue, I wanted to point at that stage that under 216 a point of order does not lie. He could have made that statement on a point of personal explanation but to have said that he is on point of order is not correct. Now raising this question at this stage

subsequently is totally redundant. I would also like to draw your attention, Sir, to Rule 57 of the Rules of Procedure which says that "there shall be no discussion on any question or answer except as provided by Rule 56. Further, Mr. Chairman, I would like to draw your attention to Rule 55 which I believe has to be read in jutaposition which says "when a question has been answered any member may ask such supplementary questions as may be necessary for the elucidation of the answer but the Chairman shall disallow any supplementary question which in his opinion, either infringes any provision of these rules relating to the subject matter and admissibility of question or is otherwise an abuse of the right of asking question: Provided that ordinarily not more than three supplementary questions shall be asked in respect of any question. But what we are experiencing at this stage, Mr. Chairman, is that supplementaries are not being asked, under its garb, statements are being made to malign the government.

Mr. Chairman: Correct. So, the honourable member is quite right, one, we should try and restrict to number of supplementary questions and secondly please avoid making lengthy statements or speeches, we should stick to it and ask supplementary questions. Yes. Sartaj Aziz Sahib.

Mr. Sartaj Aziz: Sir, to correct the record, this point of order is actually to Minister for Social Welfare and Special Education is not to my statement. He had no business to raise the issue of Bait-ul-Mal in the context of a question on Zakat. Once he makes an incorrect statement, other members have a right to correct the record.

Mr. Chairman: We are raising the objection to the procedure. It does not matter who is breaching the procedure. Is it correct? Now the

Question Hour is over, other questions will be taken as read.

\+ 24.* Prof. Khurshid Ahmed: Will the Minister for Commerce be pleased to state:

(a) monthly import of machinery and capital goods from January 1991 to November, 1993; and

(b) month-wise import of consumption items particularly wheat, sugar, edible oil and car imports during the same period?

Ch. Ahmed Mukhtar: (a) Month-wise import data of machinery and capital goods from January 1991 to November 1993 is Annexed at Annexure-I.

(b) Month-wise import data of wheat, sugar, edible oil and cars is anexed at Annexure-II.

Annexure-I and II are to be pasted here from pages 75 to 79 of manuscript

---

-- The Question Hour is being over. The remaining questions and their answers were placed on the Table of the House.

Annexure-I

MONTH-WISE IMPORT OF MACHINERY AND CAPITAL GOODS

(Value: Rs. Million)

Months	Machinery	Capital goods
January, 1991.	3457	5106
February, 1991.	3286	5232
March, 1991.	2955	4977
April, 1991.	3740	5624
May, 1991.	3395	6154
June, 1991.	3868	5797
July, 1991.	5172	9052
August, 1991.	6430	8258
September, 1991.	4250	6033
October, 1991.	5010	7077
November, 1991.	4765	7111
December, 1991.	4758	10918
January, 1992.	5877	8506
February, 1992	4912	7221
March, 1992.	4760	7175
April, 1992.	4661	7063
May, 1992.	6269	9393
June, 1992.	5143	8645
July, 1992.	3937	6068
August, 1992.	4934	7408
September, 1992.	4624	7067
October, 1992.	6047	8898
November, 1992.	5644	9361
December, 1992.	5216	8555
January, 1993.	5723	9095
February, 1993.	4443	7951
March, 1993.	4096	7563
April 1993.	5478	11413
May, 1993.	6007	13533
June, 1993.	6463	12087
July, 1993.	4317	8350
August, 1993.	4616	8286
September, 1993.	3858	8765
October, 1993.	4120	7220
November, 1993.	4099	*

*Import data of capital goods available only up to July—October, 1993.

Annexure-II

MONTH-WISE IMPORT DATA

Value: Rs. Million

A. WHEAT

Months	Value	Qty (MT)
January, 1991.	—	—
February, 1991.	69	20,000
March, 1991.	—	—
April, 1991.	—	—
May, 1991.	339	91,500
June, 1991.	—	—
July, 1991.	348	90,560
August, 1991.	—	—
September, 1991.	445	117,118
October, 1991.	879	230,811
November, 1991.	806	208,337
December, 1991.	702	176,860
January, 1992.	1219	299,489
February, 1992.	1526	340,942
March, 1992.	931	225,560
April, 1992.	1371	278,196
May, 1992.	—	—
June, 1992.	257	50,000
July, 1992.	—	—
August, 1992.	248	57,000
September, 1992.	1475	366,284
October, 1992.	1392	337,337
November, 1992.	1281	301,122
December, 1992.	1488	396,318
January, 1993.	1248	313,664
February, 1993.	1864	419,849
March, 1993.	2054	438,250
April, 1993.	756	181,952
May, 1993.	345	—
June, 1993.	17	4,462
July, 1993.	—	—
August, 1993.	210	50,642
September, 1993.	—	—
October, 1993.	2348	576,552
November, 1993.	195	38,600

Months	Value	Qty. (MT)
	B. SUGAR	
January, 1991.	5	531
February, 1991.	34	4,366
March, 1991.	320	41,234
April, 1991.	333	43,311
May, 1991.	381	48290
June, 1991.	297	36,819
July, 1991.	74	9202
August, 1991.	2	194
September, 1991.	5	447
October, 1991.	1	43
November, 1991.	110	12,815
December, 1991.	103	13,502
January, 1992.	187	23,914
February, 1992.	6	664
March, 1992.	261	34,219
April, 1992.	135	17812
May, 1992.	27	3,480
June, 1992.	5	600
July, 1992.	89	11,834
August, 1992.	86	12,323
September, 1992.	87	12,012
October, 1992.	253	35,101
November, 1992.	4	387
December, 1992.	5	509
January, 1993.	4	434
February, 1993.	3	301
March, 1993.	6	628
April, 1993.	6	602
May, 1993.	6	580
June, 1993.	4	410
July, 1993.	16	1,488
August, 1993.	2	155
September, 1993.	360	39,197
October, 1993.	7	595
November, 1993.	6	518
	C. EDIBLE OIL	
January, 1991.	583	63,723
February, 1991.	458	49,762

Months	Value	Qyt. (MT)
March, 1991.	732	72,894
April, 1991.	667	68,195
May, 1991.	1139	121,745
June, 1991.	773	87,963
July, 1991.	815	89,343
August, 1991.	1145	119,846
September, 1991.	999	107,847
October, 1991.	1067	117,811
November, 1991.	865	98,176
December, 1991.	558	59,724
January, 1992.	450	47,565
February, 1992.	630	64,905
March, 1992.	740	75,641
April, 1992.	739	69,829
May, 1992.	1116	113,147
June, 1992.	898	82,113
July, 1992.	1530	140,790
August, 1992.	1323	122,473
September, 1992.	1491	139,374
October, 1992.	921	84,216
November, 1992.	776	70525
December, 1992.	884	79975
January, 1993.	961	84013
February, 1993.	960	83,415
March, 1993.	1184	101,570
April, 1993.	1677	139,502
May, 1993.	2006	49999
June, 1993.	1473	120,755
July, 1993.	1509	121,259
August, 1993.	858	70,200
September, 1993.	1369	114,014
October, 1993.	803	67,638
November, 1993.	1101	95,435

D. CARS

January, 1991.	367
February, 1991.	546
March, 1991.	331
April, 1991.	152
May, 1991.	500
June, 1991.	118
July, 1991.	382

Months	Value	Qty. (MT)
August, 1991.	128	
September, 1991.	121	
October, 1991.	248	
November, 1991.	155	
December, 1991.	720	
January, 1992.	334	
February, 1992.	339	
March, 1992.	189	
April, 1992.	308	
May, 1992.	597.	
June, 1992.	556	
July, 1992.	302	
August, 1992.	170	
September, 1992.	302	
October, 1992.	552	
November, 1992.	507	
December, 1992.	917	
January, 1993.	834	
February, 1993.	829	
March, 1993.	638	
April, 1993.	1815	
May, 1993.	2090	
June, 1993.	1298	
July, 1993.	1128	
August, 1993.	601	
September, 1993.	921	
October, 1993.	364	
November, 1993.	*	

*Import data available upto July—October, 1993 only.

25 . *Prof . Khurshid Ahmed: Will the Minister for Finance , Revenue and Economic Affairs be pleased to state whether it is a fact that the scale of Superintendent in the Ministries, Divisions, Attached Departments is BPS-16, whereas in the Subordinate Offices it is BPS-10, if so, its reasons and the time by which a uniform policy would be adopted?

Syed Iqbal Haider: The pay scale of Superintendent in the Ministries/Divisions Attached Department is BPS-16 and the Subordinate Offices it is BPS-10. This is due to the following reasons:-

(i) higher status of Secretariat/Attached Deptts . compared to Subordinate Offices.

(ii) greater administrative and financial powers resting with Secretariat/Attached Deptts.

(iii) higher and wider scope of durits or responsibilities of the post in Secretariat & Attached Deptts. commensurate to (i) and (ii) above.

26 . *Prof . Khurshid Ahmed: Will the Minister for Commerce be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the Caretaker Prime Minister, Mr. Moin Qureshi wrote a letter to the then Minister of Finance on 9th March, 1992 and then again on 31st July, 1992 persuading the Minister to allow ALICO(American Life Insurance Co.) to re-enter Pakistani market against the declared policy of the Government of Pakistan and of GATT guidelines;

(b) whether it is also a fact that the government of Pakistan did not accept that pressure and persuation, yet when Mr. Moin Qureshi took over as Care-taker Prime Minister , permission was given to ALICO to enter

Pakistan's insurance market;

(c) if so, the reason why the permission was not given in the past and how and why the permission has been given by the Caretaker Government; and

(d) whether it is further a fact that this permission is against the declared policy of the Third World countries of GATT?

Ch. Ahmed Mukhtar:(a) Yes.

(b) Yes. No specific permission was given to American Life Insurance Co. (ALICO) to enter Pakistan's Insurance market. However, the ECC of the Cabinet in its meeting helf on 14-10-1993 decided as under:-

(i) Foreign Insurance Companies desirous of operating in Pakistan should be entitled to hold 51 % share.

(ii) Foreign companies should be required to bring a minimum amount of US $ 2 million of foreign exchange and raise an equivalent amount from the local market.

(iii) There should be no restriction on the number of branches.

(iv) There should be no restrictions on the foreign insurance companies as to whom they should employ. They should be given national treatment in extending all the facilities as enjoyed by local companies.

(c) The Federal Government's policy on employment of foreign capital in insurance, the Cabinet way back in 1957, had decided that it should be discourged rather than provided with any new incentives. The policy decision was reiterated in 1983. In 1990 insurance was placed on the prohibited list in the Investment Guideline approved by the Board of Investment headed by the then

Prime Minister.

However, it was reported in the Press that the Caretaker Prime Minister Mr. Moin Qureshi was in favour of allowing foreign companies to establish insurance business in Pakistan. Thereafter the Prime Minister's Secretariat directed this Ministry to process the case of American Life and other foreign companies in the light of the statement issued by the Prime Minister. In pursuance of the directive received from Prime Minister's Secretariat the Caretaker Commerce Minister issued the order to prepare and put up the summry of foreign insurance companies for approval of the E.C.C. In pursuance of the above, the E.C.C. took the decisions reproduced in answer to the question at para 'b' above.

(d) An important element of Uruguay Round of Multilateral Trade Negotiations launched in 1986 under the auspices of GATT is the Services Sector. On a Summary moved by the Ministry of Commerce in this regard the E.C.C. on 2-10-1993 decided that foreign insurance companies interested in life insurance business in Pakistan may acquire maximum of 25% of share holding in an existing life Insurance Company. This was in line with the position generally adopted by the other Asian and third world countries in the context of GATT negotiations.

27. Jam Kararuddin: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state:

(a) the total number of cement factories privatised in the country, indicating also the factories whose officers and workers were given the benefits of golden shake-hand scheme; and

(b) whether it is a fact that the top-brass and the common workers of the Zeal Pak. Cement factory were given the said benefits whereas the officers in

middle order for instance, deputy managers and senior managers are refused for such benefits, if so, the reasons thereof, indicating also, the steps taken by the Government to provide benefits of golden shake-hand scheme to the said officers?

Syed Iqbal Haider: (a) The following cement factories so far have been privatised:

1. Maple Leaf Cement

2. Pak. Cement.

3. White Cement.

4. D.G.Khan Cement.

5. Zeal Pak Cement.

6. Dandot Cement.

7. Kohat Cement and

8. Gharibwal Cement.

The Goldent Hand Shake payment has been made to only those unionised workers who have opted for it. The officers of the privatised units are not entitled for any golden hand shake payment. Therefore, the question of such payment does not arise.

(b) Golden Hand Shake payment has been made to the unionised workers of the Zeal Pak. Ltd. who opted for it. No Golden Hand Shake payment has been offered/made to any category of officers of the said unit by the Privatisation Commission. The officers of privatised units have been provided a guarantee of 12 months service only.

28. *Qazi Hussain Ahmad: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state the names of International Financial

Institutions that gave financial assistance in Pakistan during the years 1991-92, 1992-93 indicating also the amount of assistance and the sectors against which it was granted, separately in each case.

Syed Iqbal Haider: The financial assistance committed to Pakistan by the international financial institutions during the years 1991-92 and 1992-93 was as follows:-

(table to be pasted ---page----82)

($ Million)

Agencies	1991-92	1992-93
IMF CCFF, SAF, Emergency Assistance and SBA (BOP Support)	325.0	387.5
IBRD (World Bank) (Project Assistance)	180.0	---
		353.9
IDA (World Bank)	199.5	403.1
ADB	691.1	14.6
IFAD	16.6	15.5
IDB	4.9	—
OPEC FUND	8.0	
Total:	1425.1	1174.6

In addition to the project assistance, IDB also provided short term (Trade Financing credits amounting to $ 185.0 million and $ 192.0 million during the years 1991-92 and 1992-93 respectively.

The Sector-wise information regarding the financial assistance received from the international donors during the years 1991-92 and 1992-93 is enclosed.

STATEMENT SHOWING SECTOR-WISE AND INSTITUTION-WISE DETAILS OF FOREIGN ECONOMIC ASSISTANCE COMMITTED FOR DEVELOPMENT PROJECTS/BALANCE OF PAYMENTS SUPPORT WITI INTERNATIONAL FINANCIAL INSTITUTIONS; DURING THE YEARS 1991-92 AND 1992-93:

($ Million

S. No.	Sectors	1991-92 Agencies							Total 1991-92	1992-93 Agencies					Total 1992-9?
		IMF	IBRD	IDA	ADB	IFAD	IDB	OPEC FUND		IMF	IDA	ADB	IFAD	IDAB	
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	1·
1.	BOP Support	325.0							325.0	387.5					387
2.	Agriculture.	—			20.8				20.8			31.8			31
3.	Water.	—		54.2	188.2				242.4	—	102.8	101.3			204
4.	Power	—			252.1				252.1	—					
5.	Fuels	—	180.0		230.0				410.0	—					
6.	Transport and Communication	—						8.0	8.0	—		158.5			158
7.	Rural Development	—				16.6			16.6				14.6	5.6	20
8.	Education and Training.	—		114.8					114.8	—	107.9	52.8			160
9.	Science and Technology	—							—	—				9.9	9
10.	Health and Nutrition	—							—	—	49.4	58.7			108
11.	Environment.	—		30.5					30.5						
12.	Physical Planning and Housing	—					4.9		4.9	—	93.8				93
	Total:	325.0	180.0	199.5	691.1	16.6	4.9	8.0	1425.1	387.5	353.9	403.1	14.6	15.5	1174

Abbreviations and Acronyms

1. IMF : International Monetary Fund.
2. IBRD : International Bank for Reconstruction and Development.
3. ADB : Asian Development Bank.
4. IFAD : International Fund for Agricultural Development.
5. IDA : International Development Association.
6. IDB : Islamic Development Bank.
7. OPEC FUND : Oil Producing and Exporting Countries Fund.

29. * Qazi Hussain Ahmad: Will the Minister for Commerce be pleased to state the names and the designations of the persons who have been promoted, transferred and posted during the regime of the present government in the RECP with reasons separately in each case?

Ch. Ahmad Mukhtar: No person has been promoted in RECP during the regime of the present Government. Details of postings/transfers carried out from mid October, 1993 till to date are annexed. The transfers/postings during the procurement season is a routine practice because the staff is posted at the 43 procurement centres and later on withdrawn after completion of the procurement target.

Annexure

Following transfer/postings have been carried out from mid October, 1993 till to date:—

1	2	3	4	5
1.	Mr. Anwar Ahmad Jaan, Manager.	Proc. H.O.	As Manager procurement Incharge Larkana.	To catre the requirement of procurement of rice.
2.	Mr. Mohammad Yunus, Manager.	Acctts. Div.	Proc. Actts. Larkana.	—do—
3.	Mr. Asghar Shah Rashdi, D.M.	Proc. Acct. Larkana	Procurement Larkana.	—do—
4.	Mr. Ahsan Ali Abro, D.M.	Exports H.O.	S.I. Regional Office Larkana	—do—
5.	Mr. Agha Saifullah Pathan, Dy. Manager.	Proc. Acctts. Larkana	Procurement Jacobabad	—do—
6.	Mr. Manzoor Ali Sahto, D.M.	S.I. Larkana	Proc. Acctts. Larkana	—do—
7.	Mr. Abdul Karim Lasi, D.M.	Pipri Godown Q.R.G.	Incharge R.R.L. Larkana	—do—
8.	Mr. Ghulam Mustafa D. Baluch Analyser.	Proc. Larkana	Proc. Centre Kandkot	—do—
9.	Mr. K.B. Qureshi, Analyser.	Proc. QRG	CCL Landhi	—do—
10.	Mr. Bashir Ahmad Brohi Analyser.	Proc. QRG	CCL Landhi	—do—
11.	Mr. Ali Mohammad Rind, Food Inspector.	CCL Landhi	Proc. Centre Thul Jacobabad	—do—

1	2	3	4	5
12.	Mr. Zafarullah Brehi, Food Inspector.	Proc. Larkana	Proc. Centre Qamber.	To catre the requirement of procurement of rice
13.	Mr. Naved Ali Khan, Food Inspector.	CCL Landhi	Proc. Centre QRG	—do—
14.	Mr. Shah Nawaz Ali Food Inspector.	CCL Landhi	—do—	—do—
15.	Mr. Ashfar Ali Saeed, Food Inspector.	CCL Landhi	—do—	—do—
16.	Mr. Kh. Najam Ahmed, Food Inspector.	CCL Landhi	—do—	—do—
17.	Mr. Maqbool Ahmad, Food Inspector.	CCL Landhi	Proc. Centre QRG	—do—
18.	Mr. Qurban Ali-II, Food Inspector.	CCL Landhi	—do—	—do—
19.	Mr. M. Seed Mir, Food Inspector.	CCL Landhi	—do—	—do—
20.	Mr. Sardar Hussain, Food Inspector.	CCL Landhi	—do—	—do—
21.	Mr. Abdul Jabbar-II, Food Inspector.	QRG Godowns	—do—	—do—
22.	Mr. Mohammad Shafi, Food Inspector.	—do—	—do—	—do—
23.	Mr. Kh. Anwar Aziz, Food Inspector.	R.O. Larkana	—do—	—do—
24.	Mr. S.M. Ishrat, Food Inspector.	—do—	—do—	—do—
25.	Mr. Said Mehmood, Food Inspector.	Proc. QRG	Godowns QRG	—do—
26.	Mr. Sheen Gul Tareen, Food Inspector.	—do—	CCL Landhi	—do—
27.	Mr. Yar Mohammad, Assistant.	H. Office	Proc. Acctts. Larkana	—do—
28.	Mr. Safdar Hussain Arif, Asstt. Manager.	Acctt. Div. H. Office	Procurement Acctt. Lahore	—do—
29.	Mr. S.M. Hasan, Assistant.	—do—	—do—	—do—
30.	Mr. Mohammad Saleem, Assistant.	—do—	—do—	—do—
31.	Mr. Mohammad Irfan, Assistant.	Fin. Div. H.O.	Procurement Acctt. Lahore	To cadre the requirement of procurement of rice.
32.	Mr. Mustajab Hyder Bhatti, Assistant.	Inter Audit H. Office	—do—	—do—
33.	Mr. Tasawwar Abbas Tanweer, Assistant.	—do—	—do—	—do—
34.	Mr. Gulzar Rehmat, Jr. Clerk.	Proc. Larkana	—do—	—do—
35.	Mr. Tanweer Hussain, Asstt. Manager.	Acctt. Div. H. Office.	Procurement Acctt. Larkana	—do—

1	2	3	4	5
36.	Mr. Mohd. Amir, Assistant.	—do—	—do—	—do—
37.	Mr. Mohd. Aleem Sheikh A.M.	Proc. Larkana	—do—	—do—
38.	Mr. Hafeezullah Odho, A.M.	—do—	—do—	—do—
39.	Mr. Roshan Ali Sial, Assistant.	Fin. Div. H.O.	—do—	—do—
40.	Mr. Asghar Ali Holio, Assistant	Pro. Larkana	—do—	—do—
41.	Mr. A. Rehman Alwani, Assistant.	Exports Div.	—do—	—do—
42.	Mr. Nasim Akhtar, Jr. Asstt.	Acctt. Div. H.O.	—do—	—do—
43.	Mr. Mohammad Ali Korai, Jr. Asstt.	Fin. Div. H.O.	—do—	—do—
44.	Mr. Ali Hasan Soomro, Manager	Larkana	Proc. H.O.	Administrative reason.
45.	Mr. Imtiaz Hussain Bhatti, D.M.	RRL Larkana	S.I. (H.O.)	—do—
46.	Mr. Habib Ahmad, D.M.	CCL Landhi	Project Div. H. Office.	—do—
47.	Mr. M. Javed Iqbal, A.M.	Transport	Project Div. Maintenance Cell QRG.	—do—
48.	Mr. M. Saeed Mirza, A.M.	Project Div. Maintenance Cell	Transport Section	—do—
49.	Mr. M. Fareed Hussain, A.M.	Project Div.	Transport Section	Administrative reason.
50.	Mr. Abbas Hussain Shah, Asstt.	Transport Sect.	Project Div.	—do—
51.	Mr. Feroz Ahmad Khan, Asstt.	Mill Admn. QRG	E.I. Branch	—do—
52.	Mr. Hafizur Rehman, Asstt.	E.I. Branch	Mill Admn. QRG.	—do—
53.	Mr. Mohd. Rafiq, Assistant.	Security Gate QRG.	HBA/Training Cell (GA) Section	—do—
54.	Mr. Imranullah Khan, Helper.	Q.R.G.	G.M. (Int. Audit) H. Office	—do—
55.	Mr. Mohammad Abdullah, Helper.	Admn. Branch	Exports-I H. Office.	—do—

30. ***Qazi Hussain Ahmad:** Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state whether it is a fact that the World Bank, the IMF and the Government of Japan have linked the Aid/Assistance with the implementation of the Economic package of the former Caretaker Prime Minister

indicating also the conditions under which the Caretaker Government got the loans approved by the World Bank and IMF?

Syed Iqbal Haider: The term 'Economic Package' has been popularly used in the press and not officially in the official documents. The Caretaker Government did, however, negotiate the following loans:

(i) The Public Sector Adjustment Loan (PSAL) with the World Bank for $250(M);

(ii) a Stand-by Arrangement (SBA) with the IMF for a total amount of $377.5 (M).

The First tranche of the PSAL $ 125 (M) and that of the SBA $ 125 (M) have been disbursed.

2. The Japanese Government was committed to co-finance the PDAL. Its position is that it will co-finance it provided that the present Government confirms the loans already negotiated with the World Bank.

3. The IMF's Enhanced Structural Adjustment Facility (ESAF) and Extended Fund facility(EFF) for a total amount of approximately $ 1.2 billion has been negotiated by the present Government. This loan arrangement is likely to be taken to the IMF Board in February, 1994.

Earlier the IJI government and all succeeding governments, have been trying to negotiate these loans with the IMF.

The main emphasis of the donor community has been inter-alia on the following issues:-

(i) reduce the budget deficit;

(ii) control inflation and reduce prices;

(iii) improve the Balance of Payments and strengthen the foreign exchange reserves;

(iv) achieve satisfactory GDP growth rates; and

(v) achieve an improvement in Pakistan's social indicators through more expenditure in the social sectors, particularly in education and health.

31. *Chaudhry Shujat Hussain: Will the Minister for Commerce be pleased to state:

(a) whether it is fact that India has sought tariff concessions from Pakistan for its export items under South Asian Preferential Trade Agreement (SAPTA), if so, the detail of those items and and their import value in Pakistan ; and

(b) whether Pakistan has sought similar concessions from India?

Ch. Ahmad Mukhtar: (a) Pakistan has entered into a multilateral tariff agreement with SAARC member countries for the promotion of regional trade. According to this agreement, the contracting parties would grant tariff concession to the specified imports originating from the region. The list of items on which tariff concession would be applicable has not been finalized. Similarly, the rate of concessional duty on such imports is to be decided.

(b) Pakistan being a signatory of the agreement would be a beneficiary of similar concessions on its exports to SAARC member states including India. The list of export items on which Pakistan would seek tariff concession from and other SAARC members, is being prepared in consultation with the relevant agencies.

33. *Mir Abdul Jabbar: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state:

(a) the detail and ratio of increase made recently in the profit on different certificates of National Savings; and

(b) whether the increase is admissible in the certificates issued before the announcement of the said increase, if not, its reasons?

Syed Iqbal Haider: (a) The details of increase made w.e.f. 25-11-1993 in the profit on different Certificates of National Savings are stated as under:-

S. No.	Name of Certificates	Previous rate of return/profit	Revised rate of return/profit
1	2	3	4
1.	Defence Savings Certificates Value of Rs. 100 on completion of		
	1 year.	112	113
	2 "	125	128
	3 "	140	147
	4 "	157	170
	5 "	177	198
	6 "	217	232
	7 "	250	272
	8 "	295	319
	9 "	355	375
	10 "	426	441
	Ratio.	15.59% (Compound)	15.99% (Compound)
2.	Special Savings Certificates (Regd.)/Special Savings Accounts.	Profit is payable half yearly @ 12.50% p.a. (6.25% per half year) for first two years and 15% p.a. (7.50% per half year) for third year.	Profit is payable half yearly @ 12.70% p.a. (6.35% per half year) for first two years and 15% p.a. (7.50% per half year) for third year.
	Ratio.	13.58% (Compound)	13.78% (Compound)
3.	Special Savings Certificates (Bearer).	Profit is payable half yearly @ 11.50% p.a. (5.75% per half year) for first two years and 14% p.a. (7% per half year) for third year.	Profit is payable half yearly @ 12% p.a. (6% per half year) for first two years and 14% p.a. (7% per half year) for third year.

(b) No. The revised rates of profit/return are applicable to the certificates purchased on or after 25-11-1993 only

(b) No. The revised rates of profit/return are applicable to the certificates purchased on or after 25-11-1993 only.

34. *Dr. Muhammad Rehan: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state the number of orderlies and other staff officially posted at the residence of D.G. National Savings Islamabad?

Syed Iqbal Haider: No orderly or any other staff is officially posted at the residence of Director General, National Savings.

*35. Dr. Muhammad Rehan: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state:

(a) the number of telephones installed in the office and residence of D.G. National Savings indicating also their month-wise bills during the last two years; and

(b) the number of official vehicles under the use of D.G. National Savings indicating also month-wise expenditure incurred on them on maintenance: petrol, driver's salary etc.,separately in each case?

Syed Iqbal Haider: (a) Two STD telephones i.e. one each in the office and at the residence of D.G. National Savings have been provided. The details regarding month-wise bills in respect of these telephones during the last two years are at annex-I.

(b). Since Director General, National Savings has to make frequent official visits during the day, on vehicle No. GP-2775, out of the pool of three operational vehicles with the Directorate, has been mostly used by him. The details regarding month-wise expenditure on its maintenance, petrol and driver's salary are at Annex-II.

Annexure-I

TELEPHONE EXPENDITURE FOR THE LAST TWO YEARS IN RESPECT OF TELEPHONE No. 821029 AND 820775 INSTALLED AT THE RESIDENCE OF DIRECTOR GENERAL'S OFFICE AND RESIDENCE

Month	Office Telephone No. 821029	Residence Telephone No. 820775
	Rs.	Rs.
11/91	15513	853
12/91	12436	2322
1/92	20569	955
2/92	13633	1523
3/92	12755	1896
4/92	13924	1698
5/92	8192	916
6/92	11164	1018
7/92	32967	2394
8/92	31530	1808
9/92	18992	2199
10/92	11132	2050
11/92	9308	1884
12/92	16135	1426
1/93	19236	1615
2/93	19644	1522
3/93	15555	1344
4/93	17962	799
5/93	17568	1080
6/93	13050	1064
7/93	21887	2286
8/93	17049	3250
9/93	14606	2134
10/93	13149	2170

Annexure-II

GP-2775 (MODEL 1987)

Month	Maintenance	Petrol	Driver's salary
	Rs.		Rs.
12/91	264	180 litres	1507.25
	353		
1/92	126	160 litres	1622.25
2/92	517	220 litres	1622.25
3/92	404	220 litres	1622.25
4/92	3942.91	200 litres	1622.25
5/92	376	200 litres	1622.25
6/92	2550	168.04 litres	1622.25
7/92	2106	176.9 litres	1722.25
8/92	586	200 litres	1722.25
9/92	423	238.04 litres	1722.25
10/92	299	260 litres	1722.25
11/92	190	200 litres	1722.25
12/92	405	240 litres	1768.25
1/93	465	240 litres	1768.25
2/93	—	260 litres	1768.25
3/93	5843	140 litres	1768.25
4/93	705	180 litres	1768.25
5/93	495	260 litres	1768.25
6/93	305	188 litres	1726.65
7/93	753	234 litres	1768.25
8/93	757	265.7 litres	1768.25
9/93	780	267.8 litres	958.25
10/93	—	220 litres	1800.25
		One week pay	324.80
11/93	2940	240 litres	1802.25

36. ***Syed Faseih Iqbal**: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state the number of vacant posts of A.I.T.Os in the Income Tax Department and the time by which these will be filled up by promotion of eligible Inspectors?

Syed Iqbal Haider: At present three posts of A.I.T.Os (B-16) are lying vacant in the Income Tax Department and the case for promotion of eligible inspectors against these posts is under consideration and will be finalized shortly.

The post of A.I.T.O. in the Income Tax Department stands re-designated as 'Income Tax Officer (B-16)' w.e.f. 1st July, 1993.

37. ***Mir Abdul Jabbar**: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state:

(a) whether it is a fact that 40 % "Agency Allowance" had been allowed to the employees of Pakistan Meteorological Department w.e.f. 1-7-92 working in tribal territories of Balochistan, if so, the names of the districts/agencies where the said allowance is admissible to those employees: and

(b) whether there is any proposal under consideration of the government to allow said allowance to all classes of Federal Government employees posted in the tribal territories, if not, its reasons?

Syed Iqbal Haider: (a) Initially 40% Agency Allowance was allowed to all Federal and Provincial Government employees working in Marri/Bugti Area since Feb., 1974. However, the Provincial Govt. of Balochistan extended this benefit to the following tribal territories with effect from 22nd July, 1992:-

1. Zhob District.

2. Killa Saifullah.

3. Loralai District (excluding Duki Tehsil).

4. Musa Khail District.

5. Barkhan District.

6. Dalbandin Tehsil of Chagai District (excluding Dalbandin Tehsil, Nokundi Tehsil, Taftan Sub-Tehsil & Chagai Sub-Tahsil.

(ii) The Federal Government did not extend the admissibility of the allowance to their employees in the above places and recently decided to refer the matter to the newly set up Pay and Pension Committee for a recommendation in the matter.

(b) The Government has referred the matter to the new set up Pay and Pension Committee for examination and recommendation.

38. ***Mir Abdul Jabbar**: Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:-

(a) whether it is a fact that green belt areas are eliminated in Islamabad in violation of Original Master Plan; and

(b) the policy and criteria for the allotment/disposal of the commercial plots in Blue Area Islamabad between 1970-1988.?

Syed Iqbal Haider: (a) No.

(b) From 1970 to 1977 there was no prescribed criteria and the allotment/disposal of commercial plots in Blue Area Islamabad was made on case to case basis on receipt of applications from the interested parties at fixed rates. From 1977 to 1988, the plots were generally disposed of through open

auction. The present policy envisages disposal of all commercial plots through open auction.

39. *Syed Iqbal Haider: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs to state whether it is a fact that a uniform sales tax was being charged from Tops and Food Beverages Lahore, despite the fact that they were selling their product of NR Juices i.e. Rs. 52 per dozen for whole of Pakistan and Rs. 57 per dozen for Karachi distributors and Utility Stores Corporation from March 1992 to March, 1993; if so, its reasons?

Syed Iqbal Haider: The company has been clearing Non-Returnable Juices on uniform rates throughout Pakistan.

However, they have been changing their retail price during different periods which is as under:-

March, 1992 to June 1992 = Rs. 57 (per dozen)

July, 1992 to Jan. 1993 = Rs. 52 (per dozen)

February 1993 onward = Rs. 63 (per dozen)

40. *Syed Faseih Iqbal: Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state whether it is a fact that in the area around Block No. 1 to 24, Category III Sector G-10/2, Islamabad, some persons have made encroachments, if so, the steps taken by the Government of their removal?

Syed Iqbal Haider: Yes. Some residents of the flates have enclosed small places around their flates for flower Beds and parking of their vehicles. Such enclosures are not of permanent nature. However, notices have been issued to remove these enclosures.

41. *Mr. Manzoor Ahmed Gichki: Will the Minister Incharge of the

Cabinet Division be pleased to state whether it is a fact that the pavements of Sector G-6, Islamabad have been reconstructed, if so, the time by which the pavements alongwith 'A' type quarters in the same sector will be reconstructed?

Syed Iqbal Haider: Yes. Pavements alongwith 'A' type quarter will be reconstructed during the next financial year (1994-95) subject to availability of funds.

42. *Mr. Yousuf Shaheen: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state:

(a) the total amounts of loans sanctioned during 1990-91 to 1992-93 by various nationalised commercial banks and D.F.Is to different commercial and industrial units, alongwith the names and addresses of their sponsors/borrowers;

(b) the province-wise disbursement done each year during the said period; and

(c) the amounts of loans sanctioned for the industrial and commercial units in Sindh Province, Urban and Rural Areas separately, during the said period?

Syed Iqbal Haider: (a) The total amound of loans sanctions during the period by various NCBs/DFIs is as under:-

Year	Amount Sanctioned (Rs. in millions)
1990-91	20855
1991-92	29362
1992-93	21837
Total:-	72054

It may, however, be submitted that names and other details of the borrowers cannot be divulged due to legal constraints.

(b) The Province-wise disbursement during the said period is as under:-

(Rs. in million)

	1990-91	1991-92	1992-93
Punjab	6577.55	10687.15	10364.4
Sindh	2729.03	2704	2900.5
NWFP	1290.04	1581	1227
Baluchistan	614	1014	379
Azad Kashmir/FATA	201	238	460
	11411.62	16224.15	15330.9

(c) Amount of loans sanctioned for the industrial and commercial units in Sindh (urban and rural areas separately) during the said period is as under.

(Rs. in million)

Year	Urban	Rural	Urban/Rural Combined	Total
1990-91	1353	3468	752	5573
1991-92	3042	3231	631	6904
1993-93	1287.5	403	1111	2801.5

Break-up figures of urban and rural Sindh have not been provided by IDBP, RDFC, SBFC, SPIACL, NBP, HBL & FWBL, as they do not maintain the same separately. Their figures are included in the total.

Break-up figures of urban and rural Sindh have been provided .by IDBP, RDFC, SBFC, SPIACL, NBP, HBL, & FWBL, as they do not maintain the same separately. Their figures are included in the total.

43. *Akhunzada Behrawar Saeed: Will the Minister for Commerce be pleased to state whether it is a fact that the federal government has the power

to allow transportation of goods to Afghanistan from the Province of N.W.F.P?

Ch. Ahmad Mukhtar: Yes. The Federal Government in exercise of powers conferred by Sub-section 1 of Section-3 of the Import Export Control is empowered to control imports and exports across customs frontiers. Under Rule 3 (3) of the Rules of Business 1973 the business allocated to Ministry of Commerce inter-alia, includes Trade Agreement with foreign countries, Transit Trade Border Trade. State trading and Inter-provincial trade. Therefore, exchange of goods with Afghanistan through and from the province of NWFP and Balochistan via land-route, is permissible in accordance with the Import Export Trade Control Order 1993 governing the Trade Policy for 1993-94.

44. ***Syed Ehsan Shah:** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

(a) the names of the contractors who have been given contracts for civil work in the Parliament House, Islamabad, after the fire incident indicating also the nature of work of each contract and the amount of contract separately in each case; and

(b) whether tenders were invited/called, if not, its reasons?

Syed Iqbal Haider: (a) Contracts have not been awarded as yet. Prequalification for the firms/contractors to carry out civil works have been finalized through press.

(b) Tenders for civil works have been invited and are scheduled to be opened on 5-1-1994.

جناب چیئرمین۔ جی پوائنٹ آف آرڈر فرمائیے جی ان کا ہے ان کو بولنے دیں ۔
جیصوبیدار مندوخیل صاحب۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ جناب چیئرمین! وزیر موصوف صاحب نے جو بیان دیا ہے وہ سراسر غلط ہے' اس میں یلوکیب کے بارے میں جو کچھ-----------

جناب چیئرمین۔ آپ تشریف رکھئیے' کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ۔ جی جناب حافظ حسین احمد صاحب فرمائیے۔

حافظ حسین احمد۔ شکریہ' جناب چیئرمین صاحب! محترم وزیر قانون صاحب نے سوال کے جواب میں یہ فرمایا ہے کہ زکوۃ کی رقم اس لئے کم ہوئی ہے-----

جناب چیئرمین۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ اب وہ بزنس ختم ہو چکی ہے ایہاں پر اگلا آئیم ہے۔

حافظ حسین احمد۔ میری بات سنیں۔ جو انہوں نے یہ جملہ کہا ہے اس کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں ۔ انہوں نے کہا کہ شیعہ آبادی بڑھ گئی ہے میری اطلاع کے مطابق میں وہ بھی اسی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ایک وزیر قانون کی حیثیت سے اسلامی پاکستان کے وہ ہمیں یہ بتائیں کہ اگر سوالات کے جوابات انہیں نہیں آتے تو خدارا وہ خاموش رہیں۔ اس قسم کی متنازعہ اور فرقہ وارانہ باتیں کیا---

جناب چیئرمین۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔ بہرحال یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ۔next میر عبدالجبار صاحب۔

سید اقبال حیدر۔ میں اس سوال کی مزید وضاحت کروں گا اگر آپ اجازت دیں۔

Mr. Chairman: Personal explanation.

سید اقبال حیدر۔ کچھ میں نے یہ تھوڑا سا ناپسندیدہ رجحان دیکھا ہے کہ بہت سی باتیں یہاں پر کھڑے ہو کر ہاؤس کے لئے نہیں کی جاتیں بلکہ اخبارات میں mud slinging کے لئے کی جاتی ہیں یہ رجحان غیر اخلاقی بھی ہے اور بالکل غیر سنجیدہ بھی ہے اور غیر ذمہ دارانہ بھی ہے۔

جناب چیئرمین۔جی جناب personal explanation حافظ حسین احمد فرمائیے۔

حافظ حسین احمد۔ جناب میں گزارش کروں کہ ان کے اس جملے سے پہلے کہ شیعہ

برادری کا استحقاق مجروح ہوتا ہے ۔ اس جملے سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے میں معزز ایوان کا رکن ہوں اور اگر وہ یا ڈاکٹر شیر افگن صاحب کچھ کرتے ہیں ہمیں یاد ہے کہ جب وہ اپوزیشن میںتھے تو بات کرتے ہوئے گیلری کی طرف دیکھتے تھے پندرہ منٹ میں وہ دس منٹ گیلری کی طرف منہ کرتے تھے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ بھی اگر یہ جملے کہتے ہیں تومیں اس پر شدید احتجاج کرتا ہوں اگر ہمارا استحقاق بنتا ہے کہ ہم کسی مسئلے کو اٹھائیں تو یہ کہنا کہ جناب آپ اخبارات کے لئے کر رہے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں آپ کس لئے کر رہے ہیں۔

جناب چیئر مین۔ بہر حال اخبارات بھی ایک اہم ذمہ داری ادا کر رہے ہیں ان کو بھی اپنا کام کرنے دیں۔

حافظ حسین احمد۔ اگر یہ فرقہ وارانہ بیان خود وزیر موصوف ، وزیر قانون اس بات کو کہتے ہیں کہ جناب شیعہ آبادی بڑھ گئی ہے ہم سنی کیا خاندانی منصوبہ بندی کر چکے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ انہوں نے کہا کہ شاید ایسی بات بھی ہو۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین۔ جی جناب سردار محمد یوسف خان ساسولی صاحب نے علالت کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ جناب اقبال احمد خان صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۲۰ دسمبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ میر عامر خان مگسی نے ناگریز وجوہات کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی خرصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ اس کے علاوہ جناب آفتاب شعبان میرانی صاحب اور سردار آصف احمد علی صاحب نے اطلاع دی ہے کہ چونکہ وہ بیرون ملک دورے پر ہیں ۔ وہ حاضر نہیں ہو سکیں گے۔

Next , we to come privilege motion, Mr. Aijaz Jatoi Sahib

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

PRIVILEGE MOTIONS

RE: FIRING AT THE RESIDENCE OF A SENATOR IN KARACHI.

Mr. Ejaz Ali Khan Jatoi: I beg to move a privilege motion regarding the firing incident which took place at my residence in Karachi which is located in Defence Society. I request that the motion may be sent to the Senate Standing Committee on Privileges.

جناب چیئرمین۔ جناب پڑھ دیں جی۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ میری عرض یہ ہے کہ میرے علم میں ہے کہ ۲۶ تاریخ کو سینٹ کا سیشن کال ہو چکا تھا۔

جناب چیئرمین۔ جی حافظ حسین احمد صاحب بھی mover ہیں اس کے۔

حافظ حسین احمد۔ جی ہاں میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ جی تائید کریں گے' فرمائیے جی۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ ۲۶ تاریخ کو جناب چیئرمین سینٹ کا سیشن کال ہو چکا تھا اور ۲۳ اور ۲۴ کی رات کوئی ڈھائی بجے کے قریب کچھ لوگ موٹر سائیکل پر سوار ہو کر آئے اور انہوں نے اترتے ہی فائرنگ شروع کر دی میرے گھر کے اوپر directly کچھ گولیاں ڈرائنگ روم کے اندر شیشے توڑتے ہوئے دیواروں میں لگی جا کر اور کچھ گولیاں اوپر کے مقام پر جا کر گئیں اور وہ اس وقت تک فائرنگ کرتے رہے جب تک میرے باڈی گارڈ نے جوابی فائرنگ نہ کی' لیکن چونکہ سامنے مکانات تھے۔ اس لئے انہوں نے جوابی ہوائی فائرنگ کی تاکہ سامنے مکانات کو نقصان نہ پہنچے

جناب چیئرمین! میں اس واقعہ کی سنگینی آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسی دن شام کو گھر سے بچوں کے ساتھ تقریباً چار پانچ بجے کے قریب کراچی سے حیدر آباد کے لئے روانہ ہوا تھا اور وہاں سے گاؤں جانا تھا اور یہ بھی آن ریکارڈ موجود ہے کہ ہم حکومت کی غلط پالیسیوں کی مخالفت کرتے ہیں اور being a memeber of Oppostion سندھ کے اندر جو ایک state terrorism جس طرح سے بڑے دھوم دھام سے چل رہا ہے۔ جسے اس فلور پر ہم پہلے بھی لا چکے ہیں ایک کال اٹینشن نوٹس میرا پہلے بھی اسی فلور پر موجود ہے۔ ریکارڈ پر موجود ہے کہ جب میں نے پوائنٹ آؤٹ کیا تھا الیکشن کے بعد باقاعدہ دھمکیاں دی جا رہی تھیں opponents کو گورنمنٹ کی طرف سے حکومت سندھ کی طرف سے اور گورنمنٹ کے ممبران یا منسٹر صاحبان کہہ رہے تھے کہ ہم ان کو نہیں چھوڑیں گے جو سندھ صوبے میں پیپلز پارٹی کی جاگیر میں آ کے اس جاگیر میں ہمارے مزارعے ہو کر ہمارے خلاف الیکشنز لڑتے ہیں اور اس کی گئی مثالیں ٹیچرز کی ٹرانسفر سے لے کر لوگوں کو غلط جھوٹے مقدمات میں پھنسانا' اس حد تک کہ لوگوں کو مار مار کے وہاں پر اگر آپ کوئی کمیٹی تشکیل دیں جو وہاں غور کرے------

جناب چیئرمین- آپ اپنی بات کریں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی ۔ میں اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ یہ فائرنگ لنک ہے اسی سے میں یہ الزام لگاتا ہوں کہ being the member of Senate اور سینیٹ چونکہ کال ہو چکا تھا اور being the member of Opposition یہ فائرنگ incident چونکہ ایک اٹیک تھا گرینڈ اٹیک تھا جو مجھے روکنے کے لئے کہ میں سینیٹ کا اجلاس attend نہ کرسکوں ۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ جس صوبے سے میرا تعلق ہے اس صوبے کی پوری تاریخ آپ کے سامنے موجود ہے ۔ جس طرح سے وہ چل رہا ہے اور چلایا جا رہا ہے ۔ اس واقعے سے اپنے دوسرے کولیگ دوست ہیں۔ ان کی مرضی کے اوپر چھوڑتا ہوں کہ یہ incident جو ہے یہ planned attack تھا میرے گھر کے اوپر being the member of Opposition اس وجہ سے انہوں نے یہ attack کیا ہے اور میں یہ directily ذمہ داری ڈالتا ہوں حکومت کے اوپر۔ چونکہ ہم یہاں حقائق لاتے ہیں ہم یہاں پر جو ان کی خرابیاں ہیں یا خامیاں ہیں۔ پوائنٹ آؤٹ کرتے ہیں تو ہمیں victimise کیا جاتا ہے اور personal enemy کے طور پر victimise کیا جاتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جناب چیئرمین! یہ بڑا

سنگین واقعہ ہے ۔ ۲۶ کو سیشن کال ہو چکا تھا اور ۲۴ کی صبح یہ واقعہ ہوا ہے ۔ اس کو ذرا یہ بھی دیکھ لیں کہ پچھلے دو ڈھائی تین سال میں کبھی اس طرح کا واقعہ رونما نہیں ہوا ۔ تین سال سے میں اسی گھر میں رہ رہا ہوں نہ کبھی کوئی فائرنگ ہوئی نہ کچھ اور ہوا۔ یہ particulerly ۲۴ تاریخ کی صبح کو یہ واقعہ ہوتا ہے اور ۲۶ کو سیشن ہوتا ہے یہ مجھے ہاؤس میں آنے سے منع کرنے کے لئے اور مجھے harrass کرنے کے لئے اور میری فیملی کو harrass کرنے کے لئے کیا گیا ہے ۔ لہذا میں فلور آف دی ہاؤس پر آپ کے توسط سے دوستوں کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں کہ میں یہ سارا موشن ان کی مرضی پر چھوڑتا ہوں اور اپیل کرتا ہوں کہ اسے ریفر کیا جائے سٹینڈنگ کمیٹی کو۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب وزیر داخلہ صاحب۔

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: I oppose the motion but not on technical ground because that it is a provincial subject but purely on facts. Facts are that undoubtedly, the firing did take place on the night of 23rd at 2.20. His gunman also responded to the fire. However, he did not lodge anFIR oral or in writing and he waited for Mr. Jatoi to come back from Dadu. When he came back there he reported to the D.I.G. what had happened. Then, S.H.O. Naseer Akhtar and another A.S.I went to the place. They both went together with Mr. Jatoi to the place of incident. Mr. Jatoi then told the D.C. and the D.I.G. and every one else that he was not lodging the formal report in this case and he did not do so. However, the house is still under observation by the Police and other people to identify the the individuals because it is a blind case. At night some one came and fired at the house. His gunman responded and there were no casualties on the either side. Just the wall was hit and some glass panes broken. Investigations are in progress and it is a fact that Mr. Jatoi decided not to lodge a formal report. If that is not so, I will proceed with the case as such but if he says....

جناب چیئرمین۔ جی جناب جتوئی صاحب۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ جناب والا! جب میں گھر میں واپس آیا۔ تو میں نے کمشنر کراچی سے بات کی لیکن وہ گھر پر نہیں تھے ۔ جناب والا! حکومت اتنی انارکی میں ہے یہ بھی نہیں بتا سکتی کہ حقیقت کیا ہے؛ میری کمشنر کراچی سے بات ہوئی رات کو انہوں نے F.I.R کٹوائی۔ انہوں نے رپورٹ بذریعہ فیکس بھیجی ہے اور میرے گن مین کو گھر بھیج دیا۔ یہ رپورٹ وہاں ڈیفنس تھانے میں درج کی گئی۔ پتہ نہیں حکومت حقیقت کیوں چھپا رہی ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جنرل صاحب کو کیسے misguide کیا جاتا ہے ۔ میں نے ڈی آئی جی سے بات کی۔

دوسری چیز یہ ہے کہ AC جو ساؤتھ ہے اس نے میرے ساتھ بات کی ساڑھے دس بجے وہاں گھر پر اور انہوں نے کہا کہ اعجاز صاحب ایف آئی آر تیار کر لی ہے ۔ آپ اپنا آدمی بھیج دیجئے گا۔ رپورٹ آپ کی ہم اندراج کر لیتے ہیں اور انہوں نے میرے سامنے S.H.O کو میرے ٹیلی فون پر ہدایات دی ہیں کہ یہ رپورٹ دے دے اور انہوں نے صرف یہ کہا کہ آپ کوئی نام دینا چاہتے ہیں ایف آئی آر میں۔ میں نے کہا میں اس وقت نام نہیں دے سکتا کیونکہ میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ کس نے فائرنگ کی ہے ۔ میرے چوکیدار کو آ جانے دیں اس طرح پتہ نہیں چل سکتا۔ کیونکہ یہ رات کا وقت تھا اور وہ کہتا ہے کہ جیسے ہی فائرنگ ہو رہی تھی ۔ اس کے بعد یہاں سے صرف چار پانچ منٹ فائرنگ ہوتی رہی اور اس کے بعد میرے گھر ڈیفنس میں فائرنگ کی گئی تھی اور یہ رپورٹ نہ آنا ،لیٹ ہونا یہ تو جناب بڑی ہی افسوس ناک بات ہے ۔

جناب چیئرمین۔ اس میں کیا حرج ہو گا چونکہ-----

It involves a member of the Senate.

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: I will not oppose that. It can be referred to the Privileges Committee. All the people will come there and they can record their evidence. I have nothing against it.

Mr. Chairman: So, this is found in order and referred to the Privileges Committee.

جی حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد۔ جی میں بھی اس کا محرک ہوں۔

جناب چیئرمین۔ جی آپ نے کہا تھا کہ وہ ہی پڑھیں گے۔

حافظ حسین احمد۔ جی میں یہ کہتا ہوں کہ ایک اور مسئلہ بھی پیش آیا اور وزیر داخلہ فرما رہے ہیں کہ ایف آئی آر درج نہیں کروائی۔

جناب چیئرمین۔ بہرحال ان کی اطلاع تھی، انہوں نے وضاحت کر دی ہے کہ اب یہ معاملہ استحقاق کمیٹی میں جائے گا اور وہاں اس کی تفصیل کہ کیا معاملہ تھا اور کیا ہوا؟

So, this is referred to the Privileges Committee for examination and report.

Now, we come to the Adjournment Motions. Yes. Mian Raza Rabbani.

Mian Raza Rabbani: Sir, I would like to draw your attention to the Orders of the Day item No.12.

جناب چیئرمین۔ تو وہ تو It is not the business at the moment آپ نے خود ہی تو پوائنٹ آؤٹ کیا تھا۔

Mian Raza Rabbani: No Sir. I am just coming to that.

Mr. Chairman: Now, you have read 216 which says " it must relate to business at the moment"

جب 12 آئے گا پھر دیکھ لیں گے۔

Mian Raza Rabbani: No Sir, what I am trying to say is that at this stage or today according to my interpretation of the Rules, adjournment motions will not be in place.

Mr. Chairman: That is when we take up the President's Address, we have not taken it up yet.

Mian Raza Rabbani: Sir, if the Chairman would be kind enough to

indulge me for just two minutes, I would just show to you my point of view. Sir, the motion has been tabled.

Mr. Chairman: I will explain to you the background. It has been tabled on the understanding that day before yesterday, you know, there was a discussion in the House and there was an understanding that today we would take it up, if the other matter regarding Kashmir etc. is not brought down.

Mian Raza Rabbani: Sir, that was with reference to the Kashmir issue.

Mr. Chairman: And it was also understood that we will start discussion on this from Monday. This understanding was made.

Mian Raza Rabbani: Sir, but in the Orders of the Day, if the Chairman would recall that there was an understanding also that the honourable Leader of the Opposition-------

Mr. Chairman: Please see. I am telling you what discussion took place. So far we have not taken up discussion on this matter yet. We will take it up, if, let us say, there is no other business regarding Kashmir etc. which we decided day before yesterday that it would be taken up and if, let us say, there is no other business, we will take up this matter.

Mian Raza Rabbàni: Sir, the point is that rule 30....

جناب چیئرمین- بھئی یہ جب اس پہ آئیں گے تو raise کرنا - ابھی تو ۲۱۶ میں لکھا ہوا ہے کہ "business at the moment."-

Mian Raza Rabbani: Sir, we are talking about the business at the moment. business at the moment is the question of taking up an adjournment

motion, and my contention at this stage is that under rule-----

Mr. Chairman: Raza Sahib, my ruling is that we have not yet taken up the President's Address for discussion. It is tentatively on this.

Mian Raza Rabbani:- Sir, my point is, if you would just bear with me for just one second, my point is that Rule-30 does not stipulate whether discussion has been taken up or not, but it says " if a day has been allocated."

Mr. Chairman: You see. You have to take up the whole matter in its totality in the light of discussion which took place day before yesterday.

(interruption)

Mian Raza Rabbani: Sir, I am already on my legs, I am on a point of order.

(interruption)

Mr. Chairman: Raza Rabbani Sahib, let me explain to you further that when this agenda came up to me, it was with my consent and I said----

اس کو tentatively لگا دیتے ہیں اگر کوئی اور business نہ ہوئی تو اس کو take up کر لیں گے۔

You see, we have to take the whole thing into account.

یہ کوئی اتنی ٹیکنیکل چیز نہیں ہوتی کہ جی اب پرسوں جو ڈسکشن ہوئی ہے اس میں جو فیصلے ہونے ہیں جو آپ کے سامنے ہیں۔

Mian Raza Rabbani: Sir, in that it was also, I will bow to your decision, but it was also decided on that day that the Leader of Opposition would commence the debate.

جناب چیئرمین۔ ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں کہ کیا فیصلے ہوئے تھے۔ ریکارڈ نکالیں جی کیا فیصلے ہوئے تھے؟ اور میرا خیال ہے۔ suggestion آپ ہی کی تھی کہ جی Monday کو شروع

کریں۔ Sunday کو نہ کریں۔ جی پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ جی میں یہ عرض کر رہا تھا کہ just see the record وزیر قانون نے یہ بات ضرور کی تھی کہ جمعرات کو بحث شروع کر دی جائے اور انہوں نے کہا تھا کہ میں نے حزب اختلاف سے بات کر لی ہے اس معاملے میں ۔ میں نے کہا کہ ہم نے اس سلسلہ میں قواعد معطل کرائے ہیں اس میں میں اور قائد حزب اختلاف مشترک طور پر move کر رہے ہیں۔ اس کو اس مسئلے کے بارے میں جو بہت ہی اہم معاملہ ہے اور مذاکرات کے فوراً بعد اس کو یہاں آنا چاہیئے ۔ اور جب قائد حزب اختلاف سے بات ہوئی تو ہم جمعرات کے بجائے پیر سے تحریک استحقاق زیر بحث لائیں گے۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے جی جناب محمد علی خان ہوتی صاحب۔

Mr. Muhammad Ali Khan: Sir, the other day when this was taken up we had actually decided that we will start the debate on the President's Address on Thursday but later on when we gave in the other motion, under 194, regarding discussion and talks with the Secretary of India then I talked to the Ministers concerned and even on the floor of the House I said that it will not be possible for us to take up the President's speech on Thursday. We start the debate on Monday and this is specifically stated in the proceeding and if we get the record you would know it.

Mr. Chairman: We are getting the record. So, in the meantime we will proceed with the agenda as it is an adjournment motion. Prof. Khurshid Ahmad.

ADJOURNMENT MOTIONS

i) RE: UNREST FOUND IN VARIOUS INSTITUTIONS DUE TO THE RECENT ADMINISTRATIVE CHANGES.

پروفیسر خورشید احمد۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! میں اس ایوان کی رائے چاہتا ہوں مندرجہ ذیل تحریک التواء پیش کرنے کے لئے۔

"حالیہ انتظامی تبدیلیوں سے مختلف اداروں میں بے چینی اور بدنظمی پھیلی ہوئی ہے۔ خاص کر رائس ایکسپورٹ کارپوریشن کا ادارہ بدنظمی کی انتہا پر ہے۔ یہ ایک اور فوری مسئلہ ہے لہذا سینٹ کی معمول کی کارروائی روک کر اس کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔"

اس کے ساتھ میں نے ایک رپورٹ جو اخبار "نیوز" میں شائع ہوئی تھی وہ منسلک کی تھی۔ اس کا خلاصہ جو دیا گیا ہے۔ تفصیلات تھیں کہ کیا کیا ہو رہا ہے وہ اس منسلک رپورٹ کے اندر ہیں۔ دراصل ہمارے ملک میں یہ روایت سی قائم ہو گئی ہے کہ جب بھی کوئی نئی حکومت آتی ہے وہ بڑے پیمانے پر ایسی انتظامی تبدیلیاں کرتی ہے جن سے بظاہر یہ پیغام قوم کے سامنے آتا ہے کہ یہ تبدیلیاں سیاسی وجوہ پر کی گئی ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جی میں اسے اپوز کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ جی پروفیسر صاحب اپوز کرتے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد۔ دراصل ہمارے ملک میں یہ ایک روایت سی قائم ہو گئی ہے کہ جب بھی کوئی نئی حکومت آتی ہے وہ بڑے پیمانے پر ایسی انتظامی تبدیلیاں کرتی ہیں جن سے بظاہر یہ پیغام قوم کے سامنے آتا ہے کہ یہ تبدیلیاں سیاسی وجوہ سے کی جا رہی ہیں۔ بدقسمتی سے ہر نئی حکومت نے ایسا رویہ اختیار کیا ہے جو نظام کو تباہ کرنے کی وجہ بنتا ہے اور ملک میں اصول، ضابطہ، قانون کو تباہ کرنے کی وجہ بنتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ عوام میں اس وجہ سے شدید بے اطمینانی ہے اور ملک میں سیاسی اور انتظامی پراسس مستحکم نہیں ہو پاتا اور ذاتی پسند، ناپسند کی بنا پر تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ رائس ایکسپورٹ کے بارے میں دی نیوز نے اپنی 21 نومبر کی اشاعت میں جو رپورٹ دی ہے اور میں اس کو پڑھ کر سناتا ہوں۔

"With the induction of present Government recommendations for transfers and

postings on lucrative positions have started pouring in on large scale from Ministers as well as party leaders. Over a dozen recommendatory fax messages have been received from 70 Clifton, and quite a few from Ministers for Defence and Commerce. Decisions have already been taken and orders for transfers issued in a dozen cases and many more are under process. Some of these officers were involved in irregularities and cases were regitered against them by FIA. Some of the beneficiaries of such decisions are as follow:-

Asghar Shah Rashdi, Deputy Manager, Accounts Larkana, has been posted as Deputy Manager, procurement in the same office.

-Ali Gohar Shah, Manager Finance in the Head Office, was transferred to Qasim Rice Corporation godown as Manager.

The above postings were made on the recommendations from Party Chairperson. Apart from this the Party Chairperson has also recommended for following transfers, which are at present under under process.

-Aslam Memon, Deputy Manager, Establishment recommended to be transferred in URG. Naeemullah Sheikh, Manager Accounts in the Head office to be posted as Manager Shipping at Port Qasim.

On the directive of Ahmed Mukhtar, Minister of State for Commerce, Anwar Jan Sehto, Manager, Procurement, in the Head office has been transferred to Larkana. He has allegedly been involved in Rose Enterprise case.

- Besides Ghulam Mustafa D. Baluch, Analyser transferred to the post of his choice in Khankot.

-A.R. Pirzada, Manager TPX godown has been transferred to QRQ. He is also allegedly in Rose Enterprise case. The Defence Minister also did not lag behind and managed to get transferred Mr. Ehsanullah Abroo, Dy. Manager

Export to Super Inspection office, Larkana.

-Ali M. Rind and Zafarullah Brohi were also transferred to the RECP office at Thal and Qumber Ali Khan, respectively, on other recommendations.

جناب والا! یہ رپورٹ specific cases کے ساتھ ایک اہم ادارے جو کہ فیڈرل گورنمنٹ کے تحت ہے کے بارے میں کچھ واقعات کو سامنے لاتی ہے اور میرے علم کے مطابق حکومت یا متعلقہ ادارے نے اس کی کوئی تردید نہیں کی۔ اگر یہ بات درست ہے تو یہ قومی اہمیت کا فوری مسئلہ ہے۔ اگر اس طرح ٹرانسفر سیاسی بنا پر کئے جاتے ہیں۔ وہ چاہے الف پارٹی کے ہوں یا ب پارٹی کے، میں کسی ایک کی وکالت یا اس کی تحریک نہیں کر رہا ہوں، اس ملک کی انتظامی مشنری، اس ملک میں سیاسی پراسس institutions کو تباہ کرنے کا راستہ بناتی ہے اگر یہ بات درست تو فی الحقیقت یہ قومی اہمیت کا بڑا اہم مسئلہ ہے اور میں چاہوں گا کہ آپ اس کو بحث کے لئے منظور کریں تاکہ باقی ارکان بھی اس پر گفتگو کر سکیں اور قوم کے سامنے سارے حقائق آ سکیں۔ یہ وجوہات ہیں۔ جن کی بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ نہایت اہم بھی ہے اور فوری بھی ہے اس پر بحث ہونی چاہیئے۔ اس کا تعلق recent occurrance سے ہے۔ ان تمام وجوہات کی بنا پر اس تحریک التوا، کو منظور ہونا چاہیئے۔

جناب چیئرمین۔ جی ڈاکٹر شیر افگن صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف دلانا ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ معزز رکن ہیں۔ حالیہ انتظامی تبدیلیوں سے مختلف اداروں میں بے چینی اور بدنظمی پھیلی ہے، مختلف ادارے اور پھر ان میں سے کیا نکتا ہے کہ خاص کر رائس ایکسپورٹ کا ادارہ بدنظمی کی انتہا پر ہے۔ یہ ایک اہم فوری مسئلہ ہے اور سینٹ کی معمول کی کارروائی کو روک کر اس کو فوری طور پر زیر بحث لائیں۔

حالیہ انتظامی تبدیلیوں سے مختلف اداروں کی بات ہوئی ہے اور پھر یہ مختلف اداروں سے یہ مسئلہ سامنے آیا کہ جناب والا! رائس ایکسپورٹ کارپوریشن کا مسئلہ۔ تو یہ بنیادی بات ہے حالیہ انتظامی تبدیلیوں کے بارے میں سارے پاکستان میں بات ہوئی ہےاور پتہ چلتا ہے کہ بہت ساری تبدیلیاں لائی گئی ہیں۔ انتظامی امور کے، ان کے ان امور سے میں متفق نہیں ہوں۔ آیا انتظامی سے مراد ان

کی ایگزیکٹو ہے یا ایڈمنسٹریٹو ہے یہ کون سی انتقامی تبدیلی کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔ جہاں تک انہوں نے دیا ہے آپ یہ دیکھیں کہ رائس ایکسپورٹ کارپوریشن جو ہے ان کے بارے میں یہ ے آئے کہ جناب ظلم ہو گیا۔ تین چار باتیں موٹی موٹی جو ہیں وہ میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ ہر چیز کا ایک ضابطہ بنا ہوا ہے قانون بنا ہوا ہے۔ جو statutory body ہے اس کے اندر تمام چیزیں موجود ہیں۔ ایک بات ضروری ہے کہ پروفیسر صاحب نے یہ کہیں بھی نہیں فرمایا کہ فلاں قانون ' قاعدے کی خلاف ورزی ہوئی یا فلاں آدمی اس قاعدے کے خلاف ٹرانسفر ہوا۔ انہوں نے ایسا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا۔

دوسری بات یہ انہوں نے کہیں نہیں فرمائی کہ آئین میں فلاں پروٹرن جو ہے ۔ وہ prohibited کرتی ہے ۔ طریقہ کار کو وہ مختلف ہے اور وہ اجازت نہیں دیتی کہ ایڈمنسٹریٹو changes نہ لائی جائیں۔ آپ نے یہ کہیں نہیں فرمایا اس کے بعد انہوں نے مختلف افراد کے بارے میں کہ جی فلاں کو ادھر کر دیا فلاں کو ادھر کر دیا ۔ انہوں نے یہ بھی نہیں فرمایا کہ جن کے ساتھ ظلم ہوا ہے وہ نواز گروپ کے تھے ۔ اے این پی کے تھے یا پی پی کے تھے ' آزاد تھے ' کون تھے ۔ کیا ملازمین جو ہیں وہ سیاسی پارٹیوں کے افراد ہوتے ہیں ۔ یا ان کے تعلقات ہوتے ہیں یا ان کے کوئی خاص ذرائع ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ مدد کرتے ہیں اگر مدد کرتے ہیں تو ہمارے قانون میں تو یہ پابندی ہے پھر تو انہیں برخاست کرنا چاہیئے۔

اب میں یہ پروفیسر صاحب کی جو یہ چاول کے بارے میں کارپوریشن ہے جو باہر بھیجتی ہے انہوں نے باتیں کی ہیں اس کے بارے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں یہ ایک طریقہ کار ہے کہ جب چاول تیار ہوتا ہے پھر اس کو باہر بھیجا جاتا ہے تو اس کے بارے میں ان سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس کو صحیح چلانے کے لئے جب سیزن آتا ہے تو ایڈجسٹمنٹ ہمیشہ ہوتی ہے یہ نئی بات نہیں۔ ایک بات کہ ہر دفعہ جب چاول تیار ہوتا ہے تو دور دراز سے افراد کو لا کر اس کام پر لگا یا جاتا ہے لیکن ایک بات بڑی عجیب سی ہے کہ چند ملازمین کو یہ خوف و ہراس' یہ تکلیف ہے ملک میں اور آمریت weak management, these are wrong steps sir. These are to be iterpretted very liberally. یہ ہے کہ چند ملازمین ہوں۔ اور دوسری طرف یہ ہو گیا وہ گیا۔ unrest اور یہ ہلچل مچ گئی۔ یہ کوئی ظلم تو نہیں ہے۔ یہ ٹرانسفرز ہیں اور ہوتے ہیں۔ یہ under law کئے گئے ہیں۔ under legal management ہوئی ہیں۔ اس میں کوئی irregularity نہیں ہے۔ میں

پروفیسر صاحب کے سامنے یہ حقائق سیم کرتا ہوں کہ جناب والا! فنڈز release ہو چکے۔ ٹرانسفر اور اس کے نئے تمام چیزیں وزیر اعظم محترمہ نے بند کر دی ہیں اور جو ایک ماہ کی کارکردگی ہے کہ 79819 میٹرک ٹن باسمتی چاول اور دوسرا 112500 میٹرک ٹن اری چاول یہ collect ہو چکا ہے۔ تمام فنڈز release ہو چکے ہیں۔ اب اگر دو چار آدمی nuisance value create کرنے کے لئے ادھر ادھر سے باتیں بنا رہے ہیں۔ اور گروپ کی شکل میں ایک دوسرے کے پاس چلے جاتے ہیں۔ جناب میرے ساتھ ظلم ہو گیا ہے۔ فلاں ہو گیا ہے اور پھر ایک آدمی کی خبر لگوا دی کہ اس نے تحریک التواء بیان کی ہے۔ میرے خیال میں ایسے مسائل ہیں I will in the long run say رہتے ہیں۔ جناب تبدیلیوں سے اس طرح بات نہیں بنتی۔ مجھے یہ توقع نہیں تھی اور جو متن میں نے پڑھا ہے۔ اگر آپ چیمبر میں ہی دیکھتے تو بہتر ہوتا۔ This should not happen to that۔

Mr.Chairman: You say that this is factually incorrect.

کوئی political ایسی بات نہیں ہے۔ ویسے قانون کے مطابق ٹرانسفرز ہوئی ہیں---

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ قانون کے مطابق اگر غیر قانونی بات ہے اور ان کے لئے ہائی کورٹ کھلی ہے۔ عدالتیں کھلی ہیں۔ کیوں نہیں ادھر گئے۔ ان کے ساتھ ظلم ہوا ہے تو عدالتوں میں جائیں۔

جناب چیئرمین۔ پروفیسر صاحب would you like to press, in the light of this statement.

پروفیسر خورشید احمد۔ جناب چیئرمین صاحب! پہلی بات تو میں عرض کروں کہ ہم سب بڑے محظوظ ہوئے ہیں۔ وزیر موصوف نے مسکرا مسکرا تحریک التواء پر اپنے خیالات کو پیش کیا ہے۔ بڑا ہی خوشگوار Improvement ہے اور ان پہلوؤں سے ہم ان کے اسٹائل کو welcome کرتے ہیں۔ جناب والا! انہوں نے بڑے شاعرانہ انداز سے دلائل دینے کی کوشش کی ہے۔ اہم نکتہ ان کا یہ ہے کہ میری تحریک التواء میں جو پہلا جملہ ہے یعنی حالیہ انتظامی تبدیلیوں سے، مختلف اداروں میں چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ یہاں تو ادارے جو ہیں یہ گویا کہ plural کا صیغہ ہے۔ اس لئے اس کی وجہ سے میں نے بہت سارے مسائل اٹھا دیئے ہیں۔ حالانکہ یہ بات نہیں ہے۔ یہ جملہ تمہیدی ہے۔ اصل جملہ یہ ہے کہ رائس کارپوریشن کی بدانتظامی ہے اور قانون کے مطابق آپ دیکھیں گے کہ پہلی شرط

یہ ہے کہ It shall raise an issue of urgent importance اور اس کے بعد پھر یہ ہے It shall be restricted to the matter of recent occurrence. It shall raise for certain, one definite issue. One definite issue وہ رائس کارپوریشن ہے اور انتظامی معاملہ جو ہے ۔ وہ گویا اس پر بھی روشنی ڈال دیں۔

جناب چیئرمین۔ اور ان کا یہ کہنا کہ بہت سی چیزیں ہوتی ہیں انتظامی معاملات میں۔

پروفیسر خورشید احمد۔ جناب میں اسی طرف آ رہا ہوں۔ اب جو رپورٹ شائع ہوئی ہے ۔ اس کے اندر یہ باتیں صاف لکھی ہوئی ہیں کہ

Despite clear directive from the Prime Minister to strictly follow the procedure and criteria for transfers and postings and the very instructions only from the competent authority. The management of at least, one public service corporation has admitted itself to the political pressure in complying orders from other quarters.

گویا کہ رولز اینڈ ریگولیشن کے مطابق معاملہ ہوا ہے۔ پوری رپورٹ ہی چیلنج کرنے کے لئے ہے کہ competant authourity نے رولز اینڈ ریگولیشن سے ہٹ کرکے یہ بات کی ہے ۔ اس کے بعد تو یہ instructions دی گئی ہیں کہ ایک Analyst ہے آپ اس کو چیئرمین لگا دیتے ہیں۔ ایک اکاؤنٹینٹ ہے آپ اس کو چیئرمین لگا دیتے ہیں اور ہمیں یہ معلوم ہے اور سینٹ کے ارکان بیان کریں گے کہ سینٹ کی کمیٹی کے سامنے ان کے جو نام آئے ہیں ایک صاحب نے ' میں ان کا نام نہیں لینا چاہتا۔ مجھے کہا تھا کہ ہاں procurement میں ہم تو/1000 روپیہ فی دیگن لیتے ہیں اور یہ لینا پڑتا ہے اور آگے دینا پڑتا ہے۔ یاد ہوگا آپ کو وہ بات اور وہ لوگ موجود ہیں جنہوں نے مجھے یہ بات کہی تھی۔تو یہ ساری چیزیں' غالباً یہ رپورٹ میں بات کہی گئی تھی۔ یہ غالباً 1992. میں کہی گئی تھی۔

دیکھیں میں نے پہلے کہہ دیا ہے کہ میرا تعلق اس معاملے میں نہ اس پارٹی سے ہے اور نہ اس پارٹی سے ہیں صرف یہ معاملہ افراد کے بارے میں اور رولز اینڈ ریگولیشن violate کرنے کے بارے میں کر رہا ہوں اور اس رپورٹ میں یہ بات کہی گئی ہے کہ ان میں سارے آفیسر جو ہیں سوائے ایک کے جو ریکارڈ میں آئے تھے۔who are appointed in 1988-89 اگر اس طریقے سے favour کرنے سے یا

نوازنے کے لئے ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کی میں بات کر رہا ہوں اور یہ رولز کا violation ہے۔ تو میں جناب والا! یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ جس پر بحث ہونی چاہیئے۔

Mr. Chairman: This appears to be a matter which is within the competence of the authority concerned.

I do not think that this a matter of sufficient imortance to make discussion in the Senate. So this is rule out. Prof. Khurshid Ahmed. No. 16. To reinstate 25 000 employees

mRE. ALLEGED REINSTATEMENT OF 25000 EMPLOYEES WHO WERE RECRUITED THROUGH PLACEMENT BUREAU AND IN TERMINATED

پروفیسر خورشید احمد۔ اخباری اطلاعات کے مطابق پلیسمنٹ بیورو جو اپنے وقت میں حکومت اور حزب اختلاف اور خود بنائے گئے قوانین کے تحت اختلافی مسئلہ رہا ہے کے ذریعے بھرتی کیے گئے ملازمین کی بحالی کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ پلیسمنٹ بیورو سے ملازمت پانے والوں کی تعداد تقریباً 25000 بتائی گئی ہے۔ اس سے ہنگامی طور پر بدانتظامی پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ لہذا سینٹ کی معمول کی کارروائی کو روک کر اس پر بحث کی جائے۔

جناب چیئرمین۔ کیا آپ اس کی مخالفت کرتے ہیں؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جی مخالفت کی جاتی ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی پروفیسر صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد۔ جناب والا! میں دراصل ان تمام مسائل کو اس لئے ایوان کے سامنے لا رہا ہوں کہ دراصل ہمارے یہاں انتظامی مشنری میں سیاسی مداخلت اور میرٹ کی حد تک دوسری بنیادوں پر لوگوں کو لانا یا نکالنا یہ دونوں چیزیں ملک کے لئے بہت خطرناک ہیں۔ پلیسمنٹ بیورو کے متعلق آپ کو معلوم ہے کہ وہ کس طرح بنا تھا۔ کس طرح اس کے ذریعے ترقیاں دی

گئیں - کس طرح عارضی بھرتیاں کی گئیں اور پھر یہ تمام چیزیں "خود مختار شپ" کا حصہ بنیں - ہائیکورٹ میں معاملات گئے۔ سپریم کورٹ میں گئے اور یہ کہا گیا کہ یہ آئینی اختیارات نہیں رکھتے - پھر یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ پلیسمنٹ بیورو نے قانون کے مطابق صحیح بھرتی نہیں کی تھی۔اب سوال یہ ہے کہ اب جو حکومت آئی - اسے اپنی ماضی کی غلطیوں سے سبق سیکھنا چاہیئے۔ ہم آپ کی خیر خواہی میں یہ بات کہتے ہیں کہ اس وقت آپ نے جو کام کئے۔ اس سے آپ کو بدنامی ملی آپ نے سروسز کے نظام کو خراب کیا۔ خدارا! اب وہ غلطی نہ کریں۔ اگر آپ کے پیش رو نے کوئی ایسی باتیں کی ہیں اور ہمیں اس کے بارے میں معلوم ہے - ہم نے اس وقت یہاں احتجاج کیا لیکن خدارا! ان خرابیوں کو یہاں پر رکنا چاہیئے اور جو آپ نے ضابطے بنائے ہیں - مثال کے طور پر ایک گریڈ سے 16 تک کمیٹی ہوتی ہے - 17 سے لے کر 22 تک پبلک سروس کمیشن بھرتی کرے۔ ان کے قواعد و ضوابط کو اپنائیے۔ عارضی بھرتی بند کیجئے۔ پلیسمنٹ بیورو کی وجہ سے لوگوں کو بھرتی کرنا، نکالنا اور پھر ملازمتیں دینا یہ یقیناً ملک کے ساتھ زیادتی ہوگی۔اور اس ایوان کا فرض ہے کہ وہ ایسی بڑی بڑی بدعنوانیوں کو روکے۔ اسی بنا پر جناب والا! ہم بروقت یہ بات لائے ہیں اور اس جذبے کے ساتھ لائے ہیں کہ حکومت سبق سیکھے اپنی ماضی کی غلطیوں سے بھی اور آئندہ کے لئے اچھا ریکارڈ قائم کرے۔ ہم اس کو تعاون دینا چاہتے ہیں - ہم اس کو گرانا نہیں چاہتے لیکن یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ آپ بھی دستور، قانون اور ضابطوں کا خیال کریں اور پلیسمنٹ بیورو کو revive کرنا اور اس کے لوگوں کو دوبارہ مقرر کرنا، لانا اور اس پر جناب والا! یہ بات بھی ہے کہ پلیسمنٹ بیورو یہ دیکھتا ہے کہ کتنے کتنے کوڑے کھائے ہیں، کتنی کتنی قربانیاں دی ہیں ٹھیک ہے اگر سیاست میں کس نے کوڑے کھائے ہیں، قربانیاں دی ہیں تو سیاسی کارکن کو یہ کرنا چاہیئے - اپنے اصول کی خاطر، اپنے مقاصد کی خاطر لیکن اس کا بدلہ حکومت سے یا انتظامی مشینری سے لینا اور ملازمتیں لینا اور ایسی ملازمتیں لینا جس کی کہ ان کے اندر صلاحیت نہ ہو، تربیت نہ ہو ملازمتوں میں لایا جانے۔ یہ تمام چیزیں غلط ہیں اور یہی وہ ایشو ہے جسکی بنا پر جناب والا! میں نے اس مسئلے کو رکھا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ حکومت بھی اس معاملے کو سنجیدگی سے لے گی اورمحض اس کو اپنی سیاسی انا کا مسئلہ نہیں بنائے گی بلکہ ملک کے انتظامی نظام کو محفوظ کرنے، بہتر بنانے اور قاعدے اور قانون کا پابند بنانے کی کوشش کرے گی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ وزیر داخلہ

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: I think there are some errors in the statement, in the sense that the Placement Bureau was established in January, 1989. It functioned till about August, 1989. It only made offers of appointment. Like all the employment exchanges in the country that are established. It was functioning no more than an employment exchange. Because it made just offers of appointment to various individuals, keeping in mind two or three factors. One was the educational criteria, and number two was provincial quotas. They were never violated. No 3 factor was that we did not go strictly into political affiliation. If he goes through the entire record my friend and colleague Prof. Khurshid Ahmed, I can bring out a number of cases in which individuals were from all the other political parties, there were individuals from the Jamaat-e-Islami or who subscribed to their political thoughts, that is no ban. I have never considered that as a ban and we went above this. There are individuals like the President of the Pakhtoon Students Federation. Even they were given job opportunities and they were appointed. Now, the recruitment was done by the various departments keeping in mind the pescribed criteria. There was always the competent authority, whether it was a departmental committee or it was the Public Service Commission. In the initial offer it was made very very clear that this was purely an adhoc arrangement and he would have to qualify, subsequently the Public Service Commission, similarly the DPC. Now, what happened when the Government changed by just one administrative measure without applying their mind to individual cases, everyone across the board was thrown out. And that is when they went into courts, into the High Court in Lahore, there are number of cases, that did go and appeal. The court also has stated this that without applying their mind just

across the board, by one Cabinet decision, individuals who are totally eligible for those appointments, were thrown out. So, it became incumbant on us when we came back into Government to honour those very judgements which had been passed by the superior courts and we have gone strictly accordingly to that process. Even today they are not being appointed across the board. Even today they have to go before the Public Service Commission. The others who had to go before the departmental committee, they will only be taken into service once they have gone to this committee and only then they will be confirmed. In one case I can even tell the honourable Member here that in the interim period, one individual was not selected by the FPSC and rejected. We have not re-appointed him because we have honoured the commitment with the Public Service Commission. Apart, there are other numerous cases in which----- like Communications Ministry did not throw out any individual. Now, again this would have been a wrong, that one set of individuals thrown out by the Cabinet Committee, others who are taken on the samebasis, on the same yardstick, remained in service for all these years. The third factor was that in one Commissionerate in Lahore certain people who had not gone in appeal to the Higher court, they were again reappointed by the Collector of Custom in Lahore.

So, various yardsticks were applied to different individuals and what we have now done is only to rationalize the whole affair. And it is not in thousands but so far what has emerged is about or total of 4 thousand people who have been involved in all the autonomous bodies and all the government departments and we are going to proceed strictly according to the law. We are not going to violate the law and I am prepared to sit with the honourable member if he has the time and we will go through even the political affiliations of individuals. I

can name some members even today there was Liaqat Ali who was president of the Pakhtoon Students Federation, he was employed in the Agricultural Development Bank. There were people subscribing to the Jamaat-e-Islami, I know Muhammad Amin from Chota Lahore, his nephew has beenappointed. I was embarrassed a number of times during the interim period when the individuals from Jamaat-e-Islami came to me when they heard my name and said you have appointed my nephew, I belong to Jamaat but my vote will be for the People's Party, because you have employed my son and my nephew. So, we did not go into those aspects. Applications came not by the thousands but by the lacs. So, we could not possibly go across the board to view who subscribed to which political party but when met the criteria and was in the provincial quota, we appointed him. And that is what is exactly happening today.

جناب چیئرمین۔ تو ان کی ایشورنس جو انہوں نے دی ہے کہ یہ قانون اور قواعد کے مطابق کیا جائے گا، آئین کے مطابق کیا جائے گا۔ تو کیا اس ایشورنس کی روشنی میں کیا آپ پریس کریں گے اس موشن کو؟

پروفیسر خورشید احمد۔ جناب مجھے عرض کرنے دیں۔ میں محترم نصیر اللہ بابر صاحب کے انداز جواب سے بہت متاثر ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ پلیسمنٹ بیورو کا پورا تصور اور وہ نظارہ جو اس زمانے میں ہم نے دیکھا وہ حقیقت یہ ہے کہ شدید apprehension کو جنم دیتا ہے اور بلاشبہ اس ملک میں بیروزگاری بڑا مسئلہ ہے اسے حل ہونا چاہیئے لیکن ایسے سیاسی دروازوں سے حل نہیں ہونا چاہیئے ۔ اسے ان اداروں کے ذریعے ہونا چاہیئے جو آپ نے اس ملک کے لئے بنائے ہیں۔ مجھے اتفاق ہے کہ محض سیاسی وفاداری کی بنا پر کسی کے خلاف بھی اقدام صحیح نہیں خواہ اس کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہو، مسلم لیگ سے ہو، جماعت اسلامی سے ہو، اے این پی سے ہو۔ اگر وہ آن میرٹ کرائیٹیریا کے اوپر آتا ہے تو اس کو ضرور قبول کرنا چاہیئے ۔ اس بنا پر چار ہزار افراد کے بارے میں انہوں نے کہا ہے کہ کیسز ان کے سامنے آئے ہیں۔ میں چاہوں گا کہ ٹرانسپورٹ گورنمنٹ اور

real transparent government کا تقاضا یہ ہے کہ اس تمام ریکارڈ کو پبلک کیا جائے۔ کرائیٹیریا کے کون افراد ہیں کس طرح ان کا اپوائنٹ ہوا ہے اور ایڈھاک اپوائنٹ منٹ کے دروازے کو بند کیا جائے ۔ جو بھی آئے صحیح راستے سے آئے۔ کمیٹیز میں appear ہو ۔ اگر وہ کوالیفائیڈ ہے اور کمیٹی اس کو approve کرتے ہے تو بلاشبہ اس کو ضرور آنا چاہیئے۔ تو اس بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ میں ان کی اپروچ سے اتفاق کرتا ہوں لیکن میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ قوم کو ابھی یہ اعتماد نہیں کہ یہ کام فی الحقیقت سیاسی غیر جانبداری کے ساتھ اور محض لوگوں کے ساتھ انصاف کے لئے کیا جا رہا ہے ۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ یہ سارا ریکارڈ پبلک کیا جائے۔ کتنے افراد کو دیکھا گیا ہے۔ کتنے افراد لئے گئے ہیں۔ ان کو کس بنیاد پر لیا گیا ہے۔ یہ تمام چیزیں نہ صرف ایوان کے سامنے آئیں بلکہ یہ پبلک ریکارڈ ہو تاکہ کوئی بھی اس کے بارے میں جان سکے۔ اگر غلط بات ہو تو اس کی اصلاح ہو سکے۔ باقی اس ضمانت کے ساتھ کہ ہاں حکومت قاعدے اور ضابطے کا احترام کرے اور سیاسی اعتبار سے اس بات کو نظر انداز کرے کہ کون کس کا ووٹر ہے اور اس کا رجحان کس طرف ہے۔ اگر وہ اپنی انتظامی حیثیت کو سیاسی مقاصد کے لئے استعمال نہ کرے اور وہ competence رکھتا ہو تو کسی بیک گراؤنڈ کا بھی ہے اس کو ماننے کا حق ہونا چاہیئے لیکن یہ کام ضابطے کے مطابق ہو۔

جناب چیئرمین۔ وزیر داخلہ۔

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: You see at times it is lack of information that leads to all these

(interruption)

Mr. Chairman: This is not reviving the Placement Bureau, isn't correct.

Maj. Gen. (Retd.)Naseerullah Khan Babar: No, we are not reviving the Placement Bureau. We are only taking those individuals who we feel come within the purview High Court orders, who were thrown away just by one stroke without applying their mind. And they have a right as Pakistani citizens because they have been acted against while some people continued to serve on the same lines, now what a tragedy in this country, Ghulam Ishaq Khan, he was the President. He sent a reference, as the honourable member has said, but his own son-in-law went through the Placement Bureau to the PIMS because he met the qualifications, he was an F.R.C.S. he came to us. At that time this was acting as an employment exchange and I sent him there. There are various other individuals who came overhere because I was running it and I ran it with a clear conscience.

جناب چیئرمین! شکریہ جی -

(interruption)

Mr. Chairman: But I don't think we start a new

precedent by allowing other people to speak.

Mr. Sartaj Aziz: In the past it has been done.

Mr. Chairman: Let us not revive this practice.

Mr. Sartaj Aziz: Sir, I want to make a factual clarification.

Mr. Chairman: You can raise it in another way.

اس طرح کریں گے تو پھر ایک غلط precedent غلط بن جائے گا۔ وقت پورا ہو گیا ہے جی۔

Now, we move on to the next item on the agenda, which is item No.3

MOTION UNDER RULE 171 (1)

Mr. Asif Fasihuddin Vardag: Mr. Chairman, Sir, I beg to move that under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the time for presentation of report of the Standing Committee on the Bill to amend the Curring of Trees Prohibition Act 1975 [The Cutting of Trees (Prohibition) (Amendment) Bill, 1989], be condoned till today.

Mr. Chairman: It has been moved that under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of

Business in the Senate, 1988, the time for presentation of report of the Standing Committee on the Bill to amend the Curring of Trees Prohibition Act 1975[The Cutting of Trees (Prohibition) (Amendment) Bill, 1989, be condoned till today.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The delay stands condone. Item No.4.

REPORT OF THE STANDING COMMITTEE RE: THE CUTTING OF TREES PROHIBITION ACT-LAID.

Mr. Asif Fasihuddin Vardag: I beg to present the report of the Standing Committee on the Bill to amend the Cutting of Trees Prohibition Act, 1975 [The Cutting of Trees (Prohibition) (Amendment)Bill, 1989.]

Mr. Chairman: The report stands presented. Item No.5

MOTION UNDER RULE 171 (1)

Mr. Asif Fasihuddin Vardag: Mr Chairman sir, I beg to move that under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the time for presentation of report of the Standing Committee on the issue raised in the adjournment motions moved by Senators Prof. Khurshid Ahmed, Syed Iqbal Haider and Mr. Gulzar

Ahmed Khan regarding an attempt of forcible possession of land in Moza Dhama at Fateh Jang Road, Rawalpindi, by a Housing Society with the help of four to five hundred armed Air Force personnel asa result of which several persons including women were injured and their properties destroyed, be condoned till today.

Mr. Chairman: It has been moved that -under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the time for presentation of report of the Standing Committee on the issue raised in the adjournment motions moved by Senators Prof. Khurshid Ahmed, Syed Iqbal Haider and Mr. Gulzar Ahmed Khan regarding an attempt of forcible possession of land in Moza Dhama at Fateh Jang Road, Rawalpindi, by a Housing Society with the help of four to five hundred armed Air Force personnel as a result of which several persons including women were injured and their properties destroyed, be condoned till today.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The delay stands condoned. Item No.6.

MOTION UNDER RULE 171 (1)

Mr. Asif Fasihuddin Vardag: Mr Chairman, sir, I beg to move that under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Businessin the Senate 1988, the time for presentation of report of the Standing Committee on Defence, Defence Production and Aviation on the decision taken by the PIA to dispose of its shares, including the franchise in the Hotel Intercontinental chain in Pakistan, alongwith the matter connected with or related to the aforesaid decision, be condoned till today.

Mr. Chairman: It has been moved that under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988, the time for presentation of report of the Standing Committee on Defence, Defence Production and Aviation on the decision taken by the PIA to dispose of its shares, including the franchise in the Hotel Intercontinental chain in Pakistan, alongwith the matter connectedwith or related to the aforesaid decision, be condoned till today.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The delay stands condoned. Item No. 8.

REPORT OF THE STANDING COMMITTEE RE: DECISION TO DISPOSE OF SHARES IN HOTEL INTERCONTINENTAL

Mr. Asif Fasihuddin Vardag: Mr. Chairman, sir, I beg to present report of the Standing Committee on Defence, Defence Production and Aviation on the decision taken by the PIA to dispose of its shares, including the franchise in the Hotel Intercontinental Chain in Pakistan alongwith the matter

connected with or related to the aforesaid decision

Mr. Chairman: The report stands presented. Motion at No. 9.

MOTION UNDER RULE 180

Syed Iqbal Haider: Thank you, Mr. Chairman. I beg to move that under Rule 180 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 a Special Committee of the House on Kashmir be constituted with the following terms of reference:

(a) To monitor violation of human rights and atrocities being committed by the Indian Forces in the occupied Kashmir.

(b) To mobilise world opinion in support of the cause of the Kashmiris as well as the stand of the Government of Pakistan.

(c) To solicit and provide political, moral and diplomatic support to the people of Jammu & Kashmir in their just struggle.

(d) To consider and decide such other issues and matters relating to above as the House or the Chairman may refer to it from time to time.

(2) The Committee shall have such a composition and quorum as may be determined by the Chairman.

(3) The Committee shall submit its periodical report to the House every four months.

The 4th point, sir, with your permission, which is very important is that the Committee shall coordinate its working and cooperate with the newly constituted committee on Kashmir of the National Assembly and this committee may hold its meetings jointly with the said committee of the National Assembly.

Mr. Chairman: Prof. Sahib, you want to say something on it.

پروفیسر خورشید احمد۔ اس میں یہ ہے کہ میں نے اور محمد ریحان صاحب نے بھی ایک موشن آپ کو دی تھی اور وزیر صاحب کو بھی دی تھی۔ میرے خیال میں ان دونوں کو ساتھ لینا چاہیئے۔

جناب چیئرمین۔ وہ تو مختلف چیز ہے۔ یہاں تو یہ کمیٹی بنانا چاہ رہے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد۔ جی ہم نے بھی تو کمیٹی کا کہا ہے۔ ہماری proposal بھی یہ کمیٹی ہے۔ اسی پر ہم آپس میں coordinate بھی کر رہے تھے کہ مشترکہ طور سے اس پر چلیں۔

جناب چیئرمین۔ ان دونوں میں فرق کیا ہے۔

پروفیسر خورشید احمد۔ ہم اس کو ایک کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن وہ اسی طرح ہونا چاہیئے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں میرا خیال ہے کہ as for as committee formation is concerned اس پہ تو کوئی فرق نہیں ہے۔ on the point of view.

پروفیسر خورشید احمد۔ ٹھیک ہے۔ جو terms of refernce اس میں جوائنٹ سیشن کے سلسلے میں ہیں۔ وہاں may, also کر دیں۔ یہ خود بھی کر سکتی ہے اور ان کے ساتھ بھی کر سکے گی۔ may, also کر دیجئے۔

جناب چیئرمین۔ وہ مجھے دے دیں جی۔

Syed Iqbal Haider: And cooperate with the newly constituted committee on Kashmir of the National Assembly, this committee may also hold its meeting jointly.

جناب چیئرمین۔ شروع میں بھی یہ کر دیں کہ the committee may also coordinate with it. دونوں جگہ لفظ may also آئے گا۔

ایک فاضل رکن۔ جناب ان کی کمیٹی میں بھی coordinate کرنے کا لفظ ہے یا نہیں۔

جناب چیئرمین۔ ہاں یہ ایک پوائنٹ ہے۔ اقبال حیدر صاحب I think, it is arelevant matter which has been pointed out to me. وہ کہتے ہیں کہ جی ہماری کمیٹی کے بارے میں

تو آپ نے لکھا ہے کہ may also coordinate ان کی کمیٹی میں یہ چیز نہیں ہے ۔ اس کا مطلب ہے کہ سینٹ کی کمیٹی تو coordinate کرے گی وہ کریں نہ کریں ۔ How will you ensure? وہ طریقہ بتا دیں۔

Syed Iqbal Haider: This is a very valid point that has been raised and we will ensure that because the spirit and the object to constitute a joint committee which, for some reasons, could not be constituted during the joint session So, it was considered necessary to form that committee in the National Assembly. The basic concept was to have a joint committee and I am confident that the National Assembly and this present component will also cooperate with the National Assembly.

لیکن میرے خیال میں یہ جو concern ہے۔ as stated by you in the words "may also". "May also", absolutely. I have corrected that and I have given the forth point, "may also".

جناب چیئرمین۔ ٹھیک کر دیں۔ مجھے دے دیں۔ پروفیسر صاحب فرمائیے۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ میرے خیال میں وہاں پر بھی یہ ہونا چاہیئے تھا۔ جس طرح یہاں 'may, also' ہے ان کے terms of reference میں بھی 'may,also' ہوتا ۔ لیکن with good intention نہ اس میں وزیر صاحب کی کوئی غلطی ہے اور نواب زادہ صاحب اس دن ملے بھی تھے۔ جو اس کمیٹی کے چیئرمین ہیں اور انہوں نے مجھ سے یہ بات کہی کہ ہم بہت eager ہیں کہ سینٹ کی کمیٹی کے ساتھ مل کر ہم چلیں۔ اور coordinate کرکے چلیں۔ تو اس بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس کے ساتھ چلنا چاہیئے۔ البتہ آئندہ کے لئے ان سے یہ بات ہم کہیں کہ جب بھی کوئی ایسی کمیٹی بنے تو اس کے terms of refernce میں وہاں بھی یہ ہونا چاہیئے۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب راجہ ظفر الحق صاحب۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ جناب چیئرمین! میں اسی معاملے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا تھا۔ legislation ہو یا اس قسم کی کمیٹی کی انفارمیشن ہو اکثر یہی ہوتا ہے کہ قومی

اسمبلی میں کوئی کمیٹی بن گئی، کوئی بل پاس ہو گیا اور پھر سینٹ کو یہ کہا پاس جاتا ہے کہ آج یہ بل پاس ہو گیا ہے۔ اس لئے اس کو زیادہ چھیڑا چھاڑا نہ جائے اور اس کو بھی آپ پاس کر دیں۔ ورنہ مشترکہ اجلاس بلوانا پڑے گا وغیرہ۔ یہی کیفیت اس کمیٹی کی بھی ہوتی۔ جیسے کہ قومی اسمبلی کے ہال کے جل جانے کے بعد بھی تین چار کمیٹیاں بنا دی گئیں اور پھر یہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ کس کمیٹی کا کیا دائرہ اختیار ہے۔ کیا کرنا ہے۔ اس طریقے سے کشمیر ایک ایسا سنجیدہ اور غور طلب معاملہ تھا کہ اس پر پارلیمنٹ کی ایک ہی کمیٹی ہونی چاہئے تھی۔ بجائے اس کے کہ نیشنل اسمبلی کی ایک کمیٹی بنے اور اس کے پھر کوئی چیئرمین ہوں پھر اس بارے میں بھی بحث چلے کہ کون اس کا چیئرمین ہو۔ آج یہ معاملہ سینٹ میں آ گیا اور یہاں بھی ایک کمیٹی بنے گی جس کو یہ کہا جائے گا کہ آپ ان سے بھی cooperate کریں۔ تو اس لئے بجائے اس کے کہ ہر دو ایوانوں کی اپنی اپنی کمیٹیاں ہوں او ان کا دائرہ اختیار ایسا ہو کہ جس میں فارن آفس والے بھی ان کو briefing دیں۔ ڈیفنس والے بھی اپنی ان کو بریفنگ دیں۔ گورنمنٹ کے اور ادارے بھی الگ الگ بریفنگ دیں۔ اس کے لئے میرا ایک سوال یہ تھا کہ اگر اس پر سنجیدگی سے غور کیا جاتا تو پھر یہ کمیٹی ایک ہی ہونی چاہئے تھی۔ تاکہ باقی دنیا کو بھی یہ پتہ چلتا کہ پارلیمنٹ کی کوئی ایک کمیٹی ہے۔ اس لئے کہ یہ splitting of the two Houses کا attitude غلط ہے اور دوسرا یہ کہ اس کی کارکردگی اس کا image اس کی prestige پر بڑا فرق پڑتا ہے اگر اس طریقے سے دو الگ الگ کمیٹیاں ہوں۔

جناب چیئرمین۔ اس میں یہ ہے کہ رولز کی دقت ہے مثلاً نیشنل اسمبلی والے کیسے جوائنٹ کمیٹی بنائیں یا ہم کیسے جوائنٹ کمیٹی بنائیں۔ اب یہ رولز کی پرابلم ہے۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ اس کا یہ ہو سکتا تھا کہ اس کمیٹی کا مقصد تو نیشنل ہے اگر وہ یہ کمیٹی بناتے اور اس کے لئے وہ اس بات کی پروژن اسی میں چھوڑ دیتے۔ جب یہ بن رہی تھی۔ جیسے آپ indicate کر رہے ہیں کہ وہ نیشنل اسمبلی کی بنی ہوئی کمیٹی کے ساتھ یہ coordinate کرے گی تو پھر اس میں بھی یہ کہا جاتا کہ سینٹ میں جو کمیٹی بنے گی اس کے ساتھ یہ coordinate کرے گی۔ تو پھر ایک ہی صورت بن جاتی پھر جوائنٹ سیشن کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ اس وقت تو یہ سوچا نہیں گیا آج یہ صرف یک طرفہ طور پر کہا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین۔ بہرحال۔ Yes, please Mr.Sartaj Aziz.

جناب مسرتاج عزیز۔ اور اس میں چیئرمین کو کہا گیا ہے کہ وہ کمیٹی کو کمپوز کرے۔ اس سے سلسلے میں میری گزارش ہے کہ کمپوزیشن میں مختلف پارٹیز اور گروپس کی جو پوزیشن ہے (ہاؤس میں) اس کو مد نظر رکھا جائے۔ یہ ایک اس لئے میں پوائنٹ پیش کر رہا ہوں کہ اسمبلی میں کیوں مدنظر نہیں رکھا گیا۔ وہاں پہ ممبران کمیٹی کی کل تعداد 24 یا 25 ہے اور ہماری مسلم لیگ کی طرف صرف تین ممبران رکھے گئے ہیں حالانکہ ہماری strength proportionally اس سے بہت زیادہ ہے اور اس سلسلے میں ضروری ہے کہ کم از کم سینٹ کی کوئی کمیٹی بنے تو اس میں گروپس کی پوزیشن کے پیش نظر گروپ لیڈروں کے مشورے سے نام شامل کئے جائیں۔

جناب چیئرمین۔ کیوں جی، وزیر قانون صاحب؟

سید اقبال حیدر۔ ٹھیک ہے جی۔

جناب چیئرمین۔ صحیح بات ہے ابھی اس میں کوئی پرابلم نہیں ہوگا۔ جی جناب پیر صاحب؟

پیر سید برکات احمد۔ یہ کہنا تھا کہ یہ جو کمیٹیاں آئیں گی۔ ان کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ خاص کر آج کل کے حالات میں یہ سب سے زیادہ اہم کمیٹی ہوگی۔ جس طرح باقی کمیٹیوں میں اجازت ہے کہ اگر آپ کمیٹی کے ممبر نہیں ہیں پھر بھی آپ اس میں شامل ہو سکتے ہیں۔ سب لوگوں کے لئے تو اس میں شامل ہونا ناممکن ہوگا۔ اس میں بھی اگر یہی ہو جائے کہ جو کمیٹی کے ممبر ہوں گے وہ تو وہ ہوں گے جو آپ nominate کریں گے وہ ٹھیک ہے اس کے علاوہ بھی جو اس میں شامل ہونا چاہے تو اس کو اس کی اجازت ہونی چاہیئے۔

جناب چیئرمین۔ بہرحال یہ تو procedure کی بات ہے وہ تو کمیٹی خود کرے گی۔ (Pause)-- Any other observation on this? کوئی نہیں۔

FORMATION OF SPECIAL COMMITTEE ON KASHMIR AFFAIRS.

Mr. Chairman: It has been moved by Syed Iqbal Haider, Minister for Law, Justice and Parliamentary Affairs that under Rule 180 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 a Special Committee of

the House on Kashmir be constituted with the following terms of reference:-

(a) To monitor violation of human rights and atrocities being committed by the Indian Forces in the occupied Kashmir.

(b). To mobilise world opinion in support of the cause of the Kashmiris as well as the stand of the Government of Pakistan

(c) To solicit and provide political, moral and diplomatic support to the people of Jammu and Kashmir in their just struggle.

(d) To consider and decide such other issues and matters relating to above as the House or the Chairman may refer to it from time to time.

and No.4. The committee may also coordinate its working with the newly established committee on Kashmir Affairs of the National Assembly and this commitee may hold its meetings jointly in the said committee of the National Assembly.

Yes please Raja Zafarul Haq Sahib.

راجہ محمد ظفر الحق۔ دنیا ایسی تیزی سے بدل رہی ہے کہ چار مہینے کے بعد تو رپورٹ کوئی معنی نہیں رکھتی۔

جناب چیئرمین۔ تو کتنا کر دیں۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ دو رپورٹیں ہوں اور یہ معاملہ ختم۔

جناب چیئرمین۔ تو کتنا، دو مہینے کر دیں۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ ایک مہینہ کر دیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ ہاں جی۔ یہ فرما رہے ہیں pariodical report کی ٹائم لمٹ نہ رکھیں۔

سید اقبال حیدر۔ periodical Report to the House کی ٹائم لمٹ نہ رکھیں۔

Mr. Chairman: So, with the consent the wording is now amended as follows:

The committee shall submit its periodical report to the House. Yes please Hafiz Hussain Ahmed Sahib.

حافظ حسین احمد۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ یہ جو کشمیر کی پارلیمنٹ کی کمیٹی بنائی گئی ہے۔ حکومت نے جو بنائی ہے۔ اس میں ---

جناب چیئرمین۔ کون سی جناب؟

حافظ حسین احمد۔ جو پارلیمانی کمیٹی بنائی گئی ہے۔ نوابزادہ نصر اللہ خان صاحب کی۔

جناب چیئرمین۔ وہ وہاں بنی ہے یہ یہاں بن گئی ہے۔

حافظ حسین احمد۔ نہیں۔ مطلب یہ کہ اسے پارلیمانی کمیٹی اس وقت کہا جا سکتا ہے جب کہ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے نمائندے اس میں ہوں۔

جناب چیئرمین۔وہ قومی اسمبلی کی ہے اب یہ سینٹ کی بن رہی ہے۔

حافظ حسین احمد۔ اچھی بات۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب، گچکی صاحب۔

جناب منظور احمد گچکی۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جب نیشنل اسمبلی میں سپشل کمیٹی کشمیر کے بارے میں بنی ہے۔ یہ اس وقت بنائی گئی تھی جب سٹینڈنگ کمیٹیاں نیشنل اسمبلی میں وجود میں نہیں آئی تھیں۔ سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے ہاں تو بالکل مختلف صورت حال ہے۔ کشمیر آفیئرز اور ناردرن ایریاز کی ہماری کمیٹی موجود ہے۔ جہاں تک کشمیر آفیئرز کی جو کمیٹی ہے اس میں اس کا جو terms of reference جو بھی کہیں وہ تو mostly یہی ہے۔ اس پہ تھوڑا سا مجھے---

جناب چیئرمین۔ اسٹینڈنگ کمیٹی کی function اور ہوتی ہے۔ یہ جو اس کی

function ہے وہ اور ہے ۔ اسٹینڈ نگ کمیٹی کی کمپوزیشن مخصوص ہوتی ہے ۔ 12 ممبر ہوتے ہیں ۔ اس کی تعداد شاید زیادہ ہے تو فرق ہوتا ہے۔

جناب منظور احمد گچکی۔ بات یہ ہے کہ اگر کوئی دوسرا ایشو ہو تو وہ جو ہے ۔ particularly اس پہ نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین۔ جو اسٹینڈ نگ کمیٹی ہوتی ہے۔

جناب منظور احمد گچکی۔ میری عرض سنیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو اسٹینڈ نگ کمیٹی ہماری ہے وہ particularly کشمیر افیئرز کے بارے میں ہے اس میں ظاہر ہے کہ ہم نے یہ تمام چیزیں monitor کرنی ہیں۔

جناب چیئرمین۔ جی اس کی کمپوزیشن اور ہوگی ۔ اس میں مثلاً جیسے پارٹیوں کی بات ہو رہی ہے ۔ سب پارٹیوں کی نمائندگی ہو سکے گی ۔ ممکن ہے۔

جناب منظور احمد گچکی۔ اس وقت دو کمیٹیاں ہیں۔

جناب چیئرمین۔ یہاں پہ 12 آدمی ہیں ۔ یہاں پہ ہو سکتا ہے reduce ہو جائیں۔

جناب منظور احمد گچکی۔ وہ ایک الگ بات ہے کہ لوگ زیادہ ہوں لیکن یہ کہ-----

جناب چیئرمین۔ یہ تو اسپیشل کمیٹی ہے ۔ رولز میں اس کی اجازت ہے ۔ باوجود اس کے کہ رولز میں اسٹینڈ نگ کمیٹیاں ہوتی ہیں۔ اسپیشل کمیٹی کی بھی اجازت ہے ۔ مخصوص معاملے کے لئے آپ بنا دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب ایک منٹ پروفیسر خورشید صاحب۔

MOTION UNDER RULE 194 TO SUSPEND RULE 236 TO DISCUSS

KASHMIR AFFAIRS.

پروفیسر خورشید احمد۔ جناب چیئرمین' اس context میں' میں اور میرے دوست خاص طور پر محترم محمد علی خان صاحب یہ موشن انڈر رول ۱۹۴ اور رول ۲۳۶ پیش کرنے کی جسارت

کریں گے۔

I would like to move the following motion under Rule 194 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate. I would also move that Rule 236, the House may kindly suspend the rule that normal notice and to enabling the House to immediately discuss the following motion:

"The Senate may discuss immediately the Indo-Pakistan talks on Kashmir scheduled to start from 1st January 1994.

جناب چیئرمین۔ کیوں جی! اس کی کوئی بات آپ کے ساتھ ہوئی ہے۔

پروفیسر خورشید احمد۔ جی ہو گئی ہے ہماری گفتگو آپس میں ہو گئی ہے اور یہ بات بھی طے ہوئی ہے کہ انفارمیشن منسٹری بھی ہو گی ۔ دونوں طرف سے تین تین افراد بولیں گے۔آج پانچ---

جناب چیئرمین۔ کمیٹی تو ہو گی۔

سید اقبال حیدر۔ یہ جو آئیٹم نمبر ۱۰ اور ۱۱ ہیں اُن کو پہلے لے لیں۔

جناب چیئرمین ۔ وہ لے لیں گے لیکن There is now consensus on this. کیونکہ کشمیر کی جو talks آ رہی ہیں ۔ اس پر ڈسکشن آج ہو گی اور تین ممبر بولیں گے۔ گورنمنٹ سائیڈ پر تو It would be no problem.

پروفیسر خورشید احمد۔ دو ہم movers ہیں مختصر بولیں گے بات لمبی نہیں کریں گے اور راجہ صاحب بولیں گے۔

جناب چیئرمین۔ دو mover اور راجہ صاحب بولنا چاہتے ہیں۔

Three members will speak on this اور اس کا دورانیہ کیا ہو گا۔

پروفیسر خورشید احمد۔ دس سے پندرہ پندرہ منٹ تک۔

جناب چیئرمین۔ نہیں دیکھیں، ابھی سوا ایک بج رہا ہے۔

متعدد فاضل ارکان۔ پانچ پانچ منٹ ۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے جی آئیٹم نمبر ۱۰ اور ۱۱ پہلے کرلیں ۔ ٹھیک ہے جی۔اقبال حیدر صاحب نمبر ۱۰ ۔

MOTION TO SEEK LEAVE TO USE SENATE HALL FOR N.A. SESSION.

Syed Iqbal Haider:. I beg to seek your leave to move that the precincts of the Senate including its Hall in the parliament building may be allowed to be used by the National Assembly for conducting its business.

Mr. Chairman: Syed Iqbal Haider, you know, in these matters I think , we have been very generous in our rules.

یعنی ہمارے رولز میں ہے ہمارے فراخدلی دیکھیں پہلے ہی لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی ایسی صورت حال ہوگی ۔ Hall can be used by the National Assembly also and also it can be used for joint sitting. تو یہ فراخدلی ہے سینیٹ کی۔ لیکن اچھا ہوا آپ نے موشن بھی move کر دیا۔

So, it has been moved by Syed Iqbal Haider, the Minister for Law, Justice and Parliamentary Affairs that the precincts of the Senate including its hall lin the Parliament Building may be allowed to be used by the National Assembly for conducting its business.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Ordinances be taken as read.

ORDINANCES -- LAID

Syed Iqbal Haider. Take it as read.

جناب چیئرمین۔ ہاں اتنی لمبی کہاں۔

Syed Iqbal Haider has laid on the table of the House the following ordinances as esas required by clause 2 of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

(1) The Political Parties (Amendment) Ordinance, 1993 (XXX of 1993).

(2) The National Fund for Culture Heritage Ordinance,1993 (XXXI of 1993).

(3) The Members of Parliament (Salaries and Allowlances) (Amendment) Ordinance, 1993 (XXXII of 1993).

(4) The Civil Laws (Reforms) Ordinance, 1993 (XXXIII of 1993).

(5) The National Commission for Basic Education Ordinance, 1993 (XXXIVof 1993).

(6) The Transfer of Railways (Amendment) Ordinance, 1993 (XXXV of 1993).

(7) The Companies (Amendment) Ordinance, 1993 (XXXVI of 1993).

(8) The Securities and Exchange (Amendment) Ordinance, 1993 (XXXVII of 1993).

(9) The Civil Servants (Amendment) Ordinance, 1993 (XXXVIII of 1993).

(10) The Criminal Law (Third Amendment) Ordinance, 1993 (XXXIX of 1993).

(11) The Anti Narcotics Task Force Ordinance, 1993 (XL of 1993).

(12) The Code of Criminal Procedure (Sixth Amendment) Ordinance, 1993 (XLI of 1993).

(13) The Code of Criminal Procedure (Fifth Amendment) Ordinance, 1993 (XLII of 1993).

(14) The Pakistan Postal Services Corporation Ordinance, 1993 (XLIII of 1993).

(15) The Airport Security Force (Amendment) Ordinance, 1993 (XLIV of 1993)

(16) The Banking Tribulans (Validation of Orders) Ordinance, 1993 (XLV of 1993)

(17) The Representation of the People (Third Amendment) Ordinance, 1993 (XLVI of 1993).

(18) The Pakistan Broadcasting Corporation (Second Amendment) Ordinance, 1993 (XLVII of 1993).

جناب چیئرمین۔ جی جناب فصیح اقبال صاحب۔

سید فصیح اقبال۔ جناب وزیر قانون صاحب کے کہنے پر ہم نے موشن پاس کر دیا ہے لیکن نیشنل اسمبلی کا ہمارا مسئلہ پڑا ہوا ہے ۔ یعنی پارلیمنٹری یونین (IPU) اور (CPU) کا بھی تک دونوں ان کے پاس ہیں ۔ اب جب کہ ہمارے محترم سینیٹر خود وزیر ہیں ۔ اس کا یہ فیصلہ بھی میرا خیال ہے اسی بل میں ہونا چاہیئے کہ Common Wealth اور پارلیمنٹری یوین کا۔ آفس سینٹ کے پاس ہوں اورر آئی سی یو کا سیکرٹیریٹ نیشنل اسمبلی کے پاس ہو ۔ دونوں میں سے ایک اسمبلی کے پاس۔ دونوں اس کے پاس نہ ہوں۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے اور اس میں ہمیں بڑی تکلیف ہوتی ہے۔

سید اقبال حیدر ۔ اور جناب اس کو ہم معزز سپیکر نیشنل اسمبلی کے پاس اٹھائیں گے۔ یہ بڑی اچھی تجویز ہے ۔ میں تو ان سے اتفاق کرتا ہوں لیکن سپیکر صاحب کا اتفاق کرنا بھی ضروری ہے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی' اب کیا موشن move ہونا ہے جی ۔ یہ امنڈمنٹ موشن جو آپ لے رہے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا اور اس ایوان کا بہت مشکور ہوں ہمیں---

جناب چیئرمین۔ پروفیسر صاحب یہ تو ہو رہا ہے ۔ ریزولیوشن اس کے پہلے جو موشن آپ دینا چاہیں گے۔

پروفیسر خورشید احمد۔ موشن کی طرف آ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ یہ بھی amend ہوا ہے اس میں۔

MOTION UNDER RULE 236 TO DISCUSS KASHMIR AFFAIRS.

Prof. Khurshid Ahmed: Under Rules 194 of the Rules of Procedure and Conduct of Busin the Senate I also move under Rule 236 the House may kindly suspend the Rule about normal business of the Senate enabling the House to immediat ely discuss the following motion: The motion is:

"The Senate may discuss immediately the Indo-Pakistan talks on Kashmir scheduled to start from January 1994".

Mr. Chairman: So, it has been moved by Prof. Khurshid Ahmed and Muhammad Ali Khan Hoti under Rule 194 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, and also under 236 of the said Rules that House may suspend the rules for normal notice, enabling the House to immediately discuss the following motion: and the Motion is:

"That the House may discuss the Indo-Pak talks on Kashmir commencing on the 2nd of January 1994".

(The Motion was adopted)

جناب چیئرمین۔ جی جناب' جی فرمائیے۔

(مداخلت)

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ ایک اور بھی فرق ہے ۔ ہر پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ میں آپصدر بنتے ہیں اور میں عرض کر رہا تھا کہ 194 کی موشن میں خود پیش کریں ۔ خود اصحاب پیش کرتے ہیں۔ خود آپس میں بیٹھ کر مشورہ کرتے ہیں اور خود یہ طے کرتے ہیں کہ دو' دو ہم تیسرا کوئی اور یہ عجیب منطق ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتی اب ہم ہاؤس میں اس طرح بیٹھیں کہ صرف ان کو سنیں---- کیا ہم کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس اہم مسئلے پر ہم کو بھی کچھ حق ہو کہ ہم گفتگو کریں مگر ہم کو بند کر دیا۔ پہلے وہ پیش کیا پھر آپس میں بیٹھ کر with out any authority فیصلہ کریں۔ یہ جناب بے انصافی ہے ' discrimination ہے ' غلط ہے۔ اس سے میں متفق نہیں ہوں' حالانکہ مسئلہ پر گفتگو سے متفق ہوں ۔ اس لئے میں ہاؤس سے جا رہا ہوں۔

(اس موقع پر اخونزادہ بہرہ ور سعید ہاؤس سے واک آؤٹ کر گئے۔)

جناب چیئرمین۔ محمد علی خان ہوتی صاحب۔

Mr. Muhammad Ali Khan: Sir, at least, I am not a party to it. That only three people from our side would speak and three from the Government.

جناب چیئرمین۔ وہ تو فیصلہ ہو گیا ہے لیکن ٹائم نہیں ہے جی۔

Mr. Muhammad Ali Khan: But I was not party to that.....

جناب چیئرمین۔ اب دقت یہ ہے کہ اب ڈیڑھ بجنے والا ہے۔ اگر آپ وقت زیادہ کریں گے تو بحث مکمل نہیں ہو سکے گی اب پہلے کون صاحب اس پر بولیں گے۔جی فرمائیے' آپ بولیں گے یا محمد علی خان صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد۔ جناب! ہماری طرف سے کوئی پابندی نہیں ہے جو ساتھی بھی بولنا چاہیں ' وہ بولیں۔ تاکہ وقت ہر ایک کو مل جائے۔

جناب چیئرمین۔ میرا خیال ہے کہ حافظ صاحب' ذرا بہرہ ور سعید صاحب کو جا کر آپ لے آئیں۔

پروفیسر خورشید احمد۔ ٹھیک ہے ' بہرہ ور سعید صاحب' ضرور بولیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے اور ساتھی بھی بولنا چاہیں تو بولیں۔ بلکہ میں تو بہت مختصر بات کروں گا۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے مختصر بات کریں تا کہ زیادہ ساتھی تقریر کر سکیں۔

پروفیسر خورشید احمد۔ بات یہ ہے کہ جو ریزولیوشن move کرنا ہے ' اس میں ساری بات آ جاتی ہے ۔ اس کے مطابق میں پڑھ دوں گا۔ کیا خیال ہے آپ کا۔

جناب چیئرمین۔ میرا خیال ہے اس طرح کرتے ہیں کہ مختصراً بیان دے دیں' کیونکہ finally ریزولیوشن تو پڑھنی پڑھے گی مجھے بھی پڑھنی پڑے گی۔ آپ مختصراً بات کرلیں۔

پروفیسر خورشید احمد۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا اور ایوان کا بہت مشکور ہوں کہ اس اہم موضوع کے اوپر ہم نے اپنی عام کارروائی روک کر اپنے جذبات کے اظہار کے لئے اور سینٹ اس ضمن میں جو کردار ادا کر سکتا ہے' اسے واضح کرنے کے لئے اس وقت اس بحث کو لے رہے ہیں۔ میں یہ بات بھی کہنا چاہتاہوں کہ اس کی دو پہلوؤں سے بڑی اہمیت ہے پہلی بات یہ ہے کہ مذاکرات کرنا جہاں اس پہلو سے ایک اہم development چند دن پہلے تک ہندوستان "اٹوٹ انگ اٹوٹ انگ' کا راگ الاپ رہا تھا اور اب کشمیر پر مذاکرات کے لئے تیار ہے۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مذاکرات کی تاریخ بڑی تلخ ہے اور عبرت ناک ہے۔ ۱۹۴۸ء میں جب کشمیر کا مسئلہ حل ہوا چاہتا تھا ہندوستان سکیورٹی کونسل میں گیا مختلف قسم کے وعدے کئے اس کے بعد جب اس نے اپنی پوزیشن کو مستحکم کر لیا تو ہر چیز سے انکاری ہو گیا۔ ۱۹۶۲ء میں جب چین سے ہندوستان نے شکست کھائی اور وہ وقت تھا جب کشمیر کا مسئلہ حل کرنے کے لئے پاکستان نے ضروری اقدامات کر لئے تھے تو ہندوستان نے امریکہ اور برطانیہ کو بیچ میں ڈالا اور مذاکرات کا دروازہ کھولا اور اس کے بعد سے بھٹو اور سورن سنگھ کے مذاکرات کی داستان آپ کے سامنے ہے کہ کس طرح چھ مذاکرات کے بعد سارے معاملے کو ختم کر دیا گیا۔ تو یہ دونوں پہلو ہم نے سامنے رکھنے ہیں اور اسی بنا پر سینٹ کی یہ بڑی ذمہ داری ہے کہ ہم اس موقع پر ان حقائق کو قوم کے سامنے لائیں اور حکومت کو بھی متنبہ کریں کہ وہ کون سا فریم ورک ہے جس میں یہ اہم مذاکرات ہونے چاہئیں اور جس سے سر مو انحراف قومی مقاصد کے ساتھ بددیانتی ہے۔ بلا شبہ سیاسی حل ضروری ہے ۔ سینٹ سیاسی حل تسلیم کرتا ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ آج کشمیر کا مسئلہ پوری دنیا میں جس بنا

پر توجہ کا مرکز بنا ہے وہ تحریک آزادی کشمیر کی قربانیاں ہیں۔ وہ مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کی جدوجہد ہے ۔ بلا شبہ انہوں نے ۴۶ سال میں کبھی بھی ہندوستان کے قبضہ کو جائز تسلیم نہیں کیا اور ہمیشہ وہ استصواب اور حق خود ارادیت کی بات کرتے رہے لیکن اس طرف توجہ نہیں دی گئی۔ تاہم گزشتہ چار سالوں میں جو جدوجہد انہوں نے کی ہے جس کے نتیجے کے طور پر ۲۶ سے ۳۰ ہزار افراد شہید ہوئے ۔ ایک لاکھ کے قریب افراد زخمی اور اپاہج ہوئے ۔ اس وقت تقریباً چالیس ہزار افراد ہندوستان یا مقبوضہ کشمیر کی جیلوں میں ہیں ۔ تین ساڑھے تین ہزار مسلمان خواتین کی آبروریزی ہوئی ہے اور اس میں گینگ ریپ پورے پلان کے ذریعہ سے خاص طور پر ہندوستان کی ہیومن رائٹس کمیٹی کی رپورٹ موجود ہے کہ اس ذریعہ کو باقاعدہ حکومت کی فوجوں نے اور بارڈر پولیس نے استعمال کیا ہے اور as an act of policy بستیوں کی بستیاں جلا دی گئیں ہیں ۔ یہ قربانیاں ہیں جن کی بنا پر آج ہندوستان مجبور ہوا ہے کہ بات کرے ۔ آپ آج ایک سگنل دے رہے ہیں ان مجاہدین کو بھی اور ہندوستان کی حکومت کو بھی وہ سگنل یہ ہے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں ۔ تمہاری قربانیاں رائیگاں نہیں گئیں ہیں ۔ ہم تمہارے ساتھ بے وفائی نہیں کریں گے۔ ہم مذاکرات کی میز پر ان چیزوں کو ہرگز تسلیم نہیں کریں گے جو تم نے اپنے خون سے حاصل کی ہیں۔ جو قربانیوں سے حاصل کی ہیں۔ ہم تمہاری قربانیوں کا حق ادا کریں گے۔ جس مقصد کے لئے تم قربانیاں دے رہے ہو، مذاکرات اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کئے جائیں گے اس سے انحراف نہیں کریں گے اور ہندوستان کو اور پوری دنیا کو ہم یہ پیغام دے رہے ہیں کہ پاکستان کشمیر کے مسئلے کا پر امن حل چاہتا ہے ۔ peaceful حل چاہتا ہے لیکن پرامن حل یہ ہے کہ وہاں استبداد کے نظام کا خاتمہ ہو لوگوں کو سیاسی آزادیاں دی جائیں جو لوگ جیلوں میں محبوس ہیں ان کو رہا کیا جائے ۔ ہندوستان اپنی فوجوں کو فوری طور پر واپس لے کر جائے سب سے پہلے بیرکوں میں اور پھر وہاں سے واپس بھجوایا جائے۔ جیسے کہ کل خود وزیر داخلہ نے بھی اس بات کا اعتراف کیا کہ صرف پچھلے دو مہینوں میں دو ڈوثرن فوجوں کا وہاں اضافہ کیا گیا ہے ۔ اس وقت عالم یہ ہے کہ کشمیر میں ساڑھے پانچ لاکھ فوج ہے۔ آبادی کے ہر چھ افراد کے اوپر ایک فوجی ہے ۔ یہ ratio دنیا میں کسی جگہ بھی موجود نہیں ہے ۔ اس لئے جناب والا! ہم ہندوستان کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ پاکستان امن چاہتا ہے ، دوستی چاہتا ہے لیکن حقائق کی بنیاد پر ، انصاف کی بنیاد پر محض جبر اور زعم اور قوت سے مسائل کو حل نہیں کیاجا سکتا ۔ میں صرف دو extracts آپ کے سامنے ، ایک تازہ مضمون

کے رکھنا چاہتا ہوں جو ہندوستان کے مشہور lawyer اے۔ جی۔ گروانی نے حال ہی میں کشمیر کی پوری صورت حال کا جائزہ لے کر لکھے ہیں ۔ وہ صاف کہتا ہے کہ

On April 2, 1956 Nehru himself spoke in the same vein offering --- April 13, 1956 partition of Kashmir. He had decided to solve the Kashmir dispute within this region. He wanted to achieve peace in such a solution to what he had called on July 8, 1949 in this connection. The world has refused this.

India flatly refused to respond to this challenge through diplomatic activity . It is determined to crush insurgency by force and ask Pakistan as ever to accept a status quo achieved by Indian arms. But there are two new factors in the second Kashmir crises , we witness today which were not present before. (1) The self accession of Kashmir and (2) the systematic brutality of Indian Security forces

جناب والا!یہ پس منظر ہے جس میں ہم مذاکرات کر رہے ہیں ۔ مذاکرات ضرور کیجئے کیونکہ ہم اس بات کا مطالبہ کرتے ہیں یہ مذاکرات اس وقت معنی خیز ہو سکتے ہیں جب یہ پانچ شرائط پوری کر دی جائیں اور وہ پانچ شرائط یہ ہیں جو میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں اسی پر مبنی ریزولیوشن ہم نے تیار کیا ہے اور مجھے خوشی ہے کہ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف دونوں نے اس پر اتفاق رائے کیا ہے-----

جناب چیئرمین۔ پروفیسر صاحب اس کو دیکھ لیں یہ میں آپ کو بھیج رہا ہوں ۔

پروفیسر خورشید احمد۔ پہلی بات یہ ہے۔

جناب چیئرمین۔ پروفیسر صاحب ایک منٹ ۔ میں ذرا ان کو سمجھا دوں تاکہ پھر یہ آپ کو suggestion دے دیں۔

پروفیسر خورشید احمد۔ سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ وہاں پر جبر و تشدد اورظلم کو فوری طور پر روکا جائے۔ ہندوستان نے جو وعدے کئے ہیں خاص طور پر جو ابھی کیا' حضرت بل کا محاصرہ ختم کیا جائے جو ابھی تک ختم نہیں کیا ۔ دوسری چیز یہ ہے کہ جو حضرات پولیٹکل لیڈر شپ

اور دوسرے گروپوں میں ہیں Including Syed Ali Gilani and Shabbir Shah and others are released and a congenial climate is created in the occupies Kashmir تیسری چیز یہ ہے کہ انڈین فورسز کا بیرکوں میں واپس جانا اور ان کا withdrawal شروع کرنا۔ چوتھی چیز یہ ہے کہ negotiations were directed at a final solation of the Kashmir dispute in accordance with the UN resolutions and with the consent of governments of India and Pakistan. اور آخری چیز یہ ہے کہ کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ کشمیر کے لوگ کریں گے اور کشمیر کی رجسٹرڈ موومنٹ کی لیڈر شپ کو اعتماد میں لیا جائے ۔ مذاکرات میں شریک کیا جائے ۔ تا کہ فی الحقیقت اس مسئلے کا حقیقت پسندانہ---

جناب چیئرمین۔ آپ نے already کچھ امنڈمنٹس کر دی ہیں ۔ ٹھیک ہے۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ میں آپ کو دے دیتا ہوں ۔ تو یہ فریم ورک ہے ان شرائط کے پورے ہونے سے کشمیر کے مسئلے کو حل ہونا ہے ۔ ہم حکومت کو بتانا چاہتے ہیں اگر وہ اس فریم ورک میں معاملات کا حل نکالتی ہے تو پوری قوم اس کے ساتھ ہے اور انشاء اللہ کشمیر جلد آزادی ہو گا لیکن اگر خدانخواستہ ہندوستان کے پریشر یا امریکہ کے پریشر کی بنا پر اس راستے سے کوئی بھی ہٹتا ہے خواہ وہ تقسیم کی طرف جائے یا کوئی اور ایسا راستہ ہو ، یہ قوم اسے کبھی قبول نہیں کرے گی اور جو کوئی اس راستے پر جائے گا وہ قوم کے عتاب اور سزا کا مستحق ہوگا ہم جہاں یہ چاہتے ہیں اور دل کی گہرائیوں سے چہتے ہیں کہ مسئلہ حل ہو ، جلد حل ہو لیکن وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ انصاف کے تحت حل ہو۔ کشمیر کے لوگوں کو ان کا حق ملے اور ہمیں یہ اختیار نہیں ہے کہ ہم کشمیر کے لوگوں کی زندگیوں کا سودا کریں ۔ ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم جو وعدہ کشمیریوں سے کیا ہے اللہ سے کیا ہے اور اہل پاکستان سے کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ کشمیر کے لوگ استصواب کے ذریعے سے اپنے مستقبل کا فیصلہ کریں کہ آیا وہ پاکستان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں یا ہندوستان جانا چاہتے ہیں ۔ انہوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ ہندوستان کے ساتھ نہیں رہنا چاہتے لیکن اس کے باوجود ہم چاہتے ہیں کہ بین الاقوامی اہتمام میں استصواب ہو اور وہ اپنی قسمت کا فیصلہ کریں یہ اور صرف یہ راستہ ہے اس کے علاوہ ہر راستہ خواہ اس کا نام بخشش ہو خواہ اس کا نام pandemonium ہو خواہ اس کا نام تقسیم ہو یا لائن آف کنٹرول کو مان لینا ہو یہ تمام جو راستے

ہیں یہ تباہی کے راستے ہیں یہ بیوفائی کے راستے ہیں ان کو ہرگز قبول نہیں کیا جا سکتا اور اس نازک موقع پر ہم چاہتے ہیں کہ حکومت پوری قوم کی تائید کے بعد مذاکرات کرے مسئلے کو حل کرانے اور اس طرح حل کرانے کہ قوم کو معلوم ہو کہ ہاں ہندوستان اب اس معاملے میں سنجیدگی کے ساتھ طے کرنے کے لئے تیار ہے اور اس کے لئے جن پریشرز کی ضرورت ہے یہ پریشرز کشمیر کے اندر بھی ہیں اور پولیٹیکل پریشر پوری دنیا میں بھی ہیں اس میں قطعاً کوئی کمی نہیں آنی چاہیئے یہ چند گزارشات ہیں۔ بہت بہت شکریہ!

جناب چیئرمین۔ جناب محمد علی صاحب۔

جناب محمد علی خان۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! ۲ جنوری ۱۹۹۴ء کو پاکستان اور ہندوستان کے مابین کشمیر کے سلسلے میں پھر بے معنی اور بے نتیجہ مذاکرات شروع ہو رہے ہیں جن کے بارے میں وطن عزیز میں شدید رد عمل پایا جا رہا ہے ۔ قوم کی خاطر ہم نے آج اس ایوان میں یہ قرار داد پیش کی ہے کہ کل قوم کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ کشمیر میں ہندوستان نے اپنے بے پناہ مظالم کو چھپانے کے لئے یا ان پر پردہ ڈالنے کے لئے مذاکرات کی آڑ پھر لے لی اور ہمارے نمائندے اس پر بالکل خاموش تماشائی اور انہوں نے اس ضمن میں اپنے خیالات گورنمنٹ پر آشکارا نہ کئے اور نہ اس ضمن میں حکومت کو اپنی تجاویز پیش کیں۔

جناب والا! اس سے قبل بھی بھارتی وزیر اعظم نے ہمارے وزیر اعظم کو جملہ مسائل پر جن میں کشمیر کا معاملہ بھی شامل تھا ڈسکشن کرنے کی دعوت دی لیکن اس وقت بھی ہم نے اپوزیشن کی طرف سے اس کی مخالفت کی ۔ کیونکہ اس کے لئے دعوت دی لیکن اس وقت بھی ہم نے اپوزیشن کی طرف سے اس کی مخالفت کی ۔ کیونکہ اس کے لئے حالات ساز گار نہیں تھے اور ہمیں خوشی ہوئی کہ ہماری وزیر اعظم صاحبہ نے وہ دعوت قبول نہیں کی اور وہ مذاکرات جوں کے توں پڑے رہے اور آج تک وہ نہ ہو سکے۔ جناب والا! مذاکرات کی کامیابی کے لیے شرط اول تو یہ ہے کہ اس کے لئے جو حالت ہیں وہ نہایت ہی ساز گار ہوں اور جب حالات ساز گار نہ ہوں فضا مکدر ہو تو پھر یہ مذاکرات بے معنی اور بے نتیجہ ہوتے ہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ توضیع اوقات کے سوا اس سے کوئی چیز حاصل نہیں ہوگی اور جو آئندہ مذاکرات بھارت شروع کرانا چاہتا ہے وہ اسی خاطر اپنی خار پالیسی کے تحت دنیا کو یہ چیز بتانا چاہتے ہیں کہ کشمیر کے ضمن میں ہم نے پاکستان ۔ کے ساتھ

مذاکرات شروع کئے ہیں اور ہم نے کر بھی لئے ہیں لیکن وہ اپنے پرانے موقف پر ڈٹے ہوئے ہیں اور ہماری بات ماننے سے وہ بالکل انکاری ہیں اور پھر وہ اس قسم کا پراپیگنڈہ کر رہے ہیں اور اس کا توڑ آج تک ہمارے پاس نہیں ہے اور نہ ہم اس ضمن میں ان کا مقابلہ کر سکیں گے ۔ میں وثوق سے یہ کہتا ہوں کہ یہ مذاکرات شروع ہو گئے تو پھر وہ اپنی پرانی رٹ جو ہے اسے دہرائیں گے کہ ہندوستان میں اور کشمیر میں جتنے بھی دہشت گرد ہیں ان کو بھیجنا بند کر دیں کیونکہ کشمیر ہندوستان کا ایک اٹوٹ انگ ہے ۔ تو جناب والا! سیکرٹیریوں کی میٹنگ کو تو چھوڑیئے ۔ راجیو گاندھی جب یہاں تشریف لائے تھے تو اس وقت بھی ہماری وزیر اعظم صاحبہ کے سامنے یہ الفاظ دوھرائے گئے تھے کہ کشمیر جو ہے وہ ہمارا اٹوٹ انگ ہے لیکن بدقسمتی سے اسے اس وقت کوئی خاطر خواہ جواب نہ مل سکا بلکہ صرف یہ کہنے پر اتفاق کیا گیا کہ we have different perceptions لیکن اس وقت کوئی زور دار جواب نہیں دیا گیا۔ آج بھی مسٹر نرسہا راؤ اور ان کے وزیر خارجہ یہی الفاظ دہرا رہے ہیں اور پھر بھی ہم ان سے مذاکرات کے شوق میں اپنے آپ کو پھنسا رہے ہیں ۔ میں حیران ہوں کہ یہ کہاں کی ڈپلومیسی ہے ۔ جناب والا! مذاکرات کو ہم اس وقت کامیابی تک پہنچا سکیں گے جب وہ اس موقف کو چھوڑ دیں کہ کشمیر ہندوستان کا اٹوٹ انگ ہے کیونکہ اگر آپ تاریخ کا بنظر غائر مطالعہ فرمائیں تو جناب والا ہندوستان خود ایک متحد ملک نہیں تھا نہ انگریز کی آمد سے پہلے اور نہ انگریز کے جانے کے بعد۔ لہذا نہ کشمیر ہندوستان کا حصہ رہا ہے نہ اب ہے اور نہ انشاء اللہ آگے جا کر رہے گا۔ اب کشمیر کو مزید قابو میں رکھنا ہندوستان کے لئے بہت مشکل ہوگا اور یہ ان کے بس کی بات نہیں ہے اور اب انہوں نے تھرڈ آپشن کا شوشہ چھوڑ دیا ہے کہ کشمیر کو تقسیم کیا جائے ۔ لداخ اور جموں ہندوستان کو دیں اور آزاد کشمیر اور کشمیر ویلی کو ایک نیا ملک بنائیں جس کی حیثیت ایک نئے بھوٹان جیسی ہو جو ہر وقت ہندوستان کے رحم و کرم پر رہے۔

جناب والا! اسی طرح جو پاکستان کی سرحدات ہیں وہ سمٹ کر مری تک پہنچ جا ہیں گی لیکن دوسری طرف اقوام متحدہ کی وہ جو قرار دادیں ہیں وہ بالکل واضح ہیں کہ وہاں کشمیریوں کو حق خود ارادیت دیا جائے وہاں استصواب رائے ہو جس میں لوگ یہ فیصلہ کر سکیں کہ آیا وہ ہندوستان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں یا وہ پاکستان کے ساتھ الحاق کرنا چاہتے ہیں ۔ جناب والا! اس میں تیسری آپشن کی سرے سے کوئی گنجائش ہے ہی نہیں ۔ اب ہندوستان کی طرف سے یورپ اور امریکہ میں بھی یہ باتیں ہو رہی ہیں اور مسٹر سولارز نے بھی کچھ ایسی باتیں کہی ہیں کہ سکیورٹی کونسل کی جتنی بھی

قرار دادیں ہیں وہ بوسیدہ ہو گئی ہیں۔ لہذا اب ہم کو ایک نئی سوچ اپنانی پڑے گی اور پھر اس ضمن میں نٹور سنگھ نے بھی اسی نئی سوچ کے انداز میں کہا کہ پاکستان کو اب وہاں استصواب کی بات بھول جانی چاہیئے اور ساتھ یہ بھی کہا کہ جب ہمارے ساتھ بات کریں اور fresh ideas لے کر آئیں اور پرانی چیز کو وہ بالکل چھوڑ دیں۔

جناب والا! مسٹر نٹور سنگھ کے بیان کے بعد پھر بل کلنٹن صدر امریکہ نے بھی ایک بیان دیا تھا جس میں کشمیر کا ذکر تھا ۔ and I would quote that the bloody ethnic religious and civil wars ravaged from Ingola to the caucasus and Kashmir حالانکہ جو کچھ کشمیر میں ہو رہا ہے۔ وہ جناب والا! نہ تو لسانی ہے نہ مذہبی ہے بلکہ بل کلنٹن نے تو اس کو ایک سول وار کی حیثیت دے دی ہے اور یہ ساری ذمہ داری مجاہدین آزادی کشمیر پر ڈال رکھی ہے حالانکہ وہاں پر ایک ظالم حکومت نے غریب ' نہتے اور بے بس کشمیریوں کو ایسا جکڑا ہوا ہے جس کی تاریخ میں مثال ملتی ہی نہیں ۔

اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور اس دوران مسٹر بل کلنٹن نے یہ بھی کہا فلسطین کے بارے میں کہ جتنی قرار دادیں اس کے بارے میں اقوام متحدہ نے پاس کی ہیں وہ بوسیدہ اور عمر رسیدہ ہو گئی ہیں لہذا انہیں اب ختم تصور کیا جائے ۔ ہمیں یہ خوف ہے جناب والا! کہ اب یہ معاملہ نہ شروع ہو جائے کہ کشمیر کے بارے میں جتنی بھی قرار دادیں پاس ہوئی ہیں وہ بوسیدہ ہو گئی ہیں عمر رسیدہ ہو گئی ہیں لہذا اب ہمیں نئی سوچ کو اپنانا چاہیئے ۔ اب حکومت کو چاہیئے کہ اس ضمن میں اپنا ایک مضبوط موقف قائم کرے اور معذرت خواہانہ پالیسی بالکل ترک کر دے۔ جناب والا! جہاں تک بھارت کے ساتھ مسئلہ کشمیر پر مذاکرات کا تعلق ہے تو ہم اس کے خلاف نہیں ہیں جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ اس کے لئے حالات سازگار بنانے چاہیئں اور اگر ہندوستان واقعی کشمیر کا معاملہ حل کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیئے کہ سب سے پہلے اٹوٹ انگ کی جو بات ہے اسے ختم کرے اور اعلانیہ یہ کہہ دے کہ کشمیر ایک متنازعہ علاقہ ہے اور نمبر ۲ اس کے ساتھ وہاں جو لاکھوں فوج مجتمع ہے ان کو وہاں سے نکالنے کی کوشش کرے ۔ اس میں خاطر خواہ کمی کی جائے ۔ ساتھ ہی جو ظلم وہاں انہوں نے غریب اور نہتے کشمیریوں پر روا رکھا ہے اسے فی الفور بند کر دے اور اس ضمن میں جتنے بھی ہزاروں کی تعداد میں کشمیری قیدی کچھ کشمیر کے اندر اور کچھ ہندوستان کے دیگر حصوں کی جیلوں میں سڑ رہے ہیں ان کو بھی فی الفور رہا کر دے۔اور اس کے

ساتھ وہاں اقوام متحدہ کی قرار دادوں کے مطابق راہ ہموار کرنی چاہیئے استصواب رائے کے لئے ۔ جب اس میں مزید کوئی پیش رفت ہو جائے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ پھر کشمیر کے سلسلے میں بھارت کے ساتھ جو بھی ہم مذاکرات کریں گے وہ یقیناً مذاکرات نتیجہ خیز ہوں گے ۔

جناب والا! دوسری بات یہ کہ جب تک کشمیری حریت پسندوں کے نمائندے ان مذاکرات میں شرکت نہیں کریں گے یہ مذاکرات بے معنی ہوں گے۔ جناب والا! حریت پسند ان مذاکرات میں اس وقت تک حصہ نہیں لے سکتے جب تک کشمیر میں مکمل امن و امان نہ ہو اور ان کے جتنے بھی سیاسی قیدی ہیں ان کو رہا نہ کیا جائے تو یہ سارے واقعات ہیں اس لئے حکومت کو چاہیئے کہ مذاکرات سے قبل ہندوستان پر یہ بالکل صاف کر دے کہ جب تک آپ یہ معاملات درست نہیں کریں گے ۔ مذاکرات بے معنی ہوں گے ۔ کیونکہ اس ضمن میں یہ پہلی بار نہیں ہے متعدد بار مذاکرات ہوئے ہیں اور ان کا نتیجہ آج تک صفر رہا ہے ۔ لہذا جب اس ضمن میں کافی پیش رفت ہو جائے تو پھر مذاکرات انشاء اللہ نتیجہ خیز ثابت ہوں گے۔ ہم مذاکرات کی مخالفت نہیں کرتے لیکن موجودہ وقت میں جو مذاکرات ہیں۔ میں سمجھتا ہوں بلکہ میں یہ لکھ کر دینے کے لئے تیار ہوں کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین۔ ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب چیئرمین! پروفیسر صاحب کے جیسے خیالات ہیں ویسے ہی ہر پاکستانی کے خیالات ہیں ۔ حکومت پاکستان بھی ہم میں سے ہے ۔ اس ضمن میں چونکہ پاکستان نے بڑی قربانیاں دی ہیں ۔ کشمیریوں کی اس جدوجہد میں اور اسی وجہ سے پاکستان پر تین جنگیں بھی مسلط کی گئیں ۔ اب جہاں تک بات مذاکرات کی ہے۔ اس ضمن میں یہ صورت حال ہے کہ وزیر اعظم کی سطح تک کی جو مذاکرات کی بات ہے تو آپ کو بھی علم ہے اور معزز اراکین کو بھی پتہ ہے کہ محترمہ نے نرسمہا راؤ سے مذاکرات اسی لئے نہیں کئے اور انہی شرائط کے تحت کہ جب تک وہاں سے کشمیریوں پر ظلم ڈھائے جا رہے ہیں وہ بند نہ ہوں تو مذاکرات کا کوئی فائدہ نہیں۔ وہاں پر انسانی حقوق پائمال ہو رہے ہیں بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ انسان کشی ہو رہی ہے ۔ مسلمانوں کو بے دریغ قتل کیا جا رہا ہے ان کے حقوق اور انسانیت پر ڈاکہ زنی ہو رہی ہے ۔ اس کے ساتھ پھر اس سطح پر نیچے آنے کے لئے مذاکرات کا ایک پہلو اور بھی ہے ۔ وہ ہمیں غور سے

سوچنا پڑے گا کہ اس کا فیصلہ سیکرٹیری کی سطح پر کیوں کیا گیا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ بحیثیت مسلمان جب ہم اپنی تاریخ کو دیکھتے ہیں تو ہم تمام اسباب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لیتے ہیں۔ تو میں صلح حدیبیہ بطور ایک حوالہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ مسلمان قوم وہ ہے جو ہمیشہ مذاکرات کو ترجیح دیتی رہی ہے اور کفار سے بات کرتی رہی ہے۔ میں ایک اور چیز بھی یہاں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہم مذاکرات کس سطح پر نہیں کریں گے اور ٹھیک ہے یہ اصولی موقف ہے کہ وہاں پر آرمی نہیں ہونی چاہیئے وہاں سے نکال لینی چاہیئے۔ ظلم بند اور سیاسی قیدی رہا ہونے چاہئیں اور پرامن ماحول ہو اور پھر یہ کہ اٹوٹ انگ والا راگ جو الاپ رکھا ہے تو میں اب یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ اب انڈیا نے چھوڑ دیا ہے۔ جب اس کے وزیر اعظم نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ مذاکرات ہونے چاہئیں۔ اٹوٹ انگ اگر ہوتا تو مذاکرات کی بات ہی نہ ہوتی۔ اب تو بین الاقوامی سطح پر چاہے کوئی ملک ہو یہ تسلیم کر چکا ہے کہ کشمیر جو ہندوستان کے پاس ہے وہ ایک متنازعہ علاقہ ہے۔

جہاں تک بات مذاکرات کا تعلق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو حکومت نے سیکرٹیری لیول پر مذاکرات شروع کئے ہیں اور انہوں نے یہ عندیہ بھی دیا ہے کہ فوجیں وہاں سے نکالیں۔ ظلم بند کریں امن ہو، سب کچھ ہو۔ ان شرائط کے باوجود اگر مذاکرات ہوتے ہیں تو اس میں ہمیں ایک چیز مدنظر رکھنا ہوگی کہ بین الاقوامی سطح پر ہمارے پاس ایک جواز ہوگا اور اس مسئلہ کو اگر ہم اس سطح پر حل کرنے کے قابل نہیں ہوتے یا کوئی مثبت پیش رفت نہیں ہوتی تو بین الاقوامی اداروں میں ہم اس مسئلے کو اٹھانے کے مجاز ہوں گے۔ ہمارے پاس ایک اخلاقی طاقت ہوگی۔

مسلمان قوم نے کبھی بھی مذاکرات سے انکار نہیں کیا۔ اس کی مثال میں ابھی دیتا ہوں کہ فلسطینیوں کے حقوق کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ ابھی وہ مصر میں مذاکرات کر رہے ہیں اور اس میں انور سادات نے بھی مذاکرات کئے۔ قومیں ایک دوسرے سے مذاکرات کرتی ہیں اور پھر مسلمانوں کی تو یہ سرشت میں ہے کہ وہ مذاکرات کو خوش آمدید کہتے ہیں اور مذاکرات ہی وہ واحد چیز ہے او یہ ثابت ہم نے کرنا ہے کہ وہ واقعی متنازعہ علاقہ ہے اگر ہم مذاکرات ہی نہیں کریں گے۔ انڈیا پھر یہ باور کروانے میں کامیاب رہے گا بین الاقوامی سطح پر کہ پاکستان جو ہے وہ مذاکرات کے لئے کسی طریقے سے تیار نہیں ہے اور پھر ہم پہ جو وہ الزامات لگاتے رہتے ہیں کہ جناب والا! یہ تخریب کار ہیں اور یہ وہاں کی مقامی آبادی کی اپنی آزادی کی تحریک نہیں ہے بلکہ اس کو پاکستان کی پشت پناہی حاصل ہے۔ اس طریقہ کار سے اس بات کو تقویت ملتی ہے اس بات کو

ختم کرنے کے لئے بھی یہ انتہائی ضروری ہے کہ کسی سطح پر کم از کم مذاکرات ہوں اور ضرور ہوں اور ہمارا جو سیکرٹیری خارجہ وہاں جائے گا تو کیا وہ ہاتھ باندھ کر سامنے بیٹھ جائے گا کہ جو آپ فرما رہے ہیں وہی ہم قبول کرتے ہیں تو یہی چیزیں وہ بھی پیش کرے گا۔ اس پر بحث ہوگی، بات ہوگی۔ کیا وہ مان کر آ جائے گا کہ ان کی بات سچی ہے اور ہماری جھوٹی۔ حالانکہ اس پہ تو ہم سچ پہ ہیں۔اس لئے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس پہ ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ مذاکرات واحد چیز ہے۔ جب رسول پاک نے کفار سے بات چیت کی تو صلح حدیبیہ کا معاہدہ ہوا۔ اس وقت یہ کہا گیا کہ یہ بڑی شرائط جو رکھی گئی ہیں وہ مسلمانوں کے حق میں نہیں ہیں لیکن بعد میں وہ فتح مبین ثابت ہوئی۔ میں کہتا ہوں کہ یہ جو پوائنٹ آ چکا ہے کہ جس کو اٹوٹ انگ والی رٹ ختم ہونے والی ہے اور ہو چکی ہے۔ یہ تو ہم نے کنفرم کرنا ہے۔ بین الاقوامی سطح پر ہم نے عندیہ دینا ہے کہ ہم صلح پسند قوم ہیں۔ ہم انتشار پسندی نہیں کر رہے ہیں، بلکہ یہ ساری کارروائی جو ہے ہندوستان کر رہا ہے ظلم کر رہا ہے انسانیت کو قتل کر رہا ہے، حقوق پامال کر رہا ہے، غاصبانہ قبضہ کیا ہوا ہے اور اس کو ۱۹۴۸ء اور ۱۹۴۹ء کی قرار دادوں پر عمل کرنا چاہیئے۔ جواہر لال نہرو نے پیش کیا تھا وہ کیس اقوام متحدہ میں، پاکستان نہیں لے گیا تھا یہ باور کروانا ہے اور آپ نے دیکھا بھی ہوگا اور اخبارات میں پڑھا ہو گا کہ محترمہ وزیر اعظم جب تشریف لے گئی، ایران اور ترکی میں بھی تو یہی مسئلہ سرفہرست آیا ہے اور جہاں بھی گئی ہیں انہوں نے یہی مسئلہ اٹھایا ہے۔ چین کے دورے پہ گئی ہیں اور تمام حالات اور واقعات ان ممالک کے سامنے رکھے ہیں۔ اس مسئلہ پہ پاکستان نے جو کوشش کی ہے اس کے نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ بات چیت، مذاکرات وہ بنیادی چیز ہے جو ضرور ہونے چاہئیں یہ شرائط اپنی جگہ پہ درست ہیں کہ ہمیں اتفاق ہے لیکن مذاکرات ہونے ضروری ہیں اور ان وجہ سے تاکہ بین الاقوامی سطح پر ہماری ساکھ کو کوئی نقصان نہ پہنچے اور پاکستان کا موقف درست ثابت ہو۔ ہم دوسروں کو بتا سکیں کہ ہم تو کرتے ہیں وہ مذاکرات نہیں کرتے۔ اصل میں مسئلے کو اجاگر کرنے کے لئے یہ ضروری بات ہے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ اب جناب راجہ ظفر الحق صاحب۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ جناب چیئرمین! مذاکرات کے بارے میں بالعموم کوئی بھی ملک یہ نہیں کہہ سکتا کہ کوئی متنازعہ معاملہ ہو تو اس پر مذاکرات کرنے کو وہ تیار نہیں ہے لیکن اس بار جو

مذاکرات کی ابتداء ہوئی ہے وہ ایک لمحہ فکریہ بھی ہے اور کشمیر کی جدوجہد آزادی میں ایک انتہائی نازک مرحلہ بھی ہے ۔ آپ کو علم ہے کہ نومبر کے issue میں ہندوستان کا ایک بڑا موقر ماہنامہ ہے " India Today " اس میں کشمیر میں ہندوستان کے گورنر جو آرمی کے سابقہ چیف آف سٹاف ہیں کرشنا راؤ ، ان سے کسی نے یہ سوال پوچھا کہ آپ کے خیال میں کتنا عرصہ اور لگے گا کہ آپ کشمیر کے حالات جو ہیں اپنی مرضی کے مطابق کر لیں گے تو اس نے کہا کہ اگر کوئی اس پراسس میں جس پہ ہم چل رہے ہیں ، یعنی کشمیریوں کو قتل کر رہے ہیں ، خواتین کی بےحرمتی کر رہے ہیں اور کوئی نوجوان ایسا نہیں ہے جسے گھر سے نکال کر اسے چھوڑ دیا ہو اس نے کہا کہ جو پالیسی ہم نے اختیار کی ہوئی ہے گھروں کو جلانے کی ، دوکانوں کو جلانے کے انسانوں کو مارنے کی اگر ہمیں اس میں کوئی interruption نہ ہوئی تو اس نے کہا کہ میرا اندازہ یہ ہے کہ تین چار مہینے میں ہم militants کو ختم کر سکیں گے لیکن اس کے ساتھ ہی ایک اور move بھی چل رہی تھی کہ کشمیریوں پر اس قسم کے مظالم کی وجہ سے دنیا میں بہت سست رفتاری سے ، بڑی تکلیف دہ pace سے یہ realization بھی ہو رہی تھی کہ جو کچھ وہاں ہو رہا ہے وہ انسانی ضمیر قبول نہیں کر سکتا اور انڈیا پر ہر جگہ اتنا پریشر بڑھا کہ خود ہندوستان کے اندر لوگوں نے یہ محسوس کرنا شروع کر دیا کہ جو پالیسی وہاں اپنائی جا رہی ہے وہ ہندوستان کے چہرے کو ہر روز سیاہ کرنے کے لئے کافی ہے۔

جو مظالم کشمیریوں پر ہندوستان ڈھا رہا ہے وہ تو ۱۹۴۷ء سے کرتا چلا آ رہا ہے لیکن گزشتہ چار سال سے جو کچھ وہاں ہو رہا ہے وہ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ نہ فلسطین میں ہوا نہ جنوبی افریقہ میں ہوا اور نہ کسی اور جگہ پر جہاں کوئی جنگ آزادی لڑی گئی ہو ، وہاں ہوا ہو لیکن جب دنیا میں یہ realization بڑھی اور ہندوستان کے لئے وقتیں پیدا ہوئیں تو پھر اقوام متحدہ میں سعودی عرب نے اور باقی ممالک نے مل کر اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے ممالک نے الگ میٹنگ کرکے افریقہ کے گروپ کے ساتھ تعاون کے ساتھ ایک قرار داد پیش کی جس میں سکیورٹی کونسل کو یہ کہا گیا کہ وہ کشمیر میں اپنے نمائندے بھیجے فوری طور پر وہاں جا کر دیکھیں کہ human right violations کس قسم کی ہو رہی ہیں اور اسی طریقے سے آپ نے دیکھا ہوگا کہ بھارت کے بہت سارے جریدوں نے یہ لکھا کہ پاکستان کو ساٹھ سے زائد ممالک کی حمایت اس قرار داد پر حاصل ہو چکی ہے اور بھارت کے ساتھ صرف دس بارہ ممالک ایسے ہیں جنہوں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ ہم اس قرار داد کو

پاس نہیں ہونے دیں گے ۔ سکیورٹی کونسل کی پوزیشن کچھ odd سی ہے اور آپ کو بھی معلوم ہے کہ جنرل اسمبلی میں چھوٹے ممالک، تیسری دنیا کے ممالک اور یہ نو آبادیاتی نظام سے، امپریل ازم سے اور colonialism سے نکلے ہوئے ممالک کی تعداد بڑی زیادہ ہے ۔ ان سب نے مل کر کیفیت ایسی پیدا کی کہ ایک بڑی اکثریت نے اس قرار داد کی حمایت کا وعدہ کیا ۔ جس کی وجہ سے ہندوستان کے پاس کوئی چیز نہ رہ گئی اور خود ہندوستان کے جرائد نے یہ لکھا کہ اب ہندوستان کے پاس وقت نہیں رہ گیاکہ اس situation کو وہ ٹھیک کرسکے نہ اس کے پاس لوگوں کو win-over کرنے کے لئے کوئی ٹائم ہے اور نہ کوئی اس کا ساتھ دینے کو تیار ہے اورکشمیریوں کے مظالم جو ہیں ان سے لوگوں کو اس چیز کا اعتماد ہو چلا ہے کہ جو کچھ ہندوستان کر رہا ہے وہ ناقابل برداشت ہے ۔ اس حالت میں جب کہ وہ قرارداد پیش ہوئی تھی ۔ اس کے بعد فوری طور پر مذاکرات کے لئے ایک بہانہ ڈھونڈا گیا۔ ایک نیک ذریعے سے اس ساری چیز کو blockade کرنے کی کوشش کی گئی اور آپ کو پتہ ہے کہ جنرل اسمبلی کا اجلاس ستمبر میں شروع ہوتا ہے اور دسمبر مڈل میں ختم ہو جاتا ہے ۔ اس بار بھی وہ 20/21 ستمبر کو شروع ہوا اور ۱۸ دسمبر کو اجلاس ختم ہو گیا لیکن دسمبر کے ابتدائی ہفتے کے اندر ہندوستان نے تگ و دو کرکے پاکستان کو اس بارے میں راضی کر لیا کہ قرارداد پاس نہ ہو، حکومت پاکستان کہتی ہے کہ ہم نے قرارداد withdraw نہیں کی، آپ نے wihtdraw نہ کی ہوگی لیکن آپ کہتے ہیں کہ ملتوی ہوا، ملتوی کتنے دن کے لئے ہوا، کرشنا راؤ تین چار مہینے مانگتا تھا ہم نے ان سے مذاکرات کی بات کرکے اس قرار داد کو ملتوی کرا کر سال اس کو اور دے دیا اور جو tempo بنا ہوا تھا اس کو ختم کر دیا۔

میں پوائنٹ سکور کرنے کے لئے یا حکومت کو زچ کرنے کے لئے نہیں کہہ رہا ۔ میں صرف اس لئے کہتا ہوں کہ یہ قومی نقصان ہے، کشمیریوں کی منزل کو مزید دور کر دیا گیا ہے اس وجہ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی نقصان دہ بات تھی اور ہندوستان کے جرائد نے اس کے بعد کیا لکھا میں اس کی کاپی مہیا کر سکتا ہوں لیکن مجھے پتہ نہیں تھا کہ آج کشمیر پر بحث ہونی ہے ۔ انہوں نے یہ لکھا ہے ۔ unexpected benefit مذاکرات کی وجہ سے، باقی ممالک نے بھی کہا بس ٹھیک ہے یہ، وہ قرار داد ملتوی ہوگئی ۔ اب آپس میں بیٹھ کر باتیں کرو۔ جیسے پہلے کیا کرتے تھے اور اب پھر حکومت کو احساس ہوا ہے ہم آئے روز حکومت کی طرف سے بیانات پڑھتے ہیں آئے روز بیانات پڑھتے ہیں ۔ وزیر خارجہ کی طرف سے، اب یہ احساس ہو رہا ہے کہ مذاکرات کا کوئی فائدہ

نہیں ۔ جیسے پہلے ہوتے تھے ۔ ویسے ہی ہوں گے لیکن اب اس کا کیا فائدہ اب اس میں ایک soft peddling شروع ہو گئی ہے ۔ اب اس میں یہ بھی شروع ہو گیا ہے کہ جی اب وہاں بند نہ کریں گے لیکن یہ آپ کو وہاں یو این او میں کہنا چاہئے تھا کہ قرارداد پاس کرو اور اس پر عملدرآمد دیکھا جائے گا کوئی فوراً تو نہیں ہونے گا تھا قرارداد پاس ہو جاتی ہندوستان پر ایک ایسا عالمی دباؤ مزید پڑتا ۔ جس کی وجہ سے ہندوستان پھر بامقصد مذاکرات کرتا۔

اب تو وہی ہسٹری ہے جو اس سے پہلے تھی اور ہندوستان نے ان مذاکرات کے معاملے میں دو طرح کی پالیسی اپنائی ہوئی ہے پہلے تو وہ مذاکرات پر راضی نہیں ہوتا ۔ اس کو وہ انوٹ انگ سمجھتا ہے اور میں وزیر صاحب کی اس بات کی تردید کرتا ہوں کہ ہندوستان نے اب تسلیم کر لیا ہے کہ وہ متنازعہ معاملہ ہے اس لئے مذاکرات کر رہا ہے یہ غلط ہے۔ ہندوستان نے سرکاری طور پر کبھی یہ نہیں کہا کہ ہم اپنی پوزیشن کو retrace کرتے ہیں اور وہ ختم کرتے ہیں اور اب یہ متنازعہ ہے صرف بات چیت سے نہیں ہوتا ۔ ہندوستان جب بات کرتا ہے تو پہلے یہ کہتا ہے کہ جی پہلے soft issues کے اوپر بات کریں ۔ قدم بہ قدم آگے چلیں گے جب یہ معاملات طے ہو جائیں گے تو پھر اس کے بعد کہیں جا کر وہ جو ایسا گمبھیر اور پیچیدہ مسئلہ ہے اس پر بات کریں گے' پہلے فضا ہموار کرو اور تجارت پر بات کرو اور ویزا کی پابندیوں کو ہٹانے کی بات کرو' مواصلات کی بات کرو' سفر کی بات کرو' ثقافتی وفدوں کے ادھر ادھر آنے جانے کی بات کرو اور پھر اس کے بعد کہیں جا کرکے کشمیر کی بات ہوگی ۔ یہ کئی بار ہو چکا ہے ۔ مرحوم ذوالفقار علی بھٹو نے سورن سنگھ کے ساتھ چھ سات بار مذاکرات ' کبھی یہاں ' کبھی وہاں کرنے کے بعد ' یہ کہا تھا کہ ان کے ساتھ مذاکرات کا کوئی فائدہ نہیں ہے ۔ انہوں نے جو یہ کہا تھا کہ کوئی فائدہ نہیں ہے یہ تجربے سے کہا تھا اور ہم اس دفعہ خود اس ٹریپ میں پھنستے چلے جا رہے ہیں اور اس کو صلح حدیبیہ قرار دے رہے ہیں ۔ جب جنرل نیازی نے وہاں اروڑا کے ساتھ بیٹھ کر دستخط کئے تھے تو کیا وہ بھی صلح حدیبیہ تھی ' ہر معاملہ جس کے اوپر آدمی کوئی ایسی صورت لے لے جس میں مداہنت ہو ' جس میں کمزوری ہو جس میں آدمی اپنا راستہ کھوٹا کر دے تو وہ بلاوجہ بغیر سند کے یہ کہے کہ یہ صلح حدیبیہ ہے ' صلح حدیبیہ جیسی مقدس چیز جس میں پیغمبر اسلام خود موجود ہوں ' جن کے پاس وحی کی سہولت حاصل تھی ۔ اس کو آدمی ہر معاملے میں جہاں کمزوری دکھائے وہاں اس کو صلح حدیبیہ قرار دے دے ایسا نہیں ہے اسلام کا تو تقاضا یہ ہے کہ مسلمان نہ دھوکہ دیتا ہے نہ دھوکہ کھاتا ہے ہم

یہ نہیں چاہتے کہ ہندوستان کے ساتھ کوئی دھوکہ کیا جائے لیکن یہ بات بھی ضرور ہے کہ کوئی ایسا راستہ اختیار نہ کیا جائے جس سے خود دھوکہ کھا کر آپ اپنی بھی اور کشمیریوں کی منزل کو بھی کھوٹا کریں اور ان کے لئے مزید آزمائش پیدا کر دیں۔

پھر ایک اور بڑی بات ہے کہ فلسطین کے معاملے کے اوپر آپ نے دیکھا کہ پہلے اسرائیل فلسطینیوں سے بات نہیں کرتا تھا پھر کہتے تھے کہ پی ایل او تو بات ہی نہیں کر سکتا لیکن اگر بات چیت میں کوئی فلسطینی شامل ہونا چاہتا ہے تو وہ اردن کے وفد کے ساتھ ہو سکتا ہے وہ مصر کے وفد کے ساتھ ہو سکتا ہے لیکن مصر نے انکار کیا کہ ہم کوئی ایسا وفد بنانے کو تیار نہیں جس میں فلسطینیوں کو صرف رکن کے طور پر شامل کیا جائے ۔ آپ فلسطینیوں سے براہ راست بات کریں ۔ چونکہ غزہ کی پٹی جو مصر کی سرحد کے ساتھ ملتی ہے ۔ ہمیشہ اسرائیل کی اور امریکہ کی یہ خواہش رہی ہے کہ وہ مصر کو ہی دے دی جائے یا اس کے ساتھ کوئی معاملہ طے کر لیا جائے لیکن مصر نے اس سے انکار کیا۔ جب اردن کے وفد کے اندر فلسطینیوں کو شامل کرنے کی بات ہوئی اس میں بھی یہ قدغن لگائی تھی کہ پی ایل او کا کوئی آدمی نہ ہو بلکہ عام فلسطینیوں میں سے کوئی ہو جو اردن کے وفد میں شامل ہو لیکن رفتہ رفتہ یہ معاملہ ہوا ہے کہ فلسطینیوں نے نہ اردن نہ مصر نہ کسی اور اپنا ایجنٹ بنایا۔ انہوں نے خود بات چیت اب شروع کر دی ہے۔

میں یہ کہتا ہوں کہ اگر پاکستان کشمیریوں کی قسمت کے ساتھ اس طریقے سے کھیلتا رہا جیسا کہ اس مرتبہ ہوا ہے تو میں ایک ذمہ دار پاکستانی کی حیثیت سے کہتا ہوں کہ کل کشمیری خود بات چیت کرنے کے لئے راضی ہو جائیں گے اور آپ کو کوئی پوچھے گا بھی نہیں ۔ اس کیفیت کو رفع کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان مذاکرات میں بھی کشمیریوں کو شامل کیا جائے یہ کوئی زمین کا معاملہ نہیں ہے کہ تھوڑا سا ٹکڑا ادھر مل جائے اور تھوڑا سا ٹکڑا ادھر مل جائے۔ یہ انسانی حقوق کا معاملہ ہے یہ ایک کروڑ بیس لاکھ انسانوں کا معاملہ ہے اور آپ دیکھتے ہیں کہ وہاں جو جماعتیں مزاحمت کر رہی تھیں ۔ حریت کشمیر کے لئے اتحاد بنا ہوا ہے اس کو ہندوستان کی حکومت نے کئی بار اپروچ کیا، کھلے طور پر بھی اور خفیہ طور پر بھی ، نمائندے بھیج کر ڈائریکٹلی ، اور انڈائریکٹلی ان کو اپروچ کیا کہ آپ ہمارے ساتھ بیٹھ کر بات کریں لیکن انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے اس دھوکے میں نہیں آنا چاہتے ۔ آپ پہلے اس بات کو تسلیم کریں کہ جو کچھ ظلم آپ کر رہے ہیں اس کو پہلے آپ بند کریں تو پھر اس کے بعد ہم بات چیت کرنے کے لئے تیار ہوں

گے اور وہ بھی آزادی کے بارے میں، خود مختاری کے بارے میں، اس لئے یہ کوئی معمولی معاملہ نہیں ہے کہ چلو جی کسی نے سیٹی بجا دی تو مذاکرات ہو گئے۔ مذاکرات کی وجہ سے اکثر ممالک جو اس معاملے میں آپ کا ساتھ دے رہے تھے وہ بھی محسوس کر رہے ہیں کہ ٹھیک ہے کہ ہم اس میں کوئی مداخلت نہیں کرنا چاہتے فضا کو خراب نہیں کرنا چاہیئے، ہندوستان کو کنڈم نہیں کرنا چاہتے۔ لہذا مذاکرات ہوں۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا حکومت سے کہ کوئی مذاکرات ایسے جو کشمیر کے بارے میں ہوں کشمیر کے مستقبل کے بارے میں ہوں اب ماحول ایسا ہے کہ جس میں بغیر اس بات کے کہ کشمیریوں کو شامل کیا جائے۔ مذاکرات میں کبھی کوئی پیش رفت نہیں ہو سکتی اور حکومت سارا الزام اپنے اوپر لے گی اس لئے یہ مناسب لگتا ہے کہ یہ چیز لازماً قرار دی جائے کہ کشمیریوں کو اس میں شامل کر کے مذاکرات کئے جائیں ورنہ یہ پاکستان کے لئے بھی اچھا نہیں ہو گا اور کشمیریوں کے لئے بھی اچھا نہیں ہو گا۔

اسی طریقے سے جیسے پہلے افغانستان کے معاملات میں بھی انڈائریکٹ مذاکرات ہوتے رہتے تھے کبھی پاکستان کو بلا لیا کبھی کسی کو اور۔ پھر روس نے اور امریکہ نے براہ راست افغان تنظیموں کے ساتھ بات چیت شروع کر دی اور ایک وقت ایسا آیا کہ باقی دنیا تو اس مسئلے میں موجود تھی لیکن پاکستان موجود نہیں تھا اس لئے میں ایک نازک مرحلے کے اوپر وارننگ دیتا ہوں ہمدردی سے، پوری ذمہ داری سے کہ اس مرحلے کے اوپر اگر اس قسم کی حرکت کی گئی اور اب حکومت کی طرف سے بھی اس خدشے کا اظہار کیا جا رہا ہے تو اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔ لہذا کشمیریوں کو شامل کئے بغیر مذاکرات نہ کئے جائیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ یو این او کی ایجنسی کو درمیان میں سے نکال کر ایک بین الاقوامی مسئلے کو اس کے status کو lower کرنے کے لئے ہندوستان نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ وہ اس معاملے کو bi-lateral بنائے۔ bi-lateral کئی طریقے سے وہ بناتا ہے بات چیت کے ذریعے سے بھی بناتا ہے اور پھر جب پاکستان ہندوستان کی جنگ ہوتی ہے تو اس کو بھی وہ bi-lateral بنا لیتے ہیں کشمیر کا معاملہ back burner پر چلایا جاتا ہے اور پاکستان ہندوستان کے مذاکرات آگے ہو جاتے ہیں لہذا اس سے بھی اجتناب کیا جائے۔

میں آخری گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں یہ فضا بنائی جا رہی ہے۔ سیکرٹیریز کی سطح پر پہلے بات چیت ہوگی اور بعدمیں وزیر اعظم لیول پر ہو، جس سطح پر بھی ہوگی۔ بات چیت

ہی ہوگی ۔ اس لئے ان مذاکرات کو معمولی مذاکرات نہ سمجھا جائے یہ بہت بڑے مذاکرات ہیں اور اس کے اثرات پاکستان کے اوپر پاکستان کی تاریخ کے اوپر پاکستان کے مستقبل کے اوپر اور پاکستان کے کشمیر کے ساتھ تعلقات کے اوپر بھی پڑیں گے اس لئے اس کو طریقے سے نہ کیا جائے جیسے آج تک کیا گیا ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ مجھے اصل میں لاہور ضروری جانا ہے ۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو جام کرار صاحب سے عرض کروں کہ وہ preside کریں ۔ ابھی کچھ بولنا چاہتے ہیں جی فضل آغا صاحب بولنا چاہتے ہیں ۔ جام کرار صاحب آپ تشریف لیں آئیں۔ ریزولیوشن سامنے ہے وہ پڑھ دیں گے اور اس کے بعد یہ فیصلہ کر لیں کہ ایڈجرنمنٹ جو ہوگی ۔ Sunday 5-30 p.m تک ہوگی کیونکہ ایک Cabinet meeting بھی ہے۔

(اس موقع پر جام کرار صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔)

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر۔ جناب حافظ حسین صاحب۔

حافظ حسین احمد ۔ شکریہ' جناب چیئرمین صاحب ! میں کچھ گزارشات عرض کرنے کی کوشش کروں گا ' سب سے پہلے تو اہم مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان اور بھارت کس ایجنڈے کے تحت آپس میں بات کریں گے۔ اگر کوئی ایجنڈا طے کیا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اسے پارلیمنٹ میں رکھا جائے تاکہ ہمیں پتہ چلے کہ واقعی کشمیر کے حق خودارادیت کے بارے میں کوئی بات چیت ہوگی یا صرف وقت گواؤ پالیسی کے تحت بات کی جائے گی ۔ مذاکرات معاہدے اور بات چیت سے مسائل اگر حل ہوتے تو میرے خیال میں سارک کانفرنسوں میں ہمارے سابق وزیر اعظم نواز شریف بھی گھنٹوں بھارتی وزیر اعظم سے مذاکرات اور بات چیت کرتے رہے۔ شملہ معاہدہ بھی ہوا جنگیں بھی ہوئیں لیکن عام بات یہی ہے کہ کیا پاکستان اور بھارت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کشمیریوں کے مستقبل کے بارے میں کوئی فیصلہ کریں؟ یہ الگ بات ہے کہ بھارت کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ سمجھتا ہے یا بقول شیر افگن صاحب کے کئی ممالک ابھی اس کو بھارت کا اٹوٹ انگ نہیں سمجھتے لیکن ہم بھارت کی بات کر رہے ہیں دیگر ممالک کی نہیں کہ جس سے آپ مذاکرات کرنے چلیں ہیں کیا وہ ملک اسے متنازعہ علاقہ قرار دینے پر راضی ہو چکا ہے۔ کیا وہ اپنے اس دعویٰ سے دستبردار ہو چکا ہے کہ کشمیر ہمارا اٹوٹ انگ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! دوسری اہم بات یہ ہے کہ بنیادی طور پر پاکستان اور بھارت کو یہ حق حاصل نہیں ہے اور نہ یہ حق دیا جا سکتا ہے کہ وہ دونوں بیٹھ کر کشمیر کے مستقبل کے بارے میں فیصلہ کریں ۔ کشمیر کا مستقبل اور اس کا فیصلہ اس کا حق صرف کشمیریوں کو حاصل ہے اور میرے سامنے جس طرح راجہ ظفر الحق صاحب نے فرمایا کہ ایک دور ایسا بھی آیا تھا کہ افغانستان میں براہ راست مذاکرات کئے جاتے رہے اور پاکستان کو کسی نے نہیں پوچھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس وقت جنیوا اکارڈ کے لیے ہم لوگ مدعی سست گواہ چست والی پوزیشن میں تھے اور ہم نے ہی بیٹھ کر مصالحت کرانے کی کوشش کی تھی اور اس وقت آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں کہ افغانستان کی جنگ میں شامل متحرک قوتوں اور متحرک تنظیموں میں سے کسی ایک کو بھی ہم نے جنیوا اکارڈ کی میز پر نہیں بٹھایا اور نہ وہ شریک ہوئے اور ہم نے بیٹھ کر ان کے درمیان صلح صفائی کرانے کی کوشش کی تو آپ نے دیکھا کہ کیا ان میں صلح صفائی ہو گئی بلکہ جب وقت آیا تو پاکستان کو بھی اسی جرم کی پاداش میں انہوں نے اپنے ساتھ بٹھانے سے انکار کر دیا۔

جناب چیئرمین صاحب! ہم سمجھتے ہیں کہ اگر ایجنڈا طے کیا جائے اور یہ بات طے کی جائے کہ کن نکات پر اور کن امور پر بات کی جاتی ہے اور جناب چیئرمین صاحب! کیا ہم نے اس معاملے پر پارلیمنٹ کو اعتماد میں لیا؟ کیا ہم نے اس معاملے پر ایران اور ترکی اور چین کو اعتماد میں لیا؟ جناب! ہماری تو عجیب پالیسی ہے کہ ہم امریکن سامراج کو صرف بلیک میل کرنے اور ڈرانے کے لئے بتاتے ہیں کہ ہم ایران بھی جا سکتے ہیں ہم چارد بھی اوڑھ سکتے ہیں اور ہم چین کے ساتھ بھی تعلقات قائم کر سکتے ہیں۔

جناب! یہ کیسی خارجہ پالیسی ہے کہ جہاں پر آپ سیاچین کو غیر دفاعی علاقہ قرار دیکر کس منہ سے چین جاتے ہیں یعنی اس سیاچین کو جہاں پر امریکی سامراج ایک کشمیر کے اندر اپنا بیس بنانا چاہتا ہو اور جہاں پر سیاچین کے بلند و بالا پہاڑوں پر اپنے ریڈار نصب کراکر چین کی دفاعی صورت حال اور اس کی تنصیبات کا جائزہ لیتا رہا ہو اور اس وقت آپ سمجھتے ہیں کہ آپ جا کر مذاکرات کریں گے۔

جناب چیئرمین صاحب! ہم سمجھتے ہیں کہ یہ مذاکرات مسز رافیل کے آنے کے بعد جب اس نے یہ اشارہ کیا کہ جناب کشمیر پر آپ مذاکرات کرتے ہیں وہاں سے وہ بھارت چلی گئی اور وہاں سے پاکستان میں بات کی ۔ ہم کن کے اشاروں پر جا رہے ہیں۔ کن کے اشاروں پر ہم ان

کشمیری عوام اور کشمیر کے مجاہدین کے خون کا سودا کر رہے ہیں ۔ جناب چیئرمین صاحب! ہم سمجھتے ہیں کہ اس وقت حالات ایسے ہیں کہ سیکرٹیری خارجہ یا ان کی جو پالیسی ہے اس کے متعلق کسی کو کچھ پتہ نہیں ۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ایران اور ترکی اور چین ان کے ساتھ جو ہمارے تعلقات ہیں وہ مستقل بنیادوں پر ہونے چاہئیں ۔ وہ صرف اس لئے نہیں کہ جب بھی ہم چاہیں امریکہ کو ڈرانے کے لئے یا امریکہ کو بلیک میل کرنے کے لئے ہم اس کی طرف رجوع کریں۔

جناب چیئرمین صاحب! میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ صلح حدیبیہ جیسے اہم ایک معاہدے کے متعلق ہمارے محترم ڈاکٹر شیر افگن صاحب نے بات کی ۔ میں سمجھتا ہوں یہ انتہائی ظلم عظیم ہے لیکن کشمیریوں کے متعلق جناب میں صرف اتنی سی گزارش کر کے اپنی بات ختم کرتا ہوں کہ اس کے لئے ایک صورت یہ ہے کہ اگر حکومت پاکستان اور بھارت اس پر متفق ہوں کہ وہاں پر اقوام متحدہ کی قرار دادوں کی روشنی میں ان کے حق خود ارادیت کے لئے اور اس کے پروگرام کے لئے وہ بات کر سکتے ہیں لیکن کشمیر کے مستقبل کے لئے پاکستان اور بھارت کو مذاکرات اور فیصلے کا حق حاصل نہیں ۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Now I call upon Mr. Manzoor Ahmed Gicki to take over.

جناب منظور احمد گچکی ۔ شکریہ، جناب چیئرمین! آپ نے موقع دیا ہے اس موضوع پر بولنے کا ۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ جس دن ہم نے اقوام متحدہ کے چارٹر پر دستخط کئے اور ہم نے یہ اقرار کیا کہ دنیا میں جہاں کہیں بھی کسی قوم پر ظلم و جبر ہو تو یہ ہمارا حق بنتا ہے ، ہماری ڈیوٹی بنتی ہے کہ ہم اس جبر کے خلاف ، ظلم کے خلاف احتجاج کریں اور ان کی اخلاقی اور مالی مدد کر سکتے ہیں تو کریں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب ہم support کرتے ہیں تو سپورٹ دو طریقوں سے ہوتا ہے لیکن جناب چیئرمین کشمیر کا مسئلہ قدرے مختلف ہے ۔ باقی دنیا کے لئے شاید مختلف نہ ہو لیکن ہمارے لئے کچھ زیادہ مختلف ہے ۔

جناب چیئرمین! آج کشمیر میں جو کچھ ہو رہا ہے ۔ انسانیت کے دائرے میں دیکھا جائے تو وہ بہتر اور زیادہ خوبصورت دکھائی دیتی ہے۔ انسانیت کے حوالے سے یہ ہمارا ایک مذہبی فریضہ ہے تو یہ بھی ایک تعلق ہمارا بنتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کشمیر میں اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے وہ قابل

مذمت ہے اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ ایک ہمسایہ ملک کی حیثیت سے ہمارا اخلاقی فرض بنتا ہے کہ ہم کشمیر کے عوام کے ساتھ یک جہتی کا مظاہرہ کریں اور ہم اس صورت میں کریں کہ ہم بین الاقوامی طور پر دنیا کو یہ باور کرائیں کہ کشمیری عوام کے ساتھ ہندوستان کا رویہ نازیبا' غیر انسانی اور غیر اخلاقی ہے۔

جناب چیئرمین! مجھے افسوس ہے کہ اس نازک مسئلے کو بھی اس ہاؤس میں سیاست کی بھینٹ چڑھانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ میں اپنے دو فاضل مقررین سے اختلاف کرتے ہوئے سمجھتا ہوں کہ جس انداز میں انہوں نے اپنے نقطہ نظر کو رکھا وہ سیاست اور اپنے موجودہ سیاسی interest کے تابع بنا کر انہوں نے پیش کیا ہے۔ جناب چیئرمین! اس پوری تقریر میں ہمارے دوستوں نے یہ بات کہنے کی کوشش کی کبھی ڈائریکٹیلی اور کبھی تھوڑا بہت اسے دو شالے میں لپیٹ کر کہنے کی کوشش کی کہ negotiation table پر ہمیں نہیں جانا چاہیئے۔ جسے کم از کم میں اپنے دوست مقررین کے حوالے سے کہہ سکتا ہوں کہ میں یہی سمجھا ہوں۔ جناب والا! ہم جب negotiation میں جاتے ہیں تو وہاں پر مسائل ہوتے ہیں تب جاتے ہیں' وہاں پر اتنے گھمبیر مسائل ہوتے ہیں کہ جس کی ہمیں ضرورت پڑتی ہے کہ ہم negotiation table پر جائیں۔ جب مسائل ہی نہ ہوں تو پھر negotiation table پر جانے کا کوئی منطق ہی مجھے نظر نہیں آتا یہ کہنا کہ جناب ہم افغانستان میں isolate ہو گئے' فلاں میں ہم isolate ہو گئے۔ فرض کر لیں کہ اگر آپ آج negotiation میں ڈائریکٹلی ان کے ساتھ بیٹھ کر بات نہیں کریں گے تو کل ہندوستان کو یہ جواز مل جائے گا کہ دنیا کو بتانے کے لئے کہ جناب والا! پاکستان مذاکرات میں یقین نہیں رکھتا اور ہم نے جو allegation لگائے terrorist state ہونے کے یا نہ جانے کس کے۔ دیکھئے پاکستان مذاکرات پر یقین نہیں رکھتا اور ہندوستان کو de-stabilize کرنے کے لئے یہ تمام حرکتیں کرتا ہے اور negotiation پر نہیں آتا۔ اس لئے کل ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ہندوستان کی حکومت آپ کے ساتھ negotiation کرنے کی بجائے وہ انہی سے ڈائریکٹلی کرے گی۔

جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ الگ بات ہے کہ کشمیر کے عوام نے جدوجہد سے اس بات کو منوا لیا کہ کشمیر کا مسئلہ موجود ہے' وگرنہ جناب والا! میں ایک سیاسی ورکر کی وجہ سے سمجھا ہوں کہ کشمیر کے معاملے میں کسی حکومت کا کوئی contribution نہیں ہے۔ اصولاً جب ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ متنازعہ علاقہ ہے۔ ہم یو این او میں نہیں لے گئے تھے' ہماری سب سے بڑی

غلطی تھی کہ ہم خود اقوام متحدہ میں نہیں گئے لیکن جس وقت ہم نے بنگال کو اپنے ہاتھ سے گنوا دیا تو ہم اقوام متحدہ کے اس فارمولے سے آگے نکل گئے اس لئے کہ ہندوستان پاکستان کے درمیان یہ متنازعہ علاقہ ضرور تھا کہ یہ پاکستان میں شامل ہو یا ہندوستان میں لیکن جس وقت ہم نے بنگال کو خود اپنے آپ سے جدا کیا اس وقت ہم نے اپنے اس کیس کو خود کمزور کر دیا۔

جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح کہ ہمارے کسی دوست نے کہا جی مذاکرات کیا ہیں؛ مذاکرات سے کچھ نہیں بنتا اور ریزولیوشن سے کچھ نہیں بنتا۔ اگر اتنا شوق ہے۔ جناب والا! لوگوں کو جنگ لڑنے کے لئے بھیج دیں ان کو فرنٹ لائن پر جا کر لڑا لیں، اعلان جنگ کر دیں، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسائل کا حل کس طریقے سے ہوتا ہے؛ مسائل کا حل تو negotiation کے ذریعے ہوتا ہے نہ کہ یہ کہنا کہ ہمیں negotiation میں نہیں جانا چاہئے۔ جیسا کہ لیڈر آف دی اپوزیشن اور راجہ صاحب نے یہاں پر ہاؤس میں یہ کہنے کی کوشش کی کہ ہمیں نہیں جانا چاہئے۔ ٹھیک ہے اگر آپ نہیں جائیں گے تو اس کا حل کیا ہے؛ آپ اگر بین الاقوامی دنیا کو یہ باور نہیں کرائیں گے کہ ہم negotiation پر یقین رکھتے ہیں تو آپ چاہتے کیا ہیں؛ ہم اس ملک کو دو ٹکڑے کروا چکے ہیں، اسی وجہ سے اور اب اگر ہم negotiation میں نہیں جائیں گے تو اللہ خیر کرے کہ آگے اس کے کیا رزلٹ ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں کم از کم اس کے حق میں ہوں کہ ہمیں جانا چاہئے اور جس طرح کہ پروفیسر صاحب نے اپنی تقریر میں کہا، میرا نقطہ نظر بھی یہی ہے کہ تیس ہزار چالیس ہزار لوگ شہید کئے گئے ہیں ق پانچ چھ لاکھ جو اس وقت کشمیر میں موجود ہیں اور اس وقت political prisimers جو کشمیر میں جیلوں میں بند ہیں ق کم از کم یہ کہتا ہوں کہ یہ جو دو تین آدمیوں کا نام لیا گیا ہے میں اس کو generalise کرنا زیادہ بہتر سمجھتا ہوں کہ ان دو تین آدمیوں کا نام particularly لیا جائے، اس وقت تو ہزاروں لوگ جیلوں میں بند ہیں، اس کو تو generalise کیا جائے کہ کشمیر میں ہزاروں لوگ جیلوں میں بند ہیں۔ اقوام متحدہ میں ہم یہ سٹینڈ لے سکتے ہیں کہ ہیومن رائٹس کے تحت ہمیں وہاں جانا چاہئے اور وہاں دیکھنا چاہئے کہ کشمیر کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔

جناب والا! میں اس کے بھرپور حق میں ہوں کہ اس مسئلے میں negotiation میں جانا چاہئے اور جب ہم negotiation میں جائیں تو ہم ان چیزوں کا خیال رکھیں کہ withdrawal of the armed forces سیاسی قیدیوں کو رہا کرنا، اور اس کے علاوہ کشمیر کے مسئلے کو کشمیری

representative کو جو resistance movement میں ہیں ان کو ہمیں فریق بنانا چاہیئے۔ اس لئے کہ ہم یا ہندوستان کون ہوتے ہیں کہ ان کی تقدیر کا فیصلہ کریں اور انہیں کوئی پتہ نہ ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اہم نکات ہیں اور اسی کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جناب سید فضل آغا صاحب۔

سید محمد فضل آغا۔ شکریہ جناب چیئرمین! بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں ممنون ہوں آپ کا، جناب پروفیسر خورشید صاحب کا، محمد علی خان صاحب کا اور treasury benches کا بھی اور پورے ہاؤس کا بھی کہ انہوں نے اس رول کو suspend کرکے اس اہم مسئلے کو یہاں ہاؤس میں پیش کرنے کی اجازت دی ہے ۔ جہاں تک کشمیر کا مسئلہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہم اس پر لمبی بحث کر رہے ہیں لیکن ہمارا سر پاکستانی کی حیثیت سے، مسلمان کی حیثیت سے ندامت سے جھکنا چاہیئے کہ کشمیر کا مسئلہ پچھلے 47 سال سے حل طلب پڑا ہوا ہے اور اس میں کوئی ambiguity بھی نہیں ہے ۔ پارٹیشن کے وقت یہ فارمولا صاف تھا کہ جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہوگی وہ علاقہ پاکستان کے ساتھ ہوگا اور جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہوگی وہ علاقہ ہندوستان کے ساتھ ہوگا اور یہی صورت حال کشمیر کی بھی تھی وہاں ڈوگرہ راج ضرور تھا لیکن انہوں نے اس وقت کے انگریز کے ساتھ مل کر بدنیتی کی بنیاد پر زبردستی اپنی افواج کو وہاں بھیج کر کشمیر کو کسی طرح annex کر لیا اور ایسا کرانے میں ہندوستان کامیاب ہوا، اور جب ہمارے مجاہدین وہاں پہنچے تو کشمیر کی آزادی دو دن میں ہونے والی تھی لیکن ہندوستان نے اپنی عیاری سے کام لیتے ہوئے اقوام متحدہ میں یہ مسئلہ لے گیا اور اقوام متحدہ کے فورم سے پوری اقوام عالم نے اس مسئلے کی حقیقت کو تسلیم کیا کہ کشمیریوں کو ان کا حق خودارادیت دیا جائے تاکہ وہ فیصلہ کر سکیں کہ ہندوستان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں یا پاکستان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں ۔مسئلہ تو صرف ہندوستان کی ہٹ دھرمی ہے ۔ اس کی زبردستی ہے اس کی بالادستی ہے۔ پچھلے 45 سال سے ہمارے ہاں جمہوریت مستحکم نہیں رہی ہماری پوزیشن کمزوری رہی ہے ہم اس مسئلے کو ٹھیک ٹھاک طریقے سے اٹھا نہیں سکے ۔ انہوں نے خود بھی اپنے حق کے لئے جدوجہد پچھلے چار سال سے شروع کی ہے اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا۔ 1951ء کے ریزو لیوشن کو انہوں نے اس طرح دبایا اور امریکہ اور انگلینڈ کو پھر بیچ میں لے آئے ۔ جب ہم جتنے والے تھے کہ جی ہم اس کو حل کرانا چاہتے ہیں کہ وہ

جسٹو صاحب کو بیچ میں لے گئے یہاں تک کہ شملہ ایگریمنٹ جس میں کہ اس قسم کی کوئی منفی بات نہیں ہے۔ سوائے اس کے یہ بات کی گئی ہے کہ ہمارے disputes which include the Kashmir dispute as well ان کو through negotiation حل کیا جائے گا حالانکہ اس کو بھی ہندوستان نے ایک بہانہ بنایا شملہ ایگری منٹ کی اصل حقیقت سے بے خبر ہونے کی بنا پر پوری دنیا کو اس غلط فہمی میں ڈالا کہ کشمیر ہمارا اٹوٹ انگ ہے اور پاکستان کا اس پر دعوٰی غلط ہے اور اس کو ہم negotiation کے ذریعے حل کرنا چاہتے ہیں ۔ ہندوستان سے باہر کہیں بات چیت کے ذریعے جب بھی یہ مسئلہ ہیٹ اپ ہوتا ہے جب بھی مسئلہ حل ہونے کے قریب پہنچتا ہے تو ہندوستان اپنی عیاری اور چالاکی سے کام لے کر پاکستان کو ڈائیلاگ میں پھنسا کر کے سارے معاملے کو کولڈ سٹوریج میں ڈال دیتا ہے۔ وہ ساری ٹیمپو توڑ دیتا ہے ہمارے ہاں ٹرا ئبل ایریا میں ایک روایت ہے کوئی صاحب اگر آپ کو بات چیت میں ایک دفعہ دھوکہ دے تو اس پر اعتماد کر لو اس پر دوبارہ بھی بات چیت کرے تو خیر ہے دوبارہ بھی اعتماد کر لو۔ اگر اس نے پھر دھوکہ دیا اور تیسری بار اگر آپ کو اس سے کوئی ڈائیلاگ کریں گے تو خود آپ اپنے کو دھوکہ دیں گے میرا خیال ہے اس میں شرعاً بھی اور ہمارے ہاں پشتو میں یہ روایت بھی کہ پھر آپ نے خود اپنے آپ کو بہت بڑے گہرے کھڈ میں ڈالا اور اس کے آپ خود ذمہ دار ہوں گے۔

یہی مسئلہ آج ہمیں درپیش ہے ہم کبھی بھی مذاکرات سے نہیں پیچھے ہٹنا چاہتے ہیں اور یہ پوری قوم کا مسئلہ ہے یہ کسی ایک جماعت کا مسئلہ نہیں ہے ۔ ہندوستان کا یہ دعوٰی کشمیر اس کا اٹوٹ انگ ہے میرے خیال میں ہندوستانی حکومت کو اور اس کے حکمرانوں کو شرم آنی چاہئے کسی بھی فورم پر یہ بات کرتے ہوئے لیکن بدقسمتی ہماری یہ ہے کہ ہم اقوام عالم کے ضمیر کو جھنجوڑ نہیں سکے ہیں ان کو بیدار نہیں کر سکے ہیں ۔ آج بھی کریڈٹ کشمیریوں کو ہی جاتا ہے کہ وہ اپنے سر کو ہتھیلی پر رکھ کر کے کفن پہن کر آزادی کشمیر کے لئے باہر نکل آئے ہیں اٹھ کھڑے ہوئے ہیں پچھلے چار سال سے کشمیر کی وادی میں جو آگ لگی ہوئی ہے آپ سے پوشیدہ نہیں ہے کل بھی اگر آپ نے ٹی وی پر اس کے کچھ مناظر دیکھے ہوں گے تو رونگٹے کھڑے کر دینے والی وہ صورت حال ہے ۔ پوری انسانیت کے لئے صرف مسلمانوں اور پاکستانیوں کے لئے نہیں وہاں پر ہماری ماؤں اور بہنوں کی حرمتیں لوٹی جارہی ہیں وہاں پر انسانوں پر باقاعدہ تیل چھڑک کر کے آگ لگائی جا رہی ہے ۔ بچوں کو قتل کیا جا رہا ہے کیا کیا ظلم وستم ڈھائے جا رہے ہیں۔ ہزاروں

لاکھوں تک بات پہنچتی ہے کہ وہ شہید کر دیئے گئے یا disable اور مفلوج کر دیئے گئے ہیں۔ اس کے برعکس ہندوستان آج بھی اپنی ہٹ دھرمی میں لگا ہوا ہے نہ ہیومن رائٹس کمیشن کو وہاں جانے کی اجازت ہے نہ Amnesty International والوں کو اجازت ہے نہ انٹرنیشنل میڈیا کو اجازت ہے وہ اکڑے ہوئے ہیں اب تک بڑی مشکل سے ایک move اقوام متحدہ میں چلا کہ جناب ہم اس ریزولیوشن کو move کرتے ہیں اور سات ملکوں نے آپ سے وعدہ بھی کیا ہے اور تسلی بھی دی ہے کہ ہم حمایت کرتے ہیں تو ایک دم کیا ہوا کہ حضرت بل کا محاصرہ ٹوٹ گیا محاصرہ کیا ٹوٹ گیا ساٹھ آدمی آپ کے اندر تھے آرمی نے اسے کنٹرول کیا ہوا تھا۔ ساٹھ آدمی پہلے دن ہی نکل آتے تو یہی پوزیشن رہتی ایک دو مہینے خوار ہونے کے بعد وہ نکلے ہیں تو ہندوستانی آرمی تو آج بھی حضرت بل کے آس پاس کھڑی ہے ہم نے اسے ایشو بنایا ہے یہاں ٹی وی پر اخبار میں سمینیار ہوئے تقاریر ہوئیں کہ ہندوستان نے محاصرہ توڑ دیا کہاں محاصرہ توڑ دیا ہمیں میرے خیال میں اس قسم کے eye wash سے گزارا نہیں کرنا چاہیئے۔ ہندوستان سے اب بھی مذاکرات کا شیڈول بنا ہے کتنا کہا گیا ہے کہ مذاکرات ضرور ہوں گے لیکن دو ٹوک وہاں پر بات کرنی چاہیئے اور وہ یہی ہے کہ کشمیر جو ہے وہ متنازعہ علاقہ ہے اور اقوام متحدہ کے ریزولیوشن کے مطابق وہاں پر plebiscite ہونا چاہیئے ایک نیا شوشہ یہ بھی چھوڑا جا رہا ہے کہ کشمیر کا کچھ حصہ چین میں ہے یہ بھی ایک سوچ ہے اصل مسئلے سے توجہ ہٹانے کے لئے اس مسئلہ کو مزید پیچیدہ کرنے کے لئے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی تمام جو مبہم باتیں ہیں اس قسم کے حیل و حجت سے آج کل کام لیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ فارن آفس کو خاص طور پر اس کا نوٹس لینا چاہیئے اور محترمہ پرائم منسٹر صاحبہ کو اس بات کا نوٹس لینا چاہیئے کہ مزید گفت و شنید میں یا اس قسم کی گفت و شنید میں جس کا کوئی مقصد نہ ہو جس کا کوئی ایجنڈا نہ ہو جس میں کوئی بات نہ اور ایک جو ٹمپو بنا ہوا ہے جو قربانی کشمیریوں نے دی ہے جو وہ فریڈم شپ بیدار ہوا ہوا ہے کسی بھی صورت میں اس کو مدہم نہ ہونے دیا جائے۔ اس کو کسی سائے یا شیڈو میں نہ لایا جائے اس کو خراب نہ کیا جائے۔ خدا را اس ٹمپو کو مزید بڑھانے کی کوشش کرے۔ آج بھی آپ نے کمیٹی بنانے کا اعلان کیا ہے اور نیشنل اسمبلی نے کمیٹی بنائی ہے اس کو مزید effective بنایا جائے۔ کمیٹی کو صرف کمیٹی کی حد تک نہ رہنے دیں۔ عالمی ضمیر کو اجاگر کرنے کے لئے میڈیا نے پاکستان کے اندر پاکستان کے باہر کشمیریوں کو پولیٹکل مارل ڈپلومیٹک سپورٹ دینے میں کوئی تاخیر نہ کی جائے۔

بجائے اس کے کہ ہم یہاں کی موشگافیوں میں لگے رہیں اور اپنی پولیٹیکل او سیاسی دکانداری چمکاتے رہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صحیح موقع ہے ۔ اگر یہ موقع ہم نے ہاتھ سے جانے دیا تو پھر کشمیری شہداء اور کشمیریوں کا خون ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گا شکریہ۔!

Mr. Presiding Officer: Now I gove floor to Malik Muhammad Qasim.

(مداخلت)

ملک محمد قاسم۔ میں بیمار ہوں مجھے بول لینے دو --- اچھا ایک رہتا ہے ' چلیئے ایک بول لے ' انہیں بول لینے دیں۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر۔ سید فصیح اقبال صاحب۔

سید فصیح اقبال۔ جناب چیئرمین صاحب! ہمارے فاضل دوستوں نے جس مدلل طریقے سے کشمیر کے معاملے میں بات چیت کی ہے کسی آدمی کو کوئی اختلاف رائے نہیں ہے اور نہ کوئی دو رائے ہیں یہ ہمارا سب سے بڑا قومی مسئلہ ہے لیکن مسئلہ اس میں کئی چیزیں اور ہیں یہ پہلا موقع ہے ان مذاکرات میں ہندوستان نے کشمیر پر بات کرنے کے لئے رضامندی ظاہر کی ہے آج تک جو مذاکرات ہوتے ہیں سیکرٹیریز لیول پر' ان میں کشمیر کو انہوں نے ہمیشہ چھپا کر رکھا ہے اور ہماری گورنمنٹ نے معذرت خواہانہ رویہ کے ساتھ کبھی یہ محسوس نہیں ہونے دیا کہ جو ڈائیلاگ ہیں اس میں کشمیر شامل ہے یا نہیں ۔ دوسرے bilateral issues کے ساتھ کشمیر آتا تھا آج کے مذاکرات جو ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان کی وہ نوعیت بدل گئی ہے ۔ اب ہندوستان کو بھی یہ احساس ہو گیا ہے کہ اب کشمیر کا مسئلہ دنیا میں کشمیریوں کی جدوجہد کی وجہ سے ان کی قربانیوں کی وجہ سے ان کی شہادتوں کی وجہ سے اب ہندوستان کے دیگر مسائل کے ساتھ نہیں رہا' میں سمجھتا ہوں کہ میں نے جو انڈیا کے اخبارات دیکھے ہیں وہاں بھی عوام کی رائے عامہ یہ ہو چکی ہے کہ اب اس کشمیر کے مسئلہ پر براہ راست مذاکرات کئے جائیں ۔ یہ جو ہمارے فاضل دوست نے کہا ' شملہ کانفرنس کا ذکر کیا اس میں یہ مسئلہ تھا کہ bilateral resolution کے تحت بات کی جائے ۔ مطلب دونوں ملک آپس میں طے کریں؛ تیسرا فریق نہ ہو' میں سمجھتا ہوں کہ یہ موقع ہندوستان کو ضرور دینا چاہیئے اور مذاکرات کریں۔ اگر یہ نہیں ہوتا تو پھر یو این او میں جائیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس میں جہاں تک پارلیمنٹ کا رول ہے ۔ ہمیں افسوس ہے اپنی حکومتوں کا کہ یہ اچانک کشمیریوں کا مسئلہ تو نہیں آیا یہ جونا گڑھ ' حیدرآباد پر جب ہندوستان نے پولیس سٹیٹ کے تحت قبضہ کیا اس کی کیوں نہیں اب مثال آتی ۔ یہ وجہ ہے فارن آفس کی ناکامی کی۔ یہاں ایک بھی فارن آفس کا آدمی موجود نہیں ہے اور یہ بیالیس سال سے ہو رہا ہے کہ جب حکومت وقت کے اوپر کوئی مسئلہ آ جائے تو اس کو اٹھا لیا جاتا ہے ۔ جونا گڑھ کا نام کوئی نہیں لیتا ' حیدرآباد کا کوئی نہیں لیا جب انہوں نے accede کیا تھا پاکستان کےساتھ ' ان پر زبردستی قبضہ کیا گیا اور آج تک وہ کیس یو این او میں پڑے ہوئے ہیں ۔ اس کے بارے میں کوئی نہیں کہتا ' چونکہ کشمیر میں وہاں کے لوگوں نے ----- اس کے لئے لڑائی کی ہے ۔ کشمیری پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ۔ اپنی کاز کو لے جانے کے لئے لندن میں ہیں ۔ امریکہ میں ہیں۔ پاکستان میں ہیں ۔ ہندوستان کے دوسرے صوبوں میں ہیں جہاں انہوں نے اپنی آزادی کے لئے کئی قسم کے مراکز بنائے ہوئے ہیں ۔ پبلسٹی خود کر رہے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کا یہ جزو لاینفک یوں ہے کہ جب قائد اعظم نے کشمیر کے بارے میں کہا تھا اس وقت بھی لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے بارڈر کمیشن ۔ یہ جو آپ کا ون مین بارڈر کمیشن تھا یعنی کبھی ہسٹری میں نہیں ہوا کہ ایک آدمی کسی علاقے کا فیصلہ کرے ۔ بارڈر کمیشن میں جو ہوا اس کے بعد ہمارا فیروز پور دینے کےبعد کشمیر کا جھگڑا برطانیہ نے رکھا تاکہ یہ دونوں ملک آپس میں لڑتے رہیں اب ہندوستان میں چونکہ جو حکومتیں تھیں ۔ وہ کشمیریوں کی پنڈتوں کی تھیں انہوں نے اس کو اتنا زیادہ emotional رکھا اب ہندوستان نے یہ بات کہ logical conclusion آ رہا ہے کہ کشمیر کو ہندوستان پر قربان نہیں کیاجا سکتا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی ملک نہ ہندوستان یا پاکستان جنگ کے متحمل ہو سکتے ہیں اور جنگ کسی چیز کا حل نہیں ہے ۔ ایک جنگ کریں گے پھر دوسری جنگ کریں گے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے بہتر طریقہ یہ ہے کہ دنیا کی منظم جتنی رائے عامہ ہے اس کا اثر ضرور ہوتا ہے آج امریکیوں کے اپنے ملک میں کشمیریوں نے مظاہرے کئے ہیں وہاں کے سنیٹرز کو یہ باور کرایا کہ کشمیر میں کیا ہو رہا ہے ۔ آپ دیکھئے کہ وہاں کسی بھی غیر ملکی پریس کو جانے نہیں دیا گیا ۔ وہاں ہندوستان کے اپنے پریس والوں کو نہیں جانے دیا جاتا وہاں جو حالات ہیں سال میں نو ماہ کرفیو لگا رہتا ہے ۔ دنیا کو یہ پتہ ہے اور آج کے ذرائع ابلاغ کے دور میں کوئی علاقہ چھپا نہیں رہ سکتا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنی اذیت ناک تکلیفیں وہاں کشمیریوں کو مل رہی ہیں وہ

بھی صرف اس لئے کہ وہ آزادی مانگ رہے ہیں اور وہ اپنا وہ حق مانگ رہے ہیں جو اقوام متحدہ میں جواہر لعل نہرو ہندوستان کے سابقہ وزیر اعظم نے خود یہ کیس وہاں لے جا کر تسلیم کیا کہ ہم plebiscite کرا کے اس کا فیصلہ کرائیں گے ۔ اب تھرڈ آپشن کی بھی ضرورت نہیں ہے یہ فیصلہ خود کشمیری کریں کہ وہ کس ملک میں شامل ہونا چاہتے ہیں ۔ پاکستان میں یا ہندوستان میں مسئلہ صرف یہ ہے یہ کہتے ہیں کہ قرار دادیں کالعدم جب ہوتی ہیں جب وہ مسئلہ ختم ہو جائے ۔ آج بھی اقوام متحدہ کا آبزورو پاکستان میں بھی موجود ہے ۔ کشمیر میں بھی موجود ہے اس لائن آف کنٹرول کی طرف بھی موجود ہیں اور اس طرف بھی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب حکومت نے اس مسئلے کو چند سالوں سے اٹھایا ہے اس لئے کہ کشمیریوں نے اپنی جدوجہد تیز کر دی ہے ان لوگوں نے اپنی جانیں قربان کرنی شروع کر دی ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ہمارا بھی فرض بنتا ہے کہ اس کو صرف سرکاری سطح پر ہی نہ رکھا جائے اگر مذاکرات ہو رہے ہیں ۔ تو ہم ان کا خیر مقدم کرتے ہیں کہ مذاکرات ضرور ہوں لیکن مذاکرات کے جو بھی نتائج ہوں وہ پارلیمنٹ کو دوبارہ بتائے جائیں اور یہ جس طرح کشمیر کمیٹی بنی ہے ۔ کئی کمیٹیاں اس سے پہلے بھی بنی تھیں ایسے مسائل پر آج تک ان کی رپورٹوں کے حشر کا پتہ نہیں چلا ۔ ان کی کسی میٹنگ کا پتہ نہیں چلا ہم صرف کاغذی کمیٹیاں بناتے ہیں اور کوئی عملی کام نہیں کرتے ۔ پچھلے اجلاس میں کہا گیا تھا کہ کشمیر کے مسئلے میں کئی وفود جائیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کا فرض تھا کہ سینیٹ سے قومی اسمبلی سے ان لوگوں کو بھیجنا چاہیئے تھا دنیا کی ایسی جگہوں پر جہاں کشمیر کے ساتھ پاکستان اپنے موقف کو بھی بیان کر سکے۔ بلکہ اب ہم تو اتنا ڈرتے ہیں کہ جو ہمارا فرض ہے یعنی پاکستان حکومت کا وہ کرتے ہوئے پہلے کہتے ہیں یہ انسانی مسئلہ ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ جتنی ہیومن آرگنائزیشنز ہیں دنیا میں سب نے کشمیر کا مسئلہ بہت اچھی طرح اٹھایا ہے لیکن اس کی تشہیر نہیں ہو سکی۔ حکومت کا فرض ہے کہ فارن آفس والے کشمیر کے بارے میں وہ تمام معلومات ان لوگوں کو بہم پہنچائیں کشمیر کا مسئلہ عام تحریکوں کی طرح نہیں ہے یا فلسطین کی طرح نہیں ہے کشمیر کا مسئلہ بالکل مختلف ہے کیونکہ وہ ایک accession کا مسئلہ ہے اور جب وہاں پاکستان کی فوجیں نہیں تھیں قبائلی لوگ تھے وہ پاکستان کے لوگ نہیں تھے جنہوں نے کشمیریوں کا ساتھ دے کر اس کو آزاد کرایا تھا۔ اس وقت ہندوستان نے اپنی فوجیں بھیجی اور تقریباً چار میل سری نگر ائیر پورٹ سے دور رہ گئے تھے۔ یہ سب کو علم ہے کہ اس وقت اقوام متحدہ کے دونوں گروپ وہاں پر موجود ہیں اقوام متحدہ

میں یہ کیس موجود ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر کوئی موقع نہیں ہے کہ آپ اب مذاکرات کریں اور اس کے نتائج ضرور لوگوں کو بتائیں سیکرٹریوں کے مذاکرات فیصلہ کرن نہیں ہیں لیکن یہ پہلا موقع ہے کہ انڈیا نے اس کو مانا ہے کشمیر پر گفتگو ہو رہی ہے باقی کسی امور پر نہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہم لوگ۔ اس کو اپنے پارلیمنٹ میں بھی سوچیں کہ ان مذاکرات کو انڈیا کامیاب کرے اگر نہیں کرتا تو میں سمجھتا ہوں کہ پارلیمنٹ میں بحث کر کے پھر دنیا کو باآور کرائیں اس کو اقوام متحدہ میں لے جائیں او آئی سی آپ کا فورم ہے اور جو نتائج ہیں ایک دن انشاء اللہ کشمیریوں کو وہ حق ضرور ملے گا جو ان سے دونوں حکومتوں نے وعدہ کیا ہوا ہے۔

Mr. Presiding Officer: Now, I give the floor to Mr. Malik Qasim. Yes Mr. Zaki-ud-Din Paul

جناب ذکی الدین پال، صاحب صدر شکریہ! میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں حافظ حسین احمد کی تقریر کے حوالے سے کہ negotiations بڑی اچھی بات ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں کیونکہ critical معاملات جو ہیں وہ مذاکرات کے ذریعہ حل ہوا کرتے ہیں۔

ہم سے یہ کہا گیا کہ انڈیا نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ کشمیر کا معاملہ جو ہے زیر بحث آئے گا۔ سوال یہ ہے کہ اس بات چیت کے لئے ایجنڈا ہے کہاں۔ میں بھی ہندوستان ریڈیو باقاعدہ سننے والا ہوں اس کے اخبارات کا مطالعہ کرتا ہوں وہ اس کی تردید کرتے ہیں کہ ایجنڈے میں کشمیر کا معاملہ ہے کوئی معاملہ نہیں ہے ایجنڈے میں اور وہ جس طرح سے پہلے شملہ معاہدہ کے تحت گفتگو کرتے تھے ایسے ہی کریں گے اور یہ ساری بات نشستند و گفتند برخاستند ہوگی۔ اگر کوئی ایجنڈا ہے تو لامحالہ حکومت کا یہ فرض ہے کہ ان اعتراضات کا وہ جواب دے اور ایجنڈا پیش کرے، قوم کو بتایا جائے، کہ یہ ایجنڈا اس گفتگو کے لئے ہے۔اسی لئے یہ سیکرٹریوں کی سطح پر گفتگو ہو رہی ہے چونکہ ہندوستان اس کو اہمیت نہیں دیتا۔ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ وہ اس شک کو رفع کرے اور بتائے کہ یہ معاملہ جو ہے ایجنڈے پر موجود ہے اور ہم اس کے مطابق بات کریں گے۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ اتنی اہمیت اختیار کر گیا ہے کہ اس میں کشمیر کے جو مجاہدین ہیں، ان کے نمائندوں کو بھی شامل کیا جائے کیونکہ پاکستان اب اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ ان کے مفادات کی representation کر سکے۔

تیسری بات جو میں آخر میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہم نے یو این او میں قرارداد جو پیش کی تھی، کشمیر میں انسانی حقوق کے سلسلے میں، اس کو واپس لے کر ہم نے کشمیر کے مفاد کے ساتھ وفاداری نہیں کی ہے بلکہ سخت ترین الفاظ میں یہ کہا گیا ہے کہ ہم نے اس کے ساتھ غداری کی ہے۔ اگر ہم وہ قرارداد واپس نہ لیتے وہ قرارداد پاس ہوجاتی تو دنیا کو یہ پتہ چل جاتا کہ کشمیر کے اندر کیا ہو رہا ہے کس قسم کی انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہو رہی ہے اور کشمیر کے سلسلہ میں ہندوستان کا موقف کمزور ہو جاتا۔ بہرحال افسوس ہے کہ ہم نے ان کی باتوں میں آکر وہ قرارداد واپس لے لی ہے۔ حکومت کہتی ہے کہ وہ واپس نہیں لی مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ قرارداد پیش ہی نہیں کی گئی۔ جب وہ پیش نہیں ہو سکی یا واپس لے لی گئی ہے تو اس کا اثر تو یہی ہے کہ ہم انسانی حقوق کے سلسلے میں ہندوستان کو کشمیر کے اندر جو وہ خلاف ورزی کر رہا ہے اس کو بے نقاب نہیں کر رہے اگر اس کو بے نقاب کرتے تو دنیا اور بھی ہمارے موقف کی تائید کرتی ہم ایسا نہیں کر سکے یہ ہماری کمزوری ہے اور اب اس حکومت کا فرض ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ ہوشیاری سے کام لے اور کشمیر کے معاملہ میں جو رویہ ہے وہ درست طور پر اختیار کرے صرف باتوں میں ٹال دینے والی بات نہ کرے اور ہندوستان کی پھر یہ کوشش ہوگی کہ اس معاملہ کو ٹال دے ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ جناب شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی جناب حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد: جناب ہماری انتہائی اہم مسئلہ پر بحث ہو رہی ہے اور وفاقی وزیر پارلیمانی امور ہم نے یہ سوچا تھا کہ وہ کچھ کھا پی کر واپس آجائیں گے۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وہ نماز پڑھنے گئے ہیں آجاتے ہیں۔

حافظ حسین احمد: ماشاء اللہ جی۔

Mr. Presiding Officer: Now, I give floor to Malik Muhammad Qasim.

Malik Muhammad Qasim: Mr. Chairman sir, it is a matter of great satisfaction that for a change at least, we all, whether in the opposition or siding with the government, have a common cause. Not only we feel that it is a

common cause, we are thinking of having a common way of struggle, common way of fighting, common way of demanding or trying to get the rights of the people of Jammu and Kashmir. So much so, that even the Resolution which is coming before this House lit later is a resolution in which the leader of the Opposition and myself and the other mover Professor Sahib, all have agreed that it should be a joint Resolution. It should be a Resolution which should be acceptable to all, and it should be a Resolution which should be in the interest of Pakistan, it should be in the interest of the people of Jammu and Kashmir. This is a happy sign sir, I earnestly wish that on all the national issues which are confronting the country today, if we can adopt this attitude which we are adopting on the Kashmir issue. It would be very helpful for solving the national issues and the big problems which the country is facing today.

Sir, before I proceed further I totally agree with most of the members who have talked about the conditions which should be fulfilled by India if she is really serious to solve this issue. It has been pointed out and it is correct that we don't know how serious India is. It is on account of the struggle, on account of difficulties, trouble of the people of the Jammu and Kashmir about which my friend has referred, this is on account of their sacrifices. Whatever, we are watching on T.V. and whatever we are watch on other media what is happening to them, the way they are fighting for their freedom, it is the result of that which has put the Indians in a gtreat difficulty, that on account of which they have started negotiating with us and as my friend has said this thing, I accept this that this is the result of the struggle, sacrifices of Kashmiris themselves. And when we say indigenous, this is what we mean by it; that it is on account of the struggle of the Kashmiris themselves and their sacrifices

that India has been forced to have negotiations on this issue with Pakistan. If they want to have negotiations as has been pointed out by my friend on the other side, that they have been trying to negotiate with the freedom fighters, they have been trying to win them over somehow or the other that they may come to some terms with them. But they have not done so because they have seen what has been happening to them in the last 40 to 45 years. Sir, but the only thing which hurts me is that, I am not sayhing, the Government is not saying, that our negotiations will be successful, the Government mas been putting conditions; the Prime Minister herself refused to meet the Prime Minister of India unless certain conditions are fulfilled and the conditions are created by the Indians in Kashmir--Indian occupied Kashmir on the basis of which one could visualize that some atmosphere has been created on the basis of which the Indians might come to some terms, and therefore, she has been refusing to have a good position. We are not claiming that we will be able to do this thing or do that thing, but when they way that don't have negotiations, but then they should give us an alternative what should we do. Raja Sahib has made a beautiful speech and he has gone. I say that it is a very welcome sign that we have started cooperating and having a common stand on national issue instead of scoring points. Then, let us also take this into consideration that there are still some people who want to score points. Let us not score points, let us try to solve these issues. If any thing happens in Kashmir or any harm comes to Pakistan, sir it is not that the Government of Pakistan is going to suffer; it is every body in Pakistan who is going to suffer. If Kashmiris suffer, it is the Kashmiris who suffer and we alongwith them are going to suffer irrespective the facts that whether today I am in the Government and tomorrow I

will be in the opposition or today somebody else is sitting in the opposition.

It is a common cause and that is why I said that this is a very welcome sign. It is a great victory, I would say, of those people who want certain consensus on national issues. But then there are certain people who come and differ with certain things and want to impute motives., or say that this thing has happened or that thing has happened or this is because of the action of the Government or anything like that, this is what has happened and this is what I have said. Then the negotiations should not take place. I want to know, they should tell us, what should we do. Alright we won't negotiate but they should give us the alternative, what do they want us to do. What is that with which we can achieve our objectives in Kashmir. What is that we can make the Indians go down on their knees an concede what we want for the people of Jammu and Kashmir or for what the people of Jammu and Kashmir are themselves fighting for. They should tell us. They don't tell us that thing. So, it is my appeal to the members of the opposition and to my own side also that let us now when the time has come, the conditions have come, we agree we have reached such a stage in the country, that on national issues, we must come to a certain consensus. It is no use just saying that you did this thing, or I did this thing or so and so did this thing. The point is that what is the condition in the country today, what is the position of the people, what are those difficulties, what are those problems with which the people of Pakistan are confronted. Ant this is one of the biggest problem of the people of Pakistan which is the Kashmir issue. There is no doubt about it, that it is the sacrifices, I am repeating it and I am sorry to repeat it, that this is on account of the sacrifices of the people of Jammu and Kashmir themselves and in occupied Jammu and Kashmir,

in occupied Jammu and Kashmir, no sacrifices can I say , we Pakistanis are making today, we may have gone to three wars, we may have many sacrifices, we may have suffered on account of that but today for the last three four or five years it is just the sacrifices of the people who are living in the occupied Kashmir. It is on account of them that the India is prepared to negotiate whether with us or whether with them or they want to come to terms and I hope that they do want to come to terms, but the fact remains that my interest, I am being very frank sir, I cannot keep on harping only on this thing. let us not talk of the world consciousness. World consciousness--- have not lyou seen what has been happening in Bosnia?

I may be fundamentalist, I don't believe in fundamentalism. There is no fundamentalism in Islam. I do not know why do we feel embarrassed when we talk of Islam or when we talk of principles what the Muslims should have or what does they practise. There is no question of fundamentalism in Islam. The people who consider themselves fundamentalists or who talk of extremism in Islam or they practise that extremism, that is not Islam. Whatever God and His Prophet has ordained that is not fundamentalism. But all right for the sake of argument I can say that we are a fundamentalist state. The Kashmiris may be fundamentalists but the Bosnians are not fundamentalists. They put on frocks, they probably practice the the things which the Europeans do. They are Europeans. The world conscience is dead, they don't feel anything. They are being killed. Everything is happening. Let us not go into it that it is on account of our doing, it is on account of the Government of Pakistan that just because we have withdrawn or we have not pursued or whatever was being alleged about the Resolution in the United Nations and because the negotiations were

going to take place, therefore, the Government has become soft. Sir, the Bosnians have not become soft, nobody has become soft on that. But the conscience is not there , it is the tremendous sacrifice which is being made by the Kashmiris is that the world conscience also talking about it. But I say here on the floor of this House that even in this case the world conscience is not playing the proper role. If they were playing the proper role then today in this House nobody would have said that human rights --- people cannot go their, that the other international agencies cannot go there where they want to go, they go there, where they want to make a noise. They make so much of noise that those Governments allow them to go there and Indian Government is not or India is not that powerful that it can fact whole of the world conscience. If it is so alive for the sake of Kashmiris and they would not do it. It is the Kashmiris themselves who are forcing this situation that the Indians have come to terms that they want to talk to you. What are they going to do? I cannot say, I do not know what are they going to do. But I shall give it a commitment for all on the floor of this House that we will not do anything on the basis of which one can say that we have made any bargaining at the cost of the Kashmiris or on the cost of the people who are making sacrifices in the Occupied Kashmir. And I said that I don't want to mince words. It is not only the Kashmiris themselves, it is my own future. Now, it is the future of Pakistan also, which is wedded with thefate of Kashmir, may be it is from the defence point of view, may be it is from the water point of view, may be it is from the energy point of view, as everything comes from there, may be it is from our route to China or rest of the world, through those areas. All these are involved. In all this lies the future of Pakistan and therefore, I assure you on behalf of the government of Pakistan

that we shall do everything possible for solving this situation on the basis in which the India itself----- you talk of world conscience, you talk of United Nation's Resolutions, sir, United Nation's Resolution is there in which India has voted, India has voted herself. India had brought that Resolution in 1947 in the United Nations on the basis of which that Resolution was passed unanimously. In which India, the United Nations, the world powers, everybody including Pakistan are committed to hold a plebiscite on the basis of which the people of Kashmir should decide whether they want to side with Pakistan or whether they want to go with India. Therefore, sir, it is not that. It is your own.

When I talk and when I say that bring consensus within your country, then it will be our own will, will of the people of Pakistan and will of the people of Jammu and Kashmir which is going to decide the fate of Pakistan on other issues and fate of Kashmir overall which is the biggest problem facing us. Therefore, sir, the Resolution which is being brought, which has not yet been moved, but the motion which has been moved, I totally support it. I support it and the Resolution which is being moved by Professor Sahib, when it comes up we will support it.

I wanted to answer Judge Sahib but I am sorry the has gone. But I do want it to point out, I am not scoring a point, by God I am not scoring a point but I do want to show the seriousness of the people. When you say that it is such a big issue if you feel that it is going to decide the fate of Pakistan and I believe that it is going to decide the fate of Pakistan, then I have sent a Minister, I have requested him to go and enquire certain things which he had said to which I am not going to refer now. I was going to tell him that I have to say something which could wait our reply because I don't want to say things

irresponsibly on the floor of the House.

I had asked Brig. Asghar to go and enquire a certain matter about which he had an allegation and I turned round and I see that the gentleman is not sitting. I am not scoring a point, I am begging of the Leader of the Opposition that I am not scoring a point, but I do feel hurt, I do feel sorry that on such an important issue we make speeches at 3 ' O' clock in the afternoon and when the reply is being given we are not fair to get a reply from the Government that what is correct and what is not correct. It is a very sad situation. It is not that, that they do it. We also do the same thing, therefore, I am not scoring a point.

Sir, my friend had said and I have been informed now, I want to give a reply which should be authentic, which should be correct. I did not want to give a reply which is not correct. He had said that how do we know, it is the government which is saying that they are going to talk about Kashmir and they are going to do this thing on 2nd of January. Sir, now I say with full responsibility after haveing enquired and after having been informed just now that they are going to talk to us on every aspect and Kashmir and this is what they have said in a statement issued on the 24th of November 1993. This, sir, I am saying with full responsibility. Therefore, it is no use now acting like that on such issues, on such issues, if the Indians have said, I am saying that if the Indians or for that matter anybody who says that they are not going to do this, if the government hides if, the goverment, the government is committing treachery and if the Opposition wants to make use of it, nobody should make use of it. It is a common cause on which we should force the countries which are opposed to us. The countries or the people who do not want to act in our

interest . We should jointly, collectively get together on such issues and force the world, force the opponents outside this country, force the enemies of Pakistan that they should act in the interest of Pakistan and should not harm Pakistan and I say it with full responsibility that we are going to talk on every issue. This is what the Indians have committed. What they are saying on their Raidio and TV I am not concerned. This is what I have been informed now and this is what I wanted to tell Judge Sahib. But unfortunately, he has gone and I think Mr. Agha Fasieh Mirza would tell him that this is what I have said. Thank you very much, sir, for giving me this chance to speak.

Mr. Presiding Officer: Now, I give floor to Mr. Raza Rabbani.

Mian Raza Rabbani: Sir, when the Leader of House has spoken I don't think there is any sense of my speaking.

Mr. Presiding Officer: Now, I ask the movers to move the substantive resolution.

پروفیسر خورشید احمد، اگر آپ مجھے اجازت دیں تو صرف ایک جملہ یہ کہوں گا کہ محترم ملک صاحب نے جن جزیات اور خیالات کا اظہار کیا ہے اور جس ایمانی قوت سے بیان کیا ہے۔ ہم اس سے متاثر ہیں اور اس جذبے کو سراہتے ہیں اور انشاء اللہ کشمیر کے معاملے میں (سارے دوسرے اختلافات ہو سکتے ہیں) انشاء اللہ ہمارا اور ان کا موقف ایک ہی ہے اب قرارداد پیش کرتا ہوں۔

RESOLUTION RE: KASHMIR ISSUE.

We would like to move the following substantive resolution at the conclusion of the discussion on motion under Rule 194 on Indo-Pakistan negotiations on Kashmir to be held on 2nd January, 1994.

"The Senate expresses deep concern over the continued and barbarous

repression of the freedom movement in Kashmir. In view of the fact that the people of Jammu and Kashmir have been held under illegal occupation of India for the last 46 years and have not been given the right to decide their future in accordance with the U.N. Resolutions and commitments of India Pakistan to the people of Kashmir and the world. The Indian Army alongwith her border forces have been subjecting the innocent people of Jammmu and Kashmir to untold repression and persecution including mass murder, arrests on unprecedented scale, desecration of mosques, schools habitations and bazars etc; torture of detenues and gang rapes. These atrocities have increased particularly during the last few months and more specifically after the Hazrat Bal incident. See, the entire population of Jammu and Kashmir is held under curfew since long. The political leadership of the resistance movement including Syed Ali Gilani, Shabbir Shah and others have been thrown behind bars where they are denied even the minimum medical facilities and the the instruments of negotiations have been used by India as a trap in the past, particularly after 1962 and also in late 1980s. The Senate affirms its belief that while political solution to the problem is an imparative, negotiations can be fruitful only if the following conditions are fulfilled.

No. 1, the violation of human rights and repression and persecution of the people of Jammu and Kashmir is stopped forthwith.

2. Withdrawal of Indian forces begins in such a manner that there is a visible reduction leading to total withdrawal of forces of occupation.

3. Political leadership of the resistance movement including Syed Ali Gilani, Shabbir Shah and others are released and a congenial climate is created in occupied Kashmir.

4. Negotiations are directed at a final solution of the Kashmir dispute in accordance with the U.N. resolutions and commitments of the governments of India and that of Pakistan and

5. As the future of Kashmir is to be decided in accordance with the will of the people of Kashmir, leadership of the Kashmiris resistance movement in occupied Kashmir must be involved in these negotiations.

The Senate further resolves that the main issue between India and Pakistan is the future of Kashmir. Unless this issue is resolved, negotiations on other subjects like the socalled normalisation of relations, economic cooperation and other issues like Sia-Chen and Vullar Barrage etc, would tantamount to side-tracking the real issue and would tantamount to an exercise in futility. The Senate further resolves that the government and the people of Pakistan are committed to the solution of Kashmir dispute in accordance with the U.N. resolutions. Express their complete solidarity with the resistance movement of the people of occupied Jammu and Kashmir and expect that the government will take immediate steps to effectively implement the resolution of the joint sitting of the Majlis-e-Shoora (Parliament) adopted on 8th November 1993". Khurshid Ahmed and Muhammad Ali Khan and I am happy to say that the Leader of the House Malik Qasim and Mr. Gichki had pointed out in this third last but third line from your first page where you have said that the political leadership the resistance movement including Syed Ali Gilani, Shabbir Shah and others, if you could say here that all other prisoners are released.

پروفیسر خورشید احمد، آل آل۔

ملک محمد قاسم، وہ نہیں ہے۔

جناب منظور احمد چکی: جناب یہ جو Resolution ہے اس میں میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ نام دیں گے تو اس میں یہ جو ریزولیوشن کی حیثیت ہے وہ وہ نہیں رہتی۔ وہ پھر ایک اینگل بن جاتا ہے۔ اب یہ پتہ نہیں کہ کون لوگ ہیں، کس سیکشن سے ان کا تعلق ہے، کس آرگنائزیشن سے ان کا تعلق ہے۔ اس طریقے سے یہ ہوگا کہ اس ریزولیوشن میں یہ پتہ چلتا ہے کہ سینٹ ایک ٹریکولر سیکشن کو یا گروپ کو کسی نہ کسی حوالے سے سپورٹ کرتا ہے۔ اس لئے جناب والا میں کہتا ہوں کہ اس کو all political prisoners کر دیں اور یہ نام نکال دیئے جائیں کیونکہ ریزولیوشن میں نام نہیں ہوتے generalised ہوتا ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: آج جو لوگ جیل میں ہیں اس کا اعتراف اگر آپ نہیں کرتے تو یہ زیادتی ہے۔ باقی all polictical prisoners اس میں شامل کریں۔

Mr. Presiding Officer: All political prisoners.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا میری بھی خواہش ہے کہ

names must be deleted from it. It should be written as no name. Should be there otherwise it will create an impression that we have sent those people. We are sending terrorists and all that. No name is ever given in any resolution like that which is passed unanimously. For God's sake, it is against the interest of Kashmiris freedom fighters. It should not be done.

Mr. Presiding Officer: Let us strike off all the names and instead all political prisoners may be included.

پروفیسر خورشید احمد۔ میں نے شامل کر دیا ہے یعنی

including Shabbir Shah and all political prisoners are released and congenial atmosphere is created in Kashmir.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے جی۔ names should be deleted۔

پیر سید برکات احمد۔ مسٹر چیئرمین! میں معذرت خواہ ہوں کہ جو پوری debate اس

پورے موضوع پر ہوئی ہے میں موجود نہیں تھا ۔ شاید اس لئے مجھے یہ بات clear نہیں ہوئی کہ یہ قرارداد ہم کس کو address کر رہے ہیں ۔ اقوام متحدہ کو کر رہے ہیں یا اپنی حکومت کو کر رہے ہیں۔ یا انڈین گورنمنٹ کو کررہے ہیں ۔

(interruption)

پروفیسر خورشید احمد۔ پوری دنیا کو کر رہے ہیں ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ یہ ہمارے سینٹ کے views کو represent کر رہا ہے تو ہم سب کو ایڈریس کر رہے ہیں۔

پیر سید برکات احمد ؛ اگر یہ صورتحال ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ بہتر ہوگا کہ جو نام ہیں ان کو چاہے mention نہ بھی کریں اس طریقے سے اس کو کیا جائے کہ اس میں نام یہ ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ؛ یہ سینٹ کی طرف سے ریزولیوشن ہے ۔ unanimous resolution ہے names shall be deleted۔

Now, I put the resolution to the House that "The Senate expresses deep concern over the continued and barbarous repression of the freedom movement in Kashmir. In view of the fact that the people of Jammu and Kashmir have been held under illegal occupation of India for the last 46 years and have not been given the right to decided their future in accordance with the U.N. Resolutions and commitments of India Pakistan to the people of Kashmir and the world. The Indian Army alongwith her border forces have been subjecting the innocent people of Jammmu and Kashmir to untold repression and persecution including mass murder, arrests on unprecedented scale, desecration of mosques, schools habitations and bazars etc: torture of detenues and gang rapes. These atrocities have increased particularly during the last few months and more specifically after the Hazrat Bal incident. See, the entire population of Jammu and Kashmir is held under curfew since long. The political leadership of the

resistance movement including Syed Ali Gilani, Shabbir Shah and others have been thrown behind bars where they are denied even the minimum medical facilities and the the instruments of negotiations have been used by India as a trap in the past, particularly after 1962 and also in late 1980s. The Senate affirms its belief that while political solution to the problem is an imparative, negotiations can be fruitful only if the following conditions are fulfilled.

No. 1, the violation of human rights and repression and persecution of the people of Jammu and Kashmir is stopped forthwith.

2. Withdrawal of Indian forces begins in such a manner that there is a visible reduction leading to total withdrawal of forces of occupation.

3. Political leadership of the resistance movement including all the political prisoners are released and a congenial climate is created in occupied Kashmir.

4. Negotiations are directed at a final solution of the Kashmir dispute in accordance with the U.N. resolutions and commitments of the governments of India and that of Pakistan and

5. As the future of Kashmir is to be decided in accordance with the will of the people of Kashmir, leadership of the Kashmiris resistance movement in occupied Kashmir must be involved in these negotiations.

The Senate further resolves that the main issue between India and Pakistan is the future of Kashmir. Unless this issue is resolved, negotiations on other subjects like the socalled normalisation of relations, economic cooperation and other issues like Sia-Chen and Vullar Barrage etc, would tantamount to side-tracking the real issue and would tantamount to an exercise in futility. The Senate further resolves that the government and the people of Pakistan are

committed to the solution of Kashmir dispute in accordance with the U.N. Resolutions. Express their complete solidarity with the resistance movement of the people of occupied Jammu and Kashmir and expect that the government will take immediate steps effectively implement the resolution of the joint sitting of the Majlis-e-Shoora (Parliament) adopted on 8th November 1993."

(The resolution was adopted unanimously)

Mr. Presiding Officer: Now, the House is adjourned till Sunday 2nd January, 1994 at 5.30 p.m.

[The House then adjourned to meet again at five thirty of the clock on Sunday, the 2nd of January, 1994].

PCPPI—4393(97)Senate—26-8-97—180